U13996

Title - NIJAATUL MOMINEEN

Creator - Hafiz Sirajul Yaseen.

Publisher - Matba, Munshi Nawal Kishore 'Patiyal.

Date - 1289 H.

Pages - 264

Subject -

بعون خالق زمان و زمین و صانع مکان و مکین
تصنیف سجادہ نشین جنید بن اولیا حضرت حافظ سراج الیقین کتاب مسمی بہ
نجات المومنین ١٢٨٩
سید محمود علی مہتمم و منیجر کے اہتمام اور سعی تمام سے
مطبع منشی نولکشور واقع انبالہ میں طبع ہوئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد و ثنا کے شایان وہی خالق کون و مکان ہے کہ جس نے اپنی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ
سے اٹھارہ ہزار خلقت کو خلعت وجود سے سرافراز فرمایا اور تمام مخلوقات میں انسان ضعیف البنیان
کو معزز و ممتاز فرمایا کیسے کیسے جلیل القدر پیغمبر ارباب صدق و یقین کی تربیت و تلقین کے
واسطے مبعوث فرمائے کہ جنکے معجزات باہرات اور کمالات حیرت آیات دیکھکر بڑے بڑے کافر
و منکر تھرائے خصوصاً سر دفتر پیغمبران سرور مرسلان حامی دین متین رسول رب العالمین سلطان کونین
منصور معرکہ بدر و حنین حضرت محمد مصطفٰے احمد مجتبٰے صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ اجمعین کو بزرگترین عالم
و عالمیان اور بہترین آدم و آدمیان بنایا اور آپ کی شان میں لولاک لما خلقت الافلاک فرمایا
یعنی اگر پیدایش آپ کی خدا کو منظور نہوتی تو کوئی شئی جلوہ گر عالم ظہور نہوتی بہر آپ کے
خلفائے راشدین اور اصحاب مہتدین نے ایسے ایسے مراتب عالیہ پائے کہ اونکی شان

مین خود حضرت نے یہ کلمات طیبات ارشاد فرمائے اللہ اللہ فی اصحابی لا تتخذوہم غرضا من بعدی من احبہم فبحبی احبہم ومن ابغضہم فببغضی ابغضہم ومن اذاہم فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ ومن اذی اللہ فقد کفر انکے بعد کیسے کیسے اولیاے کاملین اور فقراے عارفین پیدا کیے کہ جنکے خوارق عادات اور کمالات باہرات دیکھکر سعززان عالم ملکوت اور مقربان بارگاہ جبروت حیرت مین آئے سبحان من عظم شانہ ووسع احسانہ اب پوشیدہ نہ رہے کہ جو کمالات اور خوارق عادات اس اخیر زمانے مین ہمارے جناب قطب الاقطاب شیخ المشائخ شہنشاہ مقربان بارگاہ الہ فنافی اللہ مع اللہ مولینا و مرشدنا حضرت شاہ نجات اللہ محب صادق قادری کرسوی قدس اللہ سرہ الاصفی سے وقوع مین آئے اور کاملین سے کمتر یہ مرتبے پائے چنانچہ جب آپ نے عبادت وریاضت کے مرتبہ کو انتہا تک پہونچایا اور جناب باری سے اپنے کمال مخفیہ کے اظہار کا حکم پایا تو کوئی روز ایسا نہوتا تھا کہ دو چار بلکہ دس پانچ معاملات خوارق عادات سے ظاہر ہوتے ہون لیکن حیرت و حسرت کا مقام ہے کہ اوس وقت مین کسیکو اتنی فرصت نہوئی کہ آپ کے کشف و کرامات کو قلمبند کرتا جاتا جسکی برکت سے سعادت ابدی پاتا اب کہ آپ کے انتقال کو قریب تیس سال کے زمانہ ہوا اور کوئی آپ کے خادمون سے باقی نرہا اس فقیر حقیر کمترین محمد سراج الیقین غفر اللہ ذنوبہ کو ۱۲۸۰ ہجری مین حضرت کی حالات فیض سمات کے لکھنے کا ذوق جذب قلبی سے پیدا ہوا ہر چند کہ آپ کے خلفاے والا اقتدار اور مریدان باوقار سے مثل مولوی امام بخش صاحب لکھنوی غفر اللہ ذنوبہ اور حافظ سعید الدین بن حافظ محمد ابراہیم خوش نویس بن حافظ نور اللہ نور اللہ مرقدہما اور مولینا ابو البقا محمد عبد الحلیم زیب و زینت دار العلم والعمل فرنگی محل قدس اللہ سرہ العزیز اور جناب مولوی نوازش علی صاحب مدظلہ گورکھپوری اور مولوی محمد کامل صاحب کرسوی غفر اللہ ذنوبہ اور سوا انکے

جناب قبلہ پیر مرشد برحق قبلہ و کعبہ مطلق برگزیدہ درگاہ ربانی پسندیدہ بارگاہ حقانی
حضرت محبوب سبحانی مولانا شاہ محمد حمدانی رحمۃ اللہ علیہ کہ میرے وقت مین موجود تھے اور
اکثر حالات ان حضرات کے زبانی مین نے سنے مگر افسوس ہے کہ اوس وقت مین مجھے
بھی اون جواہر آبدار اور لآلی شہوار کے منسلک کرنے کا کچھ خیال نہ تھا لہذا دریافت
و تحقیقات کما ینبغی سے محروم رہا اب جو حالات اون سے مجھے یاد رہے اور علاوہ ازین جو
جناب منجھلے چچا صاحب قبلہ و کعبہ مقرب بساط ربانی مولوی شاہ محمد نورانی اور چھوٹے
چچا صاحب مقبول بارگاہ اللہ مولوی محمد حزب اللہ دام ظلہم اور جناب بھائی صاحب مولوی
محمد عبد الجلیل صاحب وغیرہم راویان معتبر سے دریافت ہوئے اون سب کو ان اوراق مین فراہم
کرکے چار باب پر منقسم کیا اور نجات المومنین نام رکھا اللہ تعالے اپنے حبیب کے طفیل سے
مقبول خاص و عام اور اسکی برکت سے غلامان خاندان قادریہ رزاقیہ و چشتیہ کو مرادات
دوجہانی سے شادکام فرمائے آمین رب العلمین بحق محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین و سلم تسلیما کثیرا کثیرا
پہلا باب احوال فرخندہ فال ولادت باکرامت مع شجرۂ نسب نامہ آنحضرت مین
دوسرا باب تحصیل علوم اور حالات بیعت و خلافت و توکل و قناعت اور حضوری
پیران طریقت و اکتساب فیض معنوی کے بیان مین تیسرا باب بیان مین آپ کے
کشف و کرامات اور دیگر حالات و واقعات مین چوتھا باب آپکی اولاد امجاد اور مریدان
راسخ الاعتقاد کے حالات مین پہلا باب ولادت باکرامت مع شجرۂ نسب نامہ مین
جاننا چاہیے کہ آپ از روے نسب کے شیخ قریشی حجاجی حضرت قاضی محمود قدس اللہ
سرہ العزیز کی اولاد امجاد مین ہین اور قاضی محمود برگزیدہ درگاہ معبود اولاد کرام مین
نواب امیر الحسام کے ہین جو محمود شاہ غزنوی کے لشکر ظفر پیکر کے سپہ سالار ہوکر ہندوستان

ہندوستان مین آئے تھے اور کفار سے لڑکر کیسے کیسے جوہر شجاعت دکھاتے تھے آخرکار اس نواح کے کفار یعنے قوم بھر کا قلع اور قمع کرکے اپنے بیٹے قاضی ضیاء الدین کو یہان چھوڑکر آپ مع لشکر بغداد شریف کو تشریف فرما ہوئے پھر آپ کے تشریف لیجانے کے بعد قاضی ضیاء الدین صاحب کی شادی کتخدائی سید ویس صاحب کی صاحبزادی کے ساتھ جو حضرت سید سالار مسعود غازی کے لشکر کے ہمراہ جہاد کے واسطے آئے تھے ہوئی آخرکو سید صاحب نے کفار سے لڑکر شربت شہادت نوش فرمایا لوگون نے مزار پر انوار آپکا قصبہ دلمئو کے دکھن کی طرف بنایا فائدہ ہرچند کہ حجاج بن یوسف بن عقیل پادشاہ خونریز مشہور ہے لیکن اسکے آبا اور اجداد بڑے نیک نہاد سردار قبیلہ قریش کے اور مشائخ کبار قبیلہ ثقیف کے تھے ظاہر ہے کہ یہ دونون خاندان بہادری اور شجاعت نام آوری اور سخاوت مین بھی عرب سے تا ہندوستان مشہور و معروف ہین یوسف کی زوجہ کا نام بی بی فارعہ تھا جنکے بطن سے حجاج پیدا ہوے روایت ہے کہ جب حجاج پیدا ہوے تو شیطان رجیم ایک حکیم کی صورت بنکر آیا اور ایک بکری ذبح کرکے اوسکے خون مین حجاج کو غوطہ دلوایا اوسی وقت سے صفت خونریزی کی حجاج مین پیدا ہوکر ہویدا ہوئی جیساکہ ضحاک شاہ عجم کی خونریزی شیطان کی شرارت سے مجبورانہ تھی تواریخ معتبر اور صحیح خبر سے ثابت ہے کہ حجاج مین سخاوت بے نہایت تھی کتاب نثر الدرر مین لکھا ہے کہ دو ہزار آدمی ہر روز حجاج کے دستارخوان پر کھانا کھاتے تھے اور کھانے شاہانہ انواع اقسام کے ہوتے تھے اور سواے انکے کسی بادشاہ نے ان سے پہلے ایک ہزار درہم کہ جسکے تخمیناً پانچہزار روپیے ہوتے ہین ایکبارگی خیرات نہین کیے کسی غریب و محتاج کو نہین دیے مگر اونھون نے ہزار ہزار درہم ایکبار مین خدا کے نام دے ڈالے ہین راہ خدا مین خرچ کیا

سے کام نکالے ہین پس سخی کا رتبہ اللہ جل شانہ کے نزدیک ظاہر ہے سخی دوست رحمن کا
اور بخیل دوست شیطان کا مشہور ہے اور موجد محمل کے بھی یہی ہین جس سے آج تک حاجیون
وغیرہ کو نہایت آرام حاصل ہے اور سوا اسکے قبل انکے کوئی بادشاہ معرکہ جنگ مین تخت نشین
بیٹھا عبد الملک بن مروان کے زمانے مین اول حجاج سپہ سالار تھے بعد اسکے حاکم مکے کے
ہوئے ولید بن عبد الملک اور عمر بن عبد العزیز کے وقت مین والی عراق یعنے بغداد
کے ہوئے اور اوسی حکومت مین چون سال کی عمر مین انتقال کیا اور بعض تواریخ
مین لکہا ہے کہ بادشاہ اصفہان کے بھی ہوئے ہین نقل ہے کہ نزع کے وقت
بی بی فارعہ انکی مادر مشفقہ نے کہا کہ دیکھیے تیرا کیا حال ہوتا ہے جواب دیا کہ اگر میرا معاملہ
خدا تمہارے سپرد کرے تو تم میرے حق مین کیا کروگی فارعہ نے کہا کہ مجھہ مین تو شفقت
مادری ہے سوای درگزر کے اور کیا کرونگی پس حجاج نے کہا کہ خدا تو ماں باپ سے سو حصہ
زیادہ اپنے بندون سے محبت رکہتا ہے وہ ضرور شفقت و رحمت کریگا اور سوا اسکے
انجام کو اوسنے ایسا ایک نیک کام کیا کہ یقیناً بخشا گیا وہ نیکی یہ ہے کہ ایک روز نہایت درد
و سوز سے اپنی شقاوت کی طرف خیال کرکے اپنی مغفرت سے مایوس ہوا اور اوسی حالت یاس
مین علما کو طلب کی پوچھا کہ میری مغفرت کی کوئی صورت ہے یا نہین علما یہ سوال سنکر نہایت
حیرت مین آئے کہ کون تدبیر کیجاے کہ جس سے اسکی مغفرت کی امید نظر آئے کس واسطے
کہ جو شخص ایک مسلمان بیگناہ کو قتل کرتا ہے وہ نہین بخشا جاتا ہے اور اسنے ہزارہا مسلمان
بیجرم قتل کیے ہین و بے شمار گناہ اپنے سر لیے ہین آخر کار سب علما نے اتفاق کرکے یہ تجویز کیا
کہ قرآن شریف نہایت بزرگ چیز ہے بعد خدا کے اسی کلام پاک کا مرتبہ ہے کہ جسکی شان مین خود
خداے عز وجل نے لاخالق ولا مخلوق فرمایا ہے اور تلاوت اس کلام پاک کی ایسی

نازک وباریک ہے اگر بروقت قراءت ایک اعراب مین فرق آئے تو قاری کا ایمان زیر وزبر ہوجاوے یا اینہمہ آج تک جواہر اعراب سے قطعاً مبرا ہے اسی وجہ سے بجز علما اور منتہی طلبہ کے ہر شخص اسکے فیض قراءت اور اکتساب ثواب سے بے بہرہ ہے اگر بادشاہ کی کوشش بلیغ سے یہ کلام پاک جواہر اعراب سے مرتب ہو اور اسکا فیض خاص وعام مین پہیلے تو بیشک بادشاہ کو مواخذہ آخرت سے نجات ملے جب علمانے اس بات پر اتفاق کرکے بادشاہ سے کہا اوسنے فوراً حکم دیا کہ جس قدر عالم وعلامہ میری قلمرو مین ہین سبکو بلاؤ اور اسکی تدبیر کما حقہ ٹھہراؤ چنانچہ ہزارہا عالم وفاضل جمع ہوے اور لاکہون روپیہ خرچ کیے غرض کہ سب نے متفق ہوکر نہایت عرق ریزی سے کلام پاک کو زیور اعراب سے مزین کیا پھر تو اسکا پڑہنا ایسا آسان ہوا کہ ہر زمانے مین ہزارہا حافظ ہوجاتے ہین خاص وعام اسکا فیض پاتے ہین یہ نیکی اوسکی بدی سے بڑہ گئی اوسکی بیشک مغفرت ہوگئی الغرض شیوخ حجاجی دراصل شیوخ قریشی ہین جس قبیلے سے ہمارے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر صحابہ کرام تھے پھر اوسکی اولاد مین ایسے ایسے اولیائے کاملین اور اصفیائے بزرگترین پیدا ہوے کہ جنکی بزرگی اور شرافت اظہر من الشمس ہے ازانجملہ حضرت شاہ منعم صاحب ولایت ہین مزار پر انوار اونکا مقام دیوہ مین مشہور نزدیک و دور ہے قبل انکی پیدایش کے حضرت ملامت شاہ بدوسرائی اس قصبہ مین رونق پذیر تھے جس روز آپ پیدا ہوے اوسی روز سے طفلان صغیرسن نے آپکی قسم کہانا شروع کی جو بات ہوتی اوس مین آپ ہی کی قسم کہاتے جب ملامت شاہ صاحب نے دیکہا کہ یہان اللہ تعالےٰ نے ایک صاحب ولایت اور پیدا کیا فرمایا کہ ایک میان مین دو تلوارین نہین رہتی ہین یہ فرماکر دیوی سے مفارقت کرکے بدوسرا مین مقام کیا اور علاوہ اسکے

قاضی محمود صاحب بہی ولی کامل اور حضرت بندگی میان امیٹھوی کے ہم عصر تھے اکثر
حالات آپ کی ولایت کے بہی خاص و عام مین مشہور ہین از انجملہ یہ ہے کہ آپ کے
مزار شریف کے سرہانے ایک تالاب ابتک موجود ہے آپ کی حیات مین اوسکا یہ حال تہا
کہ ہر روز تمام تالاب شراب طہور سے بہر جاتا تہا اور آپ تہوڑی دیر مین سب پی جاتے تہے
اور سوا اسکی یہ بات بہی مشہور ہے کہ جب آپکو خواہش حضرت بندگی میان کی ملاقات
کی ہوتی تو حضرت بندگی شاہ صاحب فوراً تشریف لاتے اور ملاقات سے مسرور فرماتے
یا حضرت بندگی شاہ صاحب کا جی قاضی صاحب کی ملاقات کو چاہتا تو قاضی صاحب فوراً
تشریف لیجاتے اور آپس مین معانقہ جسمانی سے حظ اوٹہاتے پہر قاضی صاحب کی اولاد امجاد
مین ہمارے حضرت ایسے صاحب کمال پیدا ہوے کہ جنکے ہزارہا کمالات اور خوارق عادات
تمام عالم مین مشہور ہین اور نسب نامہ آبائی آپ کا یہ ہے حضرت مولٰنا شاہ نجات اللہ
قادری محب صادق کرسوی بیٹے شیخ کفایت اللہ کے اور وہ بیٹے شیخ جان محمد کے اور
وہ بیٹے شیخ عبد اللطیف کے اور وہ بیٹے شیخ زاہد کے اور وہ بیٹے شیخ شاہ محمد صاحب کے
اور وہ بیٹے شیخ عبد الحکیم کے اور وہ بیٹے حضرت قاضی محمود صاحب قدس اللہ سرہ العزیز
کے اور وہ بیٹے قاضی آزاد کے اور وہ بیٹے قاضی محمد کے اور وہ بیٹے قاضی ضیاء الدین
یوسف محمود کے اور وہ بیٹے نواب امیر الحسام کے اور وطن مالوف آپکا قصبہ دیوی ہے
حضرت کے جد امجد شیخ جان محمد وہان سے جلا وطن کرکے قصبہ کرسی مین تشریف لائے
اور آپ کے بڑے صاحبزادے یعنے حضرت کے والد ماجد ہمراہ آئے اور یہان بود و باش
اختیار فرمائی پہر وطن مالوف کی طرف جانے کی نوبت نہ آئی مصلحت ایزدی اس مین یہ تہی
کہ اکثر لوگ اس قصبہ کو بدنام کرتے ہین یہان کے باشندون پر حماقت کا اتہام کرتے ہین

اسی وجہ سے آپ کی ولادت باسعادت اس قصبہ میں فرمائی کہ جسکی برکت سے اس بستی نے
ایسی عزت ابتک پائی کہ کوئی کرسی شریف کہتا ہے کوئی حضرت کرسی لکھتا ہے غرضکہ
ہمارے حضرت نے ایسی ایسی بزرگیاں اور کمالات پائے کہ آپ کے اکثر حالات ولایت
آیات پیدایش کی قبل وقوع میں آئے چنانچہ حضرت کے والد ماجد فرماتے ہیں کہ حضرت
کی پیدایش کے قبل اکثر درویش ہمارے پاس آتے تھے اور پوچھ جاتے تھے کہ تمہارے کوئی
فرزند ہوا ہے یا نہیں ہم کہتے تھے کہ نہیں بارے جب خدا کا فضل ہمارے حال پر ہویدا ہوا تو
ایک بیٹا پیدا ہوا پھر ایک فقیر صاحب تشریف لائے اور پوچھا کہ کہو کوئی فرزند ہوا یا نہیں ہمنے
کہا کہ ہاں ایک بیٹا ہوا ہے فرمایا کہ ہمارے سامنے لاؤ جب ہم اوس فرزند کو سامنے لائے
دیکھکر فرمایا کہ یہ لڑکا کس کام کا ہے ہم اسے نہیں پوچھتے ہیں اسکی تلاش نہیں کرتے ہیں یہ
فرماکر چلے گئے پھر جب حضرت پیدا ہوئے تین درویش تشریف لائے اور حسب دستور استفسار
فرمایا ہمنے کہا کہ ہاں خداوند تعالے نے اپنا فضل کیا ہے ایک فرزند ارجمند ہمکو اور
دیا ہے فرمایا ہمارے سامنے لاؤ جیسے ہی ہم سامنے لائے دیکھتے ہی فرمایا کہ اسی لڑکے کو ہم
پوچھتے تھے مدتوں سے اسکی تلاش میں پھرتے تھے یہ فرزند تمہارا خاصان حق میں یگانہ
اور قطب زمانہ ہوگا اور یہ بھی فرمایا کہ جس شخص کی پیدایش کے قبل اوسکی بزرگی کی خبر
دیجاے اوسکا بڑا مرتبہ ہے یہ فرماکر چلے گئے سبحان اللہ کیا مرتبہ آپکو اللہ تعالے
جلشانہ نے عطا فرمایا تھا کہ قبل پیدایش کے بڑے بڑے اولیائے کاملین اور بزرگان دین
آپ کی تمنائے زیارت میں پھرتے تھے آپکے صاحبزادے والاتبار کرامت شعار مقبول
بارگاہ ربانی حضرت مولانا شاہ محمد آفاق صاحب بیان کرتے ہیں کہ ہمنے اپنی جدہ ماجدہ سے
اکثر اوقات آپکی صغر سنی کی یہ حالات سنے کہ آپ بچپن میں مثل دیگر اطفال صغیر کے کبھی

کھیل کود کی طرف متوجہ نہیں ہوئے اور اکثر اوقات جب آپ بیٹھتے تھے تو از خود
اپنی زبان گوہر فشان سے الف ب ت ث فرماتے تھے اور اپنے ہم عمر لڑکوں کے ساتھ
کبھی نہ کھیلتے بچپن سے یاد خدا میں رہتے اور جب سات برس کی عمر شریف پہنچی
تو نماز پنجگانہ بقید شروع کی اور نو برس کی عمر میں اون سات برس کی نماز قضا
پڑھ لی اور جب بارہ برس کی عمر کو پہنچے تحصیل علوم کے واسطے باہر نکلے اسی طرح سے اکثر
واقعات آپ کی پیدائش کے قبل و در صغر سن میں جو ظہور پائے کنز السیمی میں آئے
تمام ہوا پہلا باب فی دوسرا باب تحصیل علوم اور حالات بیعت و خلافت و توکل و قناعت
اور حضوری پیران طریقت و اکتساب فیضیات صوری معنوی کے بیان میں جاننا چاہیے
کہ خداوند تعالےٰ نے آپکو علوم صوری و معنوی سے مالامال کیا تھا اور سب طرح کا کمال
دیا تھا لیکن اب حسب دستور معمول تحصیل علوم ظاہریہ میں بھی چند سے مشغول ہوئے تھوڑے
عرصہ میں خداوند تعالیٰ نے اپنی عنایت سے آپ کو علم فقہ اور حدیث و تفسیر وغیرہ
بخوبی عنایت فرمایا جب تحصیل علوم سے فراغت پائی مرشد کی تلاش کی رغبت آئی
اوس زمانہ میں بڑے بڑے بزرگان دین اور اولیاے کاملین سے تمام سرزمین
نور آگین تھی ازانجملہ حضرت سلطان الواصلین برہان العاشقین زبدۃ الاولیا
قدوۃ الاصفیا شریعت پناہ طریقت دستگاہ برگزیدہ خاص حضرت الہٰی جناب مولانا
سید شاہ شاکر اللہ رحمۃ اللہ علیہ کہ شریعت ظاہری اور کمالات باطنی میں بے نظیر
اور ہر طالب مولیٰ کے دستگیر تھے ہمارے حضرت کا یہ حال تھا کہ ابتدا سے پابندی شریعت
کا نہایت خیال تھا چنانچہ مولانا ابوالبقا محمد عبد الحلیم قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے ہیں
کہ ہمارے حضرت ایام رضاعت میں شریعت کا لحاظ کرتے تھے کہ اپنے دست مبارک سے کٹورہ لوٹہ

نہیں رکھتی تھی اور اگر کوئی لڑکا تختہ بجانے کا قصد کرتا تو آپ اوسکی اونگلی میں ہاتھ
مارتے اور اوس حرکت سے اوسے منع فرماتے اور یہ بھی آپ کی عادات حسنہ سے تھا
کہ آپ کبھی اپنی زبان گوہر فشان سے کوئی کلمہ درشت نفرماتے اگر شاید کسی سے
ناخوش ہوتے تو فرماتے کہ خدا تیرا بھلا کرے اور اگر کسی پر حد سے زیادہ غصہ ہوتے تو فرماتے
کہ او مردک راقم آثم کے حضرت والد ماجد محبوب سبحانی مولانا شاہ محمد حماد نے رحمۃ اللہ علیہ
فرماتے ہیں کہ ہمارے حضرت نے اپنی جسم پوشیدنی کو کبھی نہیں دیکھا ایک روز کسی شخص نے
آپ سے پوچھا کہ یا حضرت آپ اپنی ناف سے ٹخنے تک نظر نہیں کرتے ہیں جب استرہ لینے کی
ضرورت ہوتی ہے کیونکر لیتے ہیں فرمایا اندھا کیا کرتا ہے آخر وہ بھی اپنی حاجت رفع کرتا ہے
اللہ اکبر جل جلالہ جسکو یہ خیال ہو اوسکی شرح کا کیا حال ہو حضرت صاحب کے حقیقی پوتے
جناب مولوی امام المتقین صاحب فرماتے ہیں کہ ہم جن دنوں شہر لکھنؤ میں پڑھتے تھے فرنگی محل
میں طالب علمی کرتے تھے ایک روز ہم عصر کی نماز پڑھنے فرنگی محل کے باہر کی مسجد میں گئے اور
اور بعد فراغ نماز علیحدہ بیٹھکر کچھ وظیفہ پڑھنے لگے تھوڑی دیر کے بعد مولوی معین صاحب
تشریف لائے اور باجماعت عصر کی نماز پڑھی اور مجھے مسجد کے گوشہ میں بیٹھے اور وظیفہ
پڑھتے دیکھا اور میں بھی سمجھا کہ مولوی صاحب نے مجھے دیکھ لیا ہے پھر مولوی صاحب نماز
سے فارغ ہوکر مسجد کے دروازے کے کرہے پر بیٹھے اور چند لوگ اور بھی اونکے پاس جمع ہے
پھر جب میں وظیفہ سے فارغ ہوا تو میں نے چاہا کہ مولوی صاحب کی آنکھ بچاکر نکل جاؤں مگر
مولوی صاحب کا خیال میری جانب تھا مجھے دیکھکر پکارا ادھر آؤ میں پاس گیا تو مجھسے
فرمایا کیا عمل خوانی ہوتی ہے میں نے کہا کہ نہیں فرمایا کہ اپنے حضرت جد امجد کا طریقہ اختیار
کرو وہ عمل و عملیات کچھ نہیں کرتے تھے خاص سنت مصطفوی پر چلتے تھے اور حاضرین

کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا باوجودیکہ مین حضرت شاہ نجات اللہ صاحب کا مرید نہین
ہون مگر مینے اونکی زیارت اکثر کی ہے ایسے صاحب شریعت اور طریقت تھے کہ جسنے اونکو
دیکھا اوسنے گویا بعینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اگر مین اونکو اپنی آنکھہ سے
نہ دیکھتا تو ہرگز معتقد و مقر نہوتا پس اقم آثم کہتا ہے کہ اگر کوئی شخص بہ طینت اپنی شرارت
سے ایسے کامل محتاط کی نسبت کہ جسکی شریعت کے ایسے ایسے علما و علامہ قایل و مقر ہون
کوئی حرف خلاف شان اپنی زبان پر لاے تو گویا مہتاب پر خاک ڈالتا ہے اور ہو عقل لہا کہ
فی المدبر کا مصداق بنجاتا ہے بقول حضرت کیفی ع مونہ پر پڑا اولٹ کر جب آسمان پہ تہوکا ؞
ظاہر ہے کہ ایسا منکر و منافق بدمذاق و بے لطف اللہ تعالے کی رحمت سے کونین مین محروم
رہیگا اور سوالوجہ فے الدارین ہوگا **فائدہ** اب حضرت سلطان الواصلین کی بیعت
کا حال سنا چاہیے کہ ایک وقت آپکے پیر مرشد حضرت سید محمد اسمعیل حسینی واسطی بلگرامی
قدس اللہ سرہ العزیز محفل سماع مین تشریف رکھتے تھے اور حال و قال کا خوب ورود و شہود
تھا اوسی حالت وجد مین آپنے اپنے خادم سے فرمایا کہ جلد جاؤ اور سید شاہ شاکر اللہ
کو لاؤ خادم آپکے پاس آیا اور حضرت کے طلبے کا حکم سنایا آپنے پوچھا کہ کہان
تشریف رکھتے ہین مجھکو کسواسطے یاد فرماتے ہین اوسنے کہا راگ سنتے ہین آپنے تامل
کیا اور نگئے جب خادم واپس گیا پھر حکم ہوا کہ جلدی جاؤ اور میرے سامنے لاؤ پھر خادم
آیا اور حضرت کا ارشاد سنایا آپ چپ ہو رہے اور نہ گئے خادم پھر یون ہین واپس
گیا تیسری مرتبہ حکم ہوا جلد حاضر کرو خادم پھر دوڑا آیا اور حکم طلبی کا سنایا آخر مجبور
حضرت کے حضور مین حاضر ہوے حضرت نے آپکو ایک رومال دیا اور فرمایا کہ اسے ہلاؤ
اور اپنے دل مین کچھ خطرہ نہ لاؤ آپنے رومال جیسے ہی ہاتھ مین لیا دیکھا کہ نہ وہ

حال ہی اور نہ قال حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ رسول پروردگار مع صحابہ کبار کے تشریف
رکھتی ہین اور حاضرین محفل کو وعظ نصیحت بتاتی ہین جب تک محفل سماع مجمع رہی یہی کیفیت
نظر آئی جب وہ لوگ برخاست ہوئی حضرت بہی تشریف لے گئے پہر آپکے مرشد نے فرمایا
کہ تمہین کیا نظر آیا آپنے جو دیکھا تہا وہ عرض کیا پہر حضرت نے فرمایا کہ اب
کیا ارادہ ہی ایسی نکاسی کیا فائدہ ہی عرض کیا یا حضرت اس طرح کی زیارت خلاف
شریعت بہی قبول نہین حکم خدا اور رسول سی عدول نہین جب آپکے مرشد نے پابندی
شریعت کی یہ کیفیت دیکہی بہت خوش ہوئی اور اونکی پیٹہہ ٹہوکی نقل ہے کہ جب شاہ عالم
تخت پہ بیٹہی اور تمام قلمرو مین منادی کی ڈہنڈہوری پٹی ایکروز حضرت مسجد کے
چبوترہی پہ بیٹہی وضو کرتے تہی آپنے آواز منادی کی سنی فرمایا کس خبر کی آواز ہی
کسنے عرض کیا شاہ عالم تخت پہ بیٹہی ہین اوسی کی یہ منادی کرتے ہین آپنے فرمایا
کہان سی یہ مرتبہ اور جاہ پایا کس نے اوسی بادشاہ بنایا وہ آپکا یہ فرمانا اور وہ
سلطنت کا درہم برہم ہوجانا اوسی روز سی دہلی کی سلطنت مین زوال ہوا ابتک وہی حال ہی
دوسری نقل یہ ہی کہ نواب شجاع الدولہ نے جب انگریزون سی لڑنیکا قصد کیا اپنی
نائب بینی بہادر کو حضرت کے پاس بہیجا کہ اگر آپ ہمکو بشارت فتح کی سنائین تو ہم لڑائی
پہ جائین جب نائب مذکور حضرت کے حضور مین آیا اور نواب کا معروضہ سنایا آپنے
فرمایا ہرگز نہ جائین اگر جائین گے شکست کہائین گے وہ نائب نمکحرام انگریزون سی
ملا تہا واللہ عالم نواب سی کس بات پہ جلا تہا اوسی یہ منظور تہا کہ نواب شکست کہائین
اور انگریز فتح پائین جب حضرت سی رخصت ہوا نواب سی جاکر کہا حضرت نے فرمایا ہی
آپ بلا تامل جائیے اپنے دل مین کچہ اندیشہ نہ لائیے آپ فتح پائینگے دشمن شکست

کہائین گے جب نواب نے یہ بشارت سنی فوراً سامان کارزار طیار کیا لاکہ سوار جرار اپنے ہمراہ
لیا اب سامان قضا و قدر دیکہیے حضرت کی زبان مبارک کا اثر دیکہیے کہ ادہر نواب کے ساتہ
لاکہ سوار اور پیادے بے شمار اودہر انگریز کل تین کمپنی سے لڑنے کو طیار جب مقابلہ ہوا
نواب نے شکست کہائی تین کمپنی نے ساری فوج بنگالی نواب ہزیمت خوردہ فرخ اباد
کو آئے انگریزون نے فتح کے شادیانے بجائے پہر ایک روز نواب نے حضرت کے پاس کہلا بہیجا
کہ آپ نے فتح کی بشارت دی تہی ہمنے شکست کہائی بڑی ہزیمت اوٹہائی آپ نے فرمایا
مینے کب اجازت دی تہی کسنے بشارت سنائی تہی جس نے کہا ہو اوسے بلاؤ اور میرے سامنے
کہلاؤ بعد تحقیقات کے جب وہ بدذات اپنی نمک حرامی کا مقر ہوا تب نواب نے سیسے کی
سلائی گرم کرواکے اوسکی آنکہون مین پہرائی آخر اپنی نمک حرامی کی خوب سزا پائی الغرض
ہمارے حضرت حضرت ممدوح کو جامع کمالات صوری و معنوی پاکر سلسلۂ قادریہ رزاقیہ
مین شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور چند روز آپ کی خدمت بابرکت مین رہے پہر تو
سراسر تجلیات انوار الٰہی سے فیضیاب و مکاشفات اسرار نامتناہی سے کامیاب ہوئے
اور سب طرح کی کمالات و مراتب عالیات آپ سے حاصل کئے ایک روز ایام سرما مین نہایت
شدت کی سردی تہی اور ٹہنڈی ہوا بڑے زور شور سے چلتی تہی حضرت کے تینون صاحبزادون
نے آپ کی ریاضت مخفیہ کا در پردہ امتحاناً کچہ ذکر کیا آپ سمجہے اور کہا بہت اچہا فقیر کی
ریاضت کی کیفیت اور محنت و مشقت کی حقیقت اس وقت ملاحظہ فرمایئے جو کسر ہو اوسے
بتایئے پہر آپ نے سب کپڑے اوتارے اور تہبند باندہ کر بیچ کے دروازے مین ہوا کے رخ
بیٹہکر ارشاد فرمایا کہ آپ تینون صاحب خوب پنکہے ہلائین اور فقیر کی محنت و مشقت کو
ملاحظہ فرمائین صاحبزادون نے پنکہے ہلانا شروع کئے اور آپ اپنے شغل و اشتغال مین

مشغول ہوے اب جو جو پنکھی ہلتی ہین آپکے بدن مبارک سے قطرات پسینہ کے بے انتہا ٹپکتے ہین جب تک صاحبزادے پنکھی جہلتے رہے آپ کی یہی کیفیت دیکھتے رہے سبحان اللہ وبحمدہٖ اللہ تعالی نے کیا مرتبہ عالی آپکو عطا فرمایا تھا ایک تو ایام سرما کا ہونا دوسرے ہوا سرد و تند و تیز کا چلنا تیسرے تین پنکھون کا برابر چلنا پہر بدن مبارک سے بشدت پسینے کا جاری ہونا جب صاحبزادون نے یہ کیفیت دیکھی جاکر حضرت سے عرض کی آپنے فرمایا بہائی جو کوئی راہ مولی مین محنت و مشقت کرتا ہے وہ ایسے ہی مرتبے اور عزت پاتا ہے پہر حضرت نے آپکو منصب خلافت کا عطا فرمایا اور یہ حکم سنایا کہ اس فقیر نے سب نعمت اپنی تمکو عطا کی اور بیعت رشادیہ کی بہی اجازت دی اور فرمایا اگرچہ تمہاری ذات مجمع آمالی و اعالی ہے پر ہمت تمہاری بہت عالی ہے لہذا تمکو بخوشی خاطر اجازت ہے دوسری جگہ سے فیضیات ہوتے ہین کیا قباحت ہے اسکے بعد حضرت نے شجرۂ طیبۂ خاندان قادریہ رزاقیہ کا مرحمت فرمایا اور اوسی شجرہ پر اپنے دست مبارک سے یہ دستخط فرمایا بفضل اللہ تعالی دخل فی بیعت الارادۃ والاجازۃ شاہ نجات اللہ محب صادق قادری اطال اللہ عمرہ وافاض علی العلمین فیضہ اور شجرۂ طیبہ صوفیہ یہ ہے بسم اللہ الرحمن الرحیم الہی بحرمت از و نیاز یکہ حضرت خاتم النبیین محبوب العالمین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باتو دارد الہی بحرمت راز و نیاز یکہ حضرت اسد الغالب امیر المومنین علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ باتو دارد الہی بحرمت از و نیاز یکہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ باتو دارد الہی بحرمت از و نیاز یکہ حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالی عنہ باتو دارد الہی بحرمت راز و نیاز یکہ حضرت امام محمد باقر رضی اللہ تعالی عنہ باتو دارد الہی بحرمت از و نیاز یکہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالی عنہ باتو دارد

الہی بحرمت راز و نیاز یکہ حضرت امام موسی کاظم رضی اللہ تعالی عنہ باتو دارد الہی
بحرمت راز و نیاز یکہ حضرت امام علی موسی رضا رضی اللہ تعالی عنہ باتو دارد الہی بحرمت
راز و نیاز یکہ حضرت خواجہ معروف کرخی قدس اللہ سرہ العزیز باتو دارد اس مقام
پر جاننا چاہیے کہ حضرت خواجہ معروف کرخی قدس اللہ سرہ العزیز کو دو جگہ بیعت
تھی اول بیعت ارادت سلسلہ اماموں میں حضرت امام علی موسی رضا رضی اللہ عنہ سے
حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک دوسرے بیعت صحبت سلسلہ خواجگان
میں حضرت خواجہ داود طائی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک لہذا مولف نے اول سلسلہ
اماموں کا لکھکر یہ سلسلہ خواجگان لکھا تا کہ دونوں ایک ہو جائیں اور ہر شخص کی
سمجھ میں بخوبی آجائیں الہی بحرمت راز و نیاز یکہ حضرت رسالت مآب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
باتو دارد الہی بحرمت راز و نیاز یکہ حضرت مرتضی علی کرم اللہ وجہہ باتو دارد الہی بحرمت
راز و نیاز یکہ حضرت خواجہ حسن بصری قدس اللہ سرہ العزیز باتو دارد الہی بحرمت راز و نیاز یکہ
حضرت خواجہ حبیب عجمی قدس اللہ سرہ العزیز باتو دارد الہی بحرمت راز و نیاز یکہ حضرت
خواجہ داود طائی قدس اللہ سرہ العزیز باتو دارد الہی بحرمت راز و نیاز یکہ حضرت خواجہ
معروف کرخی قدس اللہ سرہ العزیز باتو دارد الہی بحرمت راز و نیاز یکہ حضرت خواجہ سری سقطی
قدس اللہ سرہ العزیز باتو دارد الہی بحرمت راز و نیاز یکہ حضرت ابو القاسم جنید البغدادی
قدس اللہ سرہ العزیز باتو دارد الہی بحرمت راز و نیاز یکہ حضرت ابوبکر شبلی قدس اللہ سرہ العزیز
باتو دارد الہی بحرمت راز و نیاز یکہ حضرت ابو الفضل عبد الواحد بن شیخ عبد العزیز یمنی
قدس اللہ سرہ العزیز باتو دارد الہی بحرمت راز و نیاز یکہ حضرت ابو الفرح طرطوسی
قدس اللہ سرہ العزیز باتو دارد الہی بحرمت راز و نیاز یکہ حضرت ابو الحسن علی بن محمد

بن یوسف القرشی الہکاری قدس اللہ سرہ العزیز یا تو دار و الٰہی بحرمت از و نیاز یکہ
حضرت ابوسعید مبارک مخزومی قدس اللہ سرہ العزیز یا تو دار و الٰہی بحرمت از و نیاز یکہ
حضرت غوث الصمدانی محی الدین ابو محمد شیخ عبد القادر جیلانی قدس اللہ سرہ الاصفی
یا تو دار و الٰہی بحرمت راز و نیاز یکہ حضرت میران سید عبد الرزاق قدس اللہ سرہ العزیز
یا تو دار و الٰہی بحرمت از و نیاز یکہ حضرت میران سید احمد برادر سید محمد بن ابی صالح قدس اللہ سرہ العزیز
یا تو دار و الٰہی بحرمت راز و نیاز یکہ حضرت میران سید احمد برادر سید محمد قادر البغدادی
قدس اللہ سرہ العزیز یا تو دار و الٰہی بحرمت راز و نیاز یکہ حضرت سید علی قادری
قدس اللہ سرہ العزیز یا تو دار و الٰہی بحرمت راز و نیاز یکہ حضرت موسیٰ قادری
قدس اللہ سرہ العزیز یا تو دار و الٰہی بحرمت از و نیاز یکہ حضرت میران سید حسن قادری
قدس اللہ سرہ العزیز یا تو دار و الٰہی بحرمت از و نیاز یکہ حضرت شاہ ابو العباس احمد
قادری قدس اللہ سرہ العزیز یا تو دار و الٰہی بحرمت از و نیاز یکہ حضرت شاہ بہاؤ الدین قادری
قدس اللہ سرہ العزیز یا تو دار و الٰہی بحرمت از و نیاز یکہ حضرت سید محمد قادری
قدس اللہ سرہ العزیز یا تو دار و الٰہی بحرمت از و نیاز یکہ حضرت شاہ جلال قادری
قدس اللہ سرہ العزیز یا تو دار و الٰہی بحرمت از و نیاز یکہ حضرت شاہ بخش فرید بھکری
قدس اللہ سرہ العزیز یا تو دار و الٰہی بحرمت از و نیاز یکہ حضرت شاہ ابراہیم سہنانی
قدس اللہ سرہ العزیز یا تو دار و الٰہی بحرمت از و نیاز یکہ شاہ ابراہیم بھکری محبوب اللہ قدس اللہ سرہ العزیز یا تو دار و الٰہی بحرمت
راز و نیاز یکہ حضرت شاہ اللہ ذات اللہ قدس اللہ سرہ العزیز یا تو دار و الٰہی بحرمت از و نیاز یکہ سلطان الاولیاء
حضرت شاہ حسین امان اللہ قدس اللہ سرہ العزیز یا تو دار و الٰہی بحرمت نیاز و شناخت یکہ
مرشد المحققین حضرت شاہ ہدایت اللہ معشوق اللہ عاشق اللہ ذات اللہ قدس اللہ سرہ العزیز

باتوداره الہی بحرمت راز و نیاز یکہ حضرت شاہ عبدالصمد خدا نما محبوب اللہ قدس اللہ
سرہ العزیز یا توداروالہی بحرمت راز و نیاز یکہ معشوق اللہ قطب الاقطاب حضرت شاہ
عبدالرزاق بانسوی قدس اللہ سرہ العزیز یا تودار و الہی بحرمت راز و نیاز یکہ قطب ربانی
محبوب سبحانی حضرت شاہ میر سید محمد اسمعیل حسنی و اسطی بلگرامی قدس اللہ سرہ العزیز
یا تودار و الہی بحرمت راز و نیاز یکہ قطب الاقطاب شیخ المشائخ حضرت سید شاہ شاکر اللہ
قدس اللہ سرہ العزیز یا توداروالہی بحرمت راز و نیاز یکہ حضرت شہنشاہ محبوبان
بارگاہ الفنا فی اللہ مع اللہ مولانا شاہ نجات اللہ صاحب صادق قادری قدس اللہ سرہ العزیز
یا تودار وہ ایہاں پر اس قدر اور سمجھ لینا چاہیے کہ ہمارے اس خاندان قادریہ میں
سلسلہ چشتیہ کی بھی اجازت پہونچی ہے یعنی اگر کوئی شخص ہمارے یہاں سلسلہ چشتیہ میں بیعت کرنا چاہے تو ہو سکتا ہے ہمارے
حضرت کے مرشد حضرت سید شاہ شاکر اللہ قدس اللہ سرہ العزیز کو حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیر قدس اللہ سرہ العزیز
کی روح پاک سے خاندان چشتیہ میں فیض پہونچا ہے اور اجازت بیعت لینے کی ملی ہے
اور علاوہ اسکے حضرت سید شاہ عبدالرزاق بانسوی قدس اللہ سرہ الاصفی کو
خاندان چشتیہ میں دو جگہ سے فیض پہونچا ہے ایک حضرت شاہ احمد عبدالحق ردولوی
قدس اللہ سرہ الاصفی کے روح شریف سے اور دوسرے حضرت خواجہ معین الدین
چشتی حسن سنجری کے روح پاک سے چنانچہ جو سلسلہ چشتیہ حضرت مخدوم اشرف جہانگیر
سے حضرت سید شاہ شاکر اللہ صاحب کو پہونچا ہے اور آپ کے دست مبارک کا لکھا ہے
اس جگہ پر اوسی کی نقل کی جاتی ہے بسم اللہ الرحمن الرحیم شجرۂ طیبہ خاندان چشتیہ
حضرت شاہ نجات اللہ صاحب صادق قدس اللہ سرہ حضرت سید شاہ شاکر اللہ قدس سرہ
حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیر قدس اللہ سرہ حضرت علاؤالدین عمر اسعد لاہوری

قدس اللہ سرہ حضرت سراج الدین عثمان اودہی قدس اللہ سرہ حضرت شیخ نظام محمد بدایونی
قدس اللہ سرہ حضرت شیخ فرید الدین مسعودی اجودہی قدس اللہ سرہ حضرت شیخ قطب الدین بختیار کاکی
قدس اللہ سرہ حضرت شیخ خواجہ معین الدین حسن سنجری قدس اللہ سرہ حضرت شیخ
عثمان ہارونی قدس اللہ سرہ حضرت شیخ حاجی شریف زندنی قدس اللہ سرہ حضرت
شیخ قطب الدین مودود چشتی قدس اللہ سرہ حضرت شیخ ناصر الدین ابو یوسف چشتی
قدس اللہ سرہ حضرت شیخ ناصر الدین ابو محمد قدس اللہ سرہ حضرت شیخ ابو احمد چشتی
قدس اللہ سرہ حضرت شیخ ابو اسحاق قدس اللہ سرہ حضرت شیخ ممشاد دینوری
قدس اللہ سرہ حضرت شیخ ہبیرہ بصری قدس اللہ سرہ حضرت شیخ حذیفہ مرعشی
قدس اللہ سرہ حضرت شیخ ابراہیم ادہم قدس اللہ سرہ حضرت شیخ فضیل عیاض
قدس اللہ سرہ حضرت شیخ عبد الواحد بن زید قدس اللہ سرہ حضرت شیخ حسن بصری
قدس اللہ سرہ حضرت امام المتقین علی کرم اللہ وجہہ حضرت سید المرسلین خاتم النبیین
محمد مصطفی احمد مجتبی صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ۰ پھر آپ سب کمالات میں کامیاب
ہو کر اور حضرت سے رخصت لیکر اپنی مکان پر تشریف لائے سب خاص عام زیارت
کرکے مستفید ہوئے فائدہ واللہ عالم بنظر کسی مصلحت کے یا بنیت اخفا کرنے اپنی ولایت کی
آپنے بیتی بہادر کے یہان جو نواب شجاع الدولہ کا نائب تھا چند روز نوکری
کی نائب مذکور آپ کی بڑی عزت وحرمت کرتا تھا چنانچہ آپکے چھوٹے صاحبزادے
مقبول بارگاہ الہ مولوی محمد حزب اللہ صاحب نقل کرتے ہین کہ ہمسے خود حضرت فرماتے ہیں
کہ میں دنیا سے منہ موڑ کر پانچ روپیہ سیر کی پلاؤ کو چھوڑ کر فقیری اختیار کی ہے تب یہ
نعمت اور دولت ملی ہے پھر آپنے فرمایا کہ اوس نوکری سے ہم نہایت خوش حال اور

تابع اقبال تھی یکایک یہ خیال دل میں آیا کہ نوکری چاکری چھوڑ دی توکل اختیار کیجیے
آپکے صاحبزادہ سجادہ نشین حضرت محبوب سبحانی مولانا شاہ محمد حمدانی قدس سرہ
فرماتے ہیں کہ اس قصبہ کے چودہری نے آپکو ایک درخت نیب کا دیا آپ نے کسی ضرورت
کے واسطے کٹوایا اوسکے اندر یہ تماشا قدرت الہی کا نظر آیا کہ اوس درخت میں نہ کوئی
سوراخ تھا اور نہ راستہ بیچ میں اوس درخت کے ایک کیڑا بیٹھا تھا اور اوسکے سامنے ایک
ڈھیلہ گڑ کا رکھا تھا اور وہ اوسی کھا رہا تھا جس وقت آپ نے یہ کیفیت دیکھی آیۃ فی السماء
رزقکم وما توعدون یاد پڑی نکتہ اوس کیڑی کا اس طور سے نظر آنا اور خدا تعالی کی
قدرت کاملہ سے اوسکے سامنے گڑ کا پہونچنا یہ اسرار غیبی اسواسطے تھا کہ آپ کو توکل پر
یقین ہوجاوے کسی طرح کا وسوسہ دل میں نہ آوے چنانچہ آپ نے فرمایا کہ میں نے جب توکل
اختیار کیا پہر روزگار نے مجھے امتحاناً فقر وفاقہ میں گرفتار کیا ہفتہ عشرہ برابر گزر جاتا تھا
کہانے کی صورت نظر نہ آتی تہی ایام سرما میں ایک چادر سے ساری سردی کٹتی تہی مکان
کی یہ صورت کہ دروازے میں ایک جانب کواڑ اور دوسری طرف ٹٹی کی آڑ تخت اور
چارپائی کا نام نہ تہا خواب میں بہی آرام نہ تہا ہمکو بجز شکر خدا اور تلاش مولے کے
کچھ کام نہ تہا تکلیف ومصیبت کا ہرگز زبان پر نام نہ تہا اوسی حال میں ایک روز یہ
خیال ہوا کہ طلب کسی ولی کامل کی تلاش کیجیے جو نعمت مل جاوے اوسے لیجیے اسی فکر میں
پہرتے تہے راہ خدا میں جستجو کرتے تہے ع نہ من بیہودہ گرد کوچہ و بازار میگردم مذاق
عاشقی دارم پے دیدار میگردم ہ ایک روز حضرت محبوب سبحانی مقبول بارگاہ ربانی نے
مولانا [illegible] صاحب کی کمالات اور خوارق عادت سننے میں آئی فوراً [illegible]
جانب [illegible] پڑا [illegible] پڑتے تکلیف مصیبت کہینچی [illegible] شریعت میں پہونچے

حضرت کی زیارت سے مشرف ہوئے آپنے صورت دیکھتے ہی فرمایا کہ مولوی نجات اللہ
روبرو آؤ اور ہمارے پاؤن دباؤ آپ فرماتے ہین کہ ہر چند یہ امر اوس وقت نفس کو
یک گونہ ناگوار تہا مگر دل عقیدت منزل الامر فوق الادب کی رمز سے ہوشیار تہا
فوراً پاؤن دبانے لگا تب آپنے یہ مصرعہ زبان فیض ترجمان پر لائے ع ہر کہ خدمت کرد او
مخدوم شد ۔ اور اوسی وقت مجھکو نعمات کمالات سے مالامال کردیا پہر مین رخصت ہوکر
اپنے مکان پر آیا **فائدہ** جاننا چاہیے کہ حضرت محبوب سبحانی برگزیدہ خاص درگاہ ربانی
مولانا شاہ حقانی صاحب قدس اللہ سرہ العزیز قصبہ امیٹھی متعلقہ صوبہ اودہ مین
تشریف رکھتے تھے کسی بات مذہبی پر نواب شجاع الدولہ سے تکرار ہوئی آپکی طبیعت اوس سے
سخت بیزار ہوئی ایک روز نواب نے کور لی آپکے حضور مین قصد کچہ بے ادبی کا کیا کل افسران
فوج نے متفق ہوکر نواب سے صاف صاف کہدیا کہ اگر آپکو کسی طرح کا حضرت سے انحراف ہے
یہ خوب سمجہ لیجیے کہ کل فوج آپسے خلاف ہے جب نواب نے یہ کیفیت سنی بجز خاموشی اور کچہ
نہ بنی مگر ہمیشہ اسی فکر و تدبیر مین رہتا تہا کہ کسی طرح مولوی صاحب اس ملک مین
رہنے نہ پائین کسی اور ملک کو چلے جائین ایک روز کسی شخص نے کہا کہ مولوی حقانی صاحب
اسم باسمے ہین اگر آپ اونسے کہلا بھیجے کہ آپ ہمارے ملک مین نہ رہے فوراً چلے جائینگے
ایک گہڑی نہ ٹہرینگے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جس وقت نواب کا یہ پیغام پہونچا آپ فوراً روانہ
ہوئے چند روز مین ٹانڈے پہونچے وہان کے رئیس نے آپکو روکا آپنے انکار کیا رئیس کور
نے دست بستہ عرض کیا کہ یا حضرت نواب شجاع الدولہ جس سرکار نامدار کے بڑے منصب دار
ہین یہ خادم بہی اوسی دربار کے کمترین ملازمین سے ہے یہ ملک بادشاہ کا ہے کسی کا اجارہ
نہین حضور کا آگے جانا ہرگز گوارا نہین جب حضرت نے رئیس کی التجا حد سے زیادہ دیکہی نہین

استقامت اختیار فرمائی پھر آگے جانے کی نوبت نہ آئی نقل ہے کہ ایک مرتبہ شجاع الدولہ
کا لشکر باندہ کے اوس پار گھاگرا کے کنارے پڑا تھا کسی شخص کو اہل فوج سے مسئلہ پوچھنے کی
ضرورت ہوئی آپ کے پاس گیا آپ اوس وقت وضو کرتے تھے اوسنے مسئلہ پوچھا آپ نے
بتایا وہ سنکر واپس آیا شب کے بعد نماز عشا کے جب آپ نے ورد وظائف سے فراغت پائی
کتاب پڑھنے کی نوبت آئی حسب اتفاق تفسیر وہی مسئلہ نکل آیا حکم اوسکا اور طور پر پایا آپ
بہت گھبرائے دوڑے ہوئے گھاگرا کے کنارے آئے اوس وقت وہان نہ کوئی ناؤ اور نہ
کشتی بان فقط ذات خدا اور وہی مہربان آپ فوراً دریا مین کود پڑے کشف و کرامت
کی کشتی سے پار اوترے اب یہ جگہ دو کرامتون کا اظہار ہے عجب قدرت پروردگار ہے
ایک تو ایسی دریائے خونخوار ناپیدا کنار سے بلا کشتی پار اوترنا دوسرے شجاع الدولہ
کا لشکر اللہ اکبر جس مقام پر جاتا تھا سوائے آدمیون کے اور کچھ نظر نہ آتا تھا آپ اوس
لشکر میں بلا تکلف اوسی شخص کی فرودگاہ پر پہونچے آپ وسی شخص سے پوچھتے ہین گویا
اپنی تئین چھپاتے ہین کہ بھائی آج جو صاحب لودی حقانی کے پاس مسئلہ پوچھنے گئے تھے
وہ کہان ہین اونہین بلاؤ اور ہمارے سامنے لاؤ اوس شخص نے آپ کو صورت دیکھتے
پہچانا اور عرض کیا یا حضرت آپ اس وقت کہان تشریف لائے میری بڑی حشمت
و عزت ہے جو حضرت کے قدم آئے آپ نے مسئلہ کی کیفیت بیان کی تمام سرگذشت عیان کی
وہ شخص آپ کی کرامت اور پاس شریعت دیکھکر ششدر ہو گیا جھپٹ کر آپ کے قدمون
پر گرا پھر آپ نے فرمایا کہ اب ہم رخصت ہوتے ہین اپنے گھر جاتے ہین اوسنے بہت منت و
سماجت کی کہ اس وقت کہان جائیے گا کیونکر پار اوتریے گا آپ نے نہ مانا مجبوراً وہ شخص
بھی آپ کے ساتھ دریا تک آیا وہان ناؤ بیڑا کچھ نہ پایا پھر آپ وسی کرامت کی کشتی پر سوار

ہوکر یار اوتری اور اپنی گہر پہونچی وہ شخص بہی اپنے مقام پر پہر آیا دوسرے روز لوگون
کو یہ ماجرا سنایا جسنے سنا حیرت مین آیا غرض کہ ہماری حضرت باوجودیکہ ایسی ایسی
اولیا کاملین سے فیضیاب ہوئے اور سب طرح کی کمالات حاصل کیے لیکن آپکا ذوق
وشوق کم نہوا ہر دم اسی تلاش مین پہرتے تہی ہر سو جستجو کرتے تہی چنانچہ جناب اخ معظم
برادر مکرم قبلۃ الواصلین کعبۃ العاشقین مولوی محمد علم الیقین صاحب فرماتے ہین کہ ہماری
جد فاسد اوستاد ماجد حضرت حافظ سعد الدین بن حافظ محمد ابراہیم خوش نویس نور اللہ مرقدہما
تذکرۃً فرمانے لگے کہ ہم ایک روز مولانا عبد القدوس صاحب کی ملاقات کو گئی کچہہ ذکر
ہماری حضرت کا آیا مولوی صاحب ممدوح نے فرمایا کہ آپ تو حضرت صاحب کے مرید اور
بڑی رازدار ہین لیکن ہم آپ سے زیادہ حضرت صاحب کے حالات اور کشف وکرامات سے
واقف کار ہین حضرت صاحب کا یہ حال تہا کہ جب کبہی کوئی درویش کامل شہر مین آتا واللہ اعلم
آپ کہان سے خبر پاتے فوراً آگاہ ہو جاتے اپنی تئین اوسکے پاس پہونچاتے اوسکی فیض
صحبت سے حظ اوٹہاتے اور حضرت ہمارے ساتہ نہایت محبت رکہتے تہے ہم اور آپ اکثر ساتہ
رہتے تہے ایک روز آپ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ آج ہمارے ساتہ چلیے ایک درویش
باکمال خجستہ خصال کی زیارت کرائین یقین ہے کہ آپ بہت حظ اوٹہائین مین فوراً
آپکے ہمراہ ہوا آپ بنگالی باغ مین تشریف لے گئے وہان مینے دیکہا کہ ایک بزرگ
سپاہانہ لباس پہنے اور ایک بڑا تیغہ اور سپر آگے رکہے بانکون کی صورت بنائی
بیٹہے ہین معلوم ہوا کہ حضرت سید اسلم صاحب ہین جیسے ہی مین سامنے گیا اور سلام کر کے
بیٹہا آپنے حضرت صاحب کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ انکو کہان لائے ہو مجہکو کیا ان
کہلاؤ گے مفت بدنام کراؤ گے مین یہ سنکر خاموش رہا اور حضرت صاحب نے بہی سبب

اسکا کچھ نہ پوچھا پھر جبتک حضرت صاحب بیٹھے رہے مین بیٹھا رہا جب آپ چلے مین بھی رخصت
ہوکر اپنے گھر چلا آیا لیکن اوس روز سے میرا یہ معمول تھا کہ ہر روز سید صاحب کی خدمت
بابرکت مین حاضر ہوتا اور میرے مرشد بھی شہر مین تشریف رکھتے تھے اونکی خدمت مین
بھی ہر روز جاتا لیکن سید صاحب کی ملازمت کا مجھی ایسا عشق ہوا کہ ایک مرتبہ تین روز
متواتر اپنے مرشد کی خدمت مین نہ گیا چوتھے روز حاضری کی نوبت آئی وہان یہ کیفیت
دیکھنے مین آئی کہ ہمارے پیر مرشد اپنے مریدون کے ساتھ حلقے مین بیٹھے توجہ کر رہے تھے
سب کو کیفیت ہو رہی تھی مین بھی حسب دستور اپنے مرشد کے حضور اوس حلقے مین
بیٹھا اور مرشد نے مراقبہ کیا میرے بیٹھتے ہی سب لطف جاتا رہا کچھ کیفیت حاصل نہ ہوئی آخر
ناچار ہوکر مرشد نے آنکھہ کھول دی اور پھر مراقبہ کیا پھر بھی کیفیت نہ پائی پھر آنکھہ کھول دی
تین مرتبہ اسی طرح کیا لیکن کچھ کیفیت ہاتھ نہ آئی چوتھی مرتبہ آنکھہ کھول کر ہم سب
لوگون کی طرف دیکھکر فرمایا کہ تم لوگون مین کوئی شخص کسی بزرگ کامل کے پاس جاتا ہے
اوس وجہ سے اس وقت ہمارے حلقہ توجہ مین فرق آتا ہے مینے عرض کیا کہ وہ شخص مین
ہون بیشک ایک بزرگ کے پاس جاتا ہون مرشد نے میرا کلام سنکر مجھے فوراً اپنے حلقے
سے باہر کیا مین اپنے گھر چلا آیا پھر جو لطف مرشد کے حلقے کا تھا بدستور ہوگیا اور مینے
حضرت سید صاحب کے پاس بلاناغہ جانا شروع کیا ایک روز موقع پاکر مینے عرض کیا کہ یا حضرت
ذکر یا ہو کیونکر ہوتا ہے آپنے یہ سنکر اپنے سر پر ہاتھ اوٹھا کر اونگلی سے تین بار چکر ا ر
گردش دی اور فرمایا کہ ہم تو یہ جانتے ہین اور باقی جھگڑے ہین اب مین رخصت
ہوکر اپنے گھر کو چلا جیسے ہی باغ سے باہر آیا وہی ہاتھ کی گردش جو حضرت صاحب نے
دی تھی مجھے نظر آئی اور مینے چاہا کہ پھیا یا قریب تھا کہ زمین پر گر پڑون [illegible]

سنبھال کر ایک مکان خالی دیکھکر اوسکے اندر جا پڑا حسب اتفاق ایک طالب علم میرے
والد ماجد کا شاگرد اودہر سے نکلا اور میرا حال پر ملال دیکھکر بہت گھبرایا اور فوراً کہار
اور ڈولی لایا اور مجھی سوار کرنیکا قصد کیا اوس وقت میری آنکھہ کھل گئی مینے پوچھا
کیون مجھے سوار کرتے ہو کہان لیے جاتے ہو اوسنے کہا آپ کی یہ حالت دیکھکر مینے چاہا
کہ مکان پر پہونچا دون یہ سنکر مینے کہا اب تو مین اچھا ہون پھر مین اپنے مکان کو چلا
میرے گھر مین ایک حجرہ تہا مین اوسی مین رہتا تہا سیدہا اوسکے اندر چلا گیا اور کنڈی
اندر سے دیکر بیٹھہ رہا اور پھر بیہوش ہو گیا تین روز متواتر بے آب و دانہ اوسی حالت
غشی مین پڑا رہا بسبب اسکے کہ مجھے کسی نے حجرے کے اندر جاتے نہ دیکھا تہا اس سبب سے
میرے گھر والے جستجو کرتے تھے اور والدین میرے غم و الم مین روتے تھے اور سید صاحب
کو بھلا برا کہتے تھے کہ اوسی فقیر کی یہ تقصیر ہے خدا جانے ہمارے فرزند دلبند کو کیا کر دیا ہے
جو مجنون و سودائی ہو کر کہین چلا گیا ہے تیسرے دن میرے والد ماجد کو یہ خیال آیا
کہ تمام شہر مین تلاش کیا مگر حجرے مین نہین دیکھا آخر جب حجرے کو دیکھا اندر سے
بند پایا سب کو میرے ہونیکا یقین کامل آیا فوراً نجار کو بلا کر دروازہ کھلوایا
مجھے زندہ پاکر حجرے سے باہر لائے پھر جب مین ہوش مین آیا میرے والد نے تاکید
فرمایا کہ خبردار اب اوس فقیر کے پاس نجانا ہرگز اوسکے دام مین نہ آنا لیکن مین حضرت
سید صاحب کی محبت مین گرفتار تہا بے حاضری مجھے کب قرار تہا مین ہر روز جاتا اور
آپ کی صحبت سے حظ اوٹھاتا ایک شب کو مین اپنی چارپائی پر لیٹا تہا دفعتاً مجھے
یہ معلوم ہوا کہ کسی نے میری پیٹھہ کے نیچے ہاتہہ ڈالکر مجھے اوچھال دیا اب کرامت ولیا اور
قدرت کبریا دیکھی کہ ہم اوپر کو چلے راہ مین حضرت سید صاحب ملے فرمایا کہ میرے ساتہ

چلی آؤ خوف نکہا و پہر ایک لمحہ مین مسافت اوسطے کرکے آسمان اول و دوم سے
گذر کر آسمان سوم پر پہونچے وہان حضرت سراپا برکت شاہ مینا صاحب قدس اللہ سرہ الاصفی
تشریف رکہتے تہے اور ایک شخص سراپا برہنہ جلا ہوا مانند کوئلے کی سیاہ کہڑا تہا واللہ عالم
وہ کون تہا پہر شاہ مینا صاحب نے سید صاحب کو آواز دی کہ ای سید صاحب آپ اسکو کہان
لیے جاتے ہین اوس شخص ضعیف کا ظرف اوس مقام لطیف پر جانے کے لائق نہین کہان لیے جاتے ہو
کیون آفت مین پہنساتے ہو بمجرد فرمانے اس کلمہ کے مجہے معلوم ہوا کہ بڑی زور سے نیچے
کو چلا اور فوراً آکر اپنی چارپائی پر گر پڑا القدیر نے عجب نگ کہایا مرتبہ اعلی کو پہونچا کر
کیسا گرایا مینے اپنے دل مین کہا کہ حضرت شاہ مینا صاحب نے یہ کیا کہا جو مجہے آگے
جانے نہ دیا پہر مین حسب دستور حضرت سید صاحب کے حضور مین حاضر ہوتا تہا اپنے مطلب کے
واسطے عرض و معروض کرتا تہا آخر جب آپ دہلی کو روانہ ہونے لگے مجہسے فرمایا کہ تم
شاہ مینا صاحب کی مزار پر حاضر رہا کرو مینے عرض کیا یا حضرت شاہ مینا صاحب
کی بدولت تو مین ایسی عمدہ نعمت اور کیفیت سے محروم ہوا آپ نے فرمایا کہ نہین تم وہین
حاضر رہا کرو اسمین کچہ تکرار نکرو آخر بعد تشریف لیجانے حضرت سید صاحب کے مین شاہ مینا صاحب
کی مزار پر انوار پر حاضر رہتا تہا ایک روز بموجب ارشاد سید صاحب کے حضرت شاہ مینا صاحب
کی زیارت مجہے نصیب ہوئی مینے عرض کیا یا حضرت مین اُس لطف سے سید صاحب کے
ہمراہ جاتا تہا آپ نے مجہے کیون روکا اسمین کیا بہید تہا فرمایا کہ تمہارا ظرف اسکے لائق
نہ تہا اگر تم ایک قدم آگے بڑہتے اوسی شخص کی طرح برہنہ و سیاہ ہو جاتے آخرہم
اوسی طرح ہوا اور حضرت صاحب مرتبہ اعلی کو پہونچکر کامل واکمل ہوے ۞ تنبیہ ایبان
غور کرنیکا مقام ہے کہ ہمارے پیغمبر افضل البشر محمد مصطفی احمد مجتبی صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم

کو پروردگار نے ایکبار آسمانون پر بلایا اور مرتبہ معراج شریف کا عطا فرمایا اس پر
اکثر مسلمان ضعیف الایمان یقین نہ لاے اور مرتد ہوگئے اور ہزارہا کفار نا بکار آج تک
اسی انکار مین گرفتار ہین کہ ہزارہا سال کے راہ طی کرکے آسمانون پر جانا اور عرش
تک پہونچکر طرفۃ العین مین واپس آنا خلاف قیاس ہے اور یہ نہین جانتے کہ جب اس
امت عالی ہمت کے لوگ آپ ہی کے خادم اور غلام آپکا نام لیکر ہزارہا مرتبہ ساتون آسمان
و جان کو ہر آسمان سے گذر کر عرش تک جاتے ہین اور ایک لمحہ مین واپس آتے ہین اگر آپ
ایک مرتبہ تشریف لگئے تو کیا بعید ہے اب ہمارے حضرت قطب الاقطاب شیخ المشائخ شہنشاہ
محبوبان بارگاہ آلہ فنا فی اللہ مع اللہ مولانا شاہ نجات اللہ محبوب صاحب وقت قادری قدس اللہ
سرہ الاصفی کا حال سنیے کہ جب حضرت سید صاحب ممدوح صدر عالی منزلت والا قدر دہلی
کو جانے لگے فرمایا کہ اگر تمکو بھی کچھ لینا ہے تو وہین دہلی مین ہمارے پاس آنا کچھ پس و پیش
نہ کرنا یہ فرماکر آپ اصل بجاے منازل ہوے چند روز کے بعد دہلی مین داخل ہوے حضرت
ممدوح کی تشریف لے جانے کے بعد ہمارے حضرت نے اوسی حالت امتحان مین بے زاد و
راحلہ توکل بخدا تلاش مولی مین جانب دہلی قدم اوٹھاے اثناء راہ مین جو جو مصیبات
سفر پیش نظر آئے اوسکے اظہار سے مولف کے دل کو بیقراری ہے اور زبان قلم بھی اوسکے
تحریر سے عاری ہے آپ فرماتے ہین کہ ہمکو غلبۂ تشنگی تہا نے ایک روز نہایت تنگ کیا ضعف و
ونقاہت نے قدم بڑہنے نہ دیا سر راہ ایک درخت املی کا نظر آیا مین مجبور ہوکر اوسکے نیچے بیٹھ
گیا دیکھا تو اوسمین املیان لگی تہین خواہش نفسانی سے بیقرار ہوکر اوس درخت پر چند
ڈھیلے پھینکے مگر مطلب کو نہ پہونچے یعنی املی کیا کوئی پتی بھی نہ گری خواہش نفس کی قائل ہے نہین
رہی اسی طرح تکلیف و مصیبت اوٹھاتا دہلی تک پہونچا جب شہر مین داخل ہوا سر راہ

ایک بزرگ سپاہانہ لباس پہنے پاٹکون کی وضع بناے سلاحون سے مسلح نظر آے مینے بغور دیکھکر
پہچانا کہ حضرت سید صاحب ہین آپنے میری صورت دیکھتے ہی ایک لیمو کاغذی اپنے
جیب سے نکال کر میرے سامنے ڈال دیا مینے اوسے مع چہلکے وغیرہ کے خوب چبا کر کہا لیا
آپنے دیکھکر تبسم فرمایا اور ارشاد کیا کہ اللہ سے کچھ بھی چھوڑا جاتا اسطلب ہو گیا فی الحقیقت
مینے اوس لیمون کو کہانے سے نہایت قوت اور توانائی پائی اور عجب لذت اور کیفیت
اوٹھائی پہر مین چند روز آپ کی خدمت بابرکت مین رہا اور سب طرح کی نعمات سے فیضیاب
ہوا آپ فرماتے ہین کہ حضرت سید صاحب کے کشف وکمالات کا یہ حال تہا کہ ایک روز آپ وضو کرتے تہے
اور ہم سامنے کہڑے تہے آپنے فرمایا کہ شاہ نجات اللہ تمہارے صاحبزادے شاہ عبدالحق
اس وقت بشدت بیمار ہین اونکی علالت سے تمام گہر کے لوگ بیقرار ہین اور تمہاری
بی بی مکان کے صحن مین پیڑہی پر بیٹھی ہین اور تمہاری والدہ ماجدہ اونکے غم مین
روتی ہین یہ فرما کر آپنے وضو تمام نہین کیا تہا کہ فرمایا اب اچہے ہو گئے ہر چند کہ اس جگہ
بر محل یہ مذکور ہے لیکن لائق سننے کے ایک کرامت آپ کی اور مشہور ہے ہمارے حضرت صاحب
اکثر تحائف حضرت سید صاحب کے واسطے یہان سے دہلی بہیجا کرتے تہے یہان ڈومین شاہ محمد
لیکر جایا کرتے تہے ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت صاحب نے کچہہ تنباکو اور ٹوپیان وغیرہ
شاہ صاحب کو دیکر سید صاحب کی خدمت مین روانہ کیا اثناء راہ دہلی مین قزاقون
نے انکو گہیر کر سب اسباب چہین لیا یہ بہت رنجیدہ اور ملول حضرت سید صاحب کے حضور
مین حاضر ہوئے اور چاہا کہ جو کیفیت گذری ہے اوسے عرض کرین آپنے کہنے نہ دیا دوسرے
روز انکو رخصت کیا اور فرمایا کہ اثناء راہ مین جو کوئی تمہین کچہہ دے تو ہرگز نہ لینا سیدہے
چلے جانا پہر یہ رخصت ہوکر اوسی مقام پر جہان قزاقون نے لوٹا تہا پہونچے دیکہا تو

وہ سب قشقاق اوسی جگہ سرکھی پڑی ہین اور وہ سب تحائف وہین دہرے ہین
اور ایک شخص ضعیف اوس اسباب کی محافظت کے واسطی بیٹہا ہی جب اوس ضعیف نے انکو دیکھا
سب اسباب لے کر انکی پیچھے دوڑا یہ سبب لغت سید صاحب کے اوسکی طرف مخاطب ہوی
اور بہاگو تب اوسنے انکو پکارا کہ برای خدا اپنا اسباب لیے جاؤ ہمین اس رنج اور مصیبت سے
چھڑاؤ انہون نے کچھ جواب دیا اپنا راستہ لیا پہر آکر حضرت صاحب سے سارا قصہ نقل کیا
آپنے سنکر نہیں پایا جاننا چاہیے کہ حضرت سید صاحب باوجود حاصل ہونے ایسے مراتب
عالیہ اور درجات کاملہ کے ظاہرہ لباس سپاہیون کا رکہتے تہے چنانچہ سرکار دہلی کی
فوج مین زمرہ سواران کے افسر تہے دہلی سے لکہنو مین تشریف لای تہے شاید بطریق سیر کے
آئی تہے آپکا وطن بالوف معلوم نہین کہ کہان تہا اگر ہمارے حضرت صاحب کی حیات
مین کوئی تحقیقات کرتا تو بخوبی دریافت ہو جاتا مزار پرانوار بہی آپکا بے پتا ہے
کوئی نشان بہی نہین دیتا ہے الغرض ہمارے حضرت صاحب کو حضرت سید صاحب
نے رخصت فرمایا اور تاکید اً یہ حکم سنایا کہ اب جا کر اپنے مکان پر بیٹہو نوکری چاکری
نہ کرنا اگر کوئی کچھ دے تو بہی نہ لینا اور گہر سے باہر قدم نہ رکھنا اور پانچ برس کے بعد
پہر ہمارے پاس آنا آپ فرماتے ہین کہ مین حضرت سے رخصت ہو کر چلا اثنا راہ مین اوسی
املی کے درخت کے نیچے پہونچا دیکہا تو بہت سی املیان پڑی ہین امتحاناً ایک ڈہیلہ بہی
پہینکا بہت سی املیان گرین یقین کامل ہوا کہ بخوبی مطلب حاصل ہوا پہر رفتہ رفتہ
اپنے مکان پر پہونچے اور عبادت و ریاضت مین مشغول ہوے اب اس پانچ برس کی
مدت مین جو تکلیفات اور مصائب آپنے اوٹہاے اونکا کیا بیان ہے وہ تو سراسر
خارج از امکان ہے ہمیشہ بیس روز چولہے مین آگ نہ جلتی تہی چالیس چالیس وزہر اوم مین

بہتی نہ پڑتی تہی القصہ کہ صبر وتحمل قناعت وتوکل اسی کا نام ہی تسلیم ورضا ایسی ہی
لوگون کا کام ہی کپتان فدا حسین خان بہادر سہ سوالی بیان کرتے ہین کہ اونہین ایام
مین آپکے دروازی پہ ایک مسجد خام تہی کسی دن ایک فقیر مسافر اوسی مسجد مین آکر
اوترا اوس حال مین آپکے یہان کوئی برتن بہی نہ تہا جب وقت کہانیکا آیا ایک
رکابی تانبی کی پڑوس مین کسی بی بی کی یہان سی منگائی دال لیا جو کچہ میسر آیا اوسی
رکابی مین رکہکر فقیر کے سامنی پہونچایا وہ فقیر صاحب کیسہ تہا حضرت کی تکلیف کا
حال دیکہکر اوسی رحم آیا کچہ کنڈی اودہر اودہر سی لایا اور اوس رکابی پر کچہ مل کر
اون اوپلون مین تاو دیکر آپکے اندر رکہکر چلا گیا حضرت جب صبح کی نماز کے
واسطی مسجد مین تشریف لائی میان فقیر صاحب نظر نہ آئی رکابی تلاش کی وہ بہی نہ پائی
اپنی دل مین کہا فقیر نے بڑا غضب کیا پرائی رکابی لے گیا اسکے بعد جب آپنے
نماز اور وظیفہ سی فراغت پائی اپنی دست مبارک سی دروازی پہ جہاڑو دینی لگی جب وہ
راکہہ اوٹہائی اوسکے اندر سی وہ رکابی نظر آئی آپ بہت خوش ہوئی اور کہا کہ فقیر بڑا
دیانتدار تہا حفاظت کے واسطی اس راکہہ مین رکہہ گیا وہ رکابی جس بی بی کی تہی
اونکی یہان پہونچادی جب اونہون نے اوسی صاف کیا معلوم ہوا کہ یہ رکابی بہت عمدہ
سونی کی ہی وہ بی بی رکابی لیکر آپکے پاس آئین اور عرض کیا یا حضرت یہ رکابی ہماری
نہین ہی ہماری رکابی تانبی کی تہی اور یہ سونی کی ہے آپنے فرمایا ہماری یہان
نہ سونی کی ہی اور نہ تانبی کی یہ تمہاری ہے اسے لے جاؤ اور اپنی مصرف مین لاؤ جب
اون بی بی نے دیکہا کہ آپ نہین لیتی ہین تب عرض کیا یہ رکابی میری سی نصف
آپ لیجیے اور نصف مجہی دیجیے آپنے فرمایا یہ ہرگز نہین ہوتا ہے ہماری قسمت مین

ابھی نہ چاندی ہی اور نہ سونا ہے وہ بلی بی آپ کی یہ استغنا اور بے پروائی دیکھکر
گھبرائیں اور رکابی لیکر اپنے گھر آئیں الغرض اسی طرح جب امتحان قرار واقعی ہو چکی
اور کسی طرح آپکے پاؤں نہ ڈگی اور ایام معہودہ بھی پوری ہو گئی پھر آپ دہلی
پہونچے اور حضرت سید صاحب کی ملازمت سے مشرف ہوئے آپنے صورت دیکھتے ہی
فرمایا کہ میرے قریب آؤ اور اپنے زانو میرے زانو سے ملاؤ پھر تو حالات مشرق اور
مغرب اور جنوب اور شمال کے منکشف نظر ہو گئے اور فرش زمین سے عرش بریں تک پہونچکر
مقامات ناسوت و جبروت سے گزر گئے حضرت سید صاحب کی توجہ سے جب خدائی اس
مرتبہ کو پہونچا یا بعد اسکے حضرت سید صاحب نے فرمایا کہ اب حق تعالی نے تمکو سب طرح
کی نعمات اور کمالات سے مالا مال اور خوش حال کیا اب کوئی تکلیف و مصیبت تمہاری
قریب نہ آوے گی بہت جلد فراغت اور راحت حاصل ہو جاوے گی اب اپنے مکان پر جاؤ
جو کوئی کچھ دے اوسے بخوشی لے لینا اور کسی سے سوال نکرنا اور لباس نگین پہننا
اور کھانا نہ ملانا اسی طرح بہت پند و نصائح کرکے رخصت کیا پھر بخوشی تمام ساتھ
راحت و آرام کے اپنے مکان پر تشریف لائے اوس وقت کے دیکھنے والے کہتے ہیں کہ یہ خبر
سنکر صدہا لوگ ہر طرف سے آپ کی تمنائی زیارت میں آتے تھے اور مشرف ہوکر حظ اوٹھاتے
جب آپکے تشریف آوری کی خبر آپکے پیر و مرشد برگزیدہ بارگاہ آلہ حضرت مولانا
سیدنا سید شاہ شاکر اللہ صاحب کو پہونچی تو اپنے کسی خادم خاص کو بھیجکر آپ
کو طلب فرمایا جب آپ تشریف لے گئے تو آپکے دیدار سے مسرف آثار سے بہت حظ
اوٹھایا اور ارشاد کیا کہ اب ہمارا وقت اخیر ہے لہذا جو کچھ ہمارے پاس باقی ماندہ ہے
آپ لیجیے اور اپنا فیض جاری کیجیے غرض کہ آپ بخوبی کامیاب ہوکر باطمینان تمام

اپنے مکان پر تشریف لائے اور خداوند تعالی نے اپنی عنایت سے خزاین باطنی کے
علاوہ دنیا بہی ایسی عطا کی کہ آپ نے چند عرصہ مین دو محل بے بدل پختہ عالیشان اپنی
اولاد امجاد کی واسطے طیار کرائے اور ایک مسجد پختہ نہایت عمدہ و پایدار مع گنبد و مینار
جسکی طیاری مین پانچ سو روپیہ کا شیرہ اور ماش کا آٹا صرف ہوا بنوائی اور خرچ روزمرہ
کا یہ حال تہا چالیس پنچالیس آدمی گہر کے دس پندرہ بیس پچیس باہر کے ہر روز ہوتے تہے
بلکہ اس کثرت سے لوگ آتے تہے کہ چولہ کسی وقت سرد نہوتا تہا ہر وقت کہانا طیار
رہتا تہا وقت بے وقت جس قدر لوگ آجاتے آپ اوسی وقت سب کو کہانا کہلاتے
یہ ضرب المثل مشہور تہی کہ حضرت کے یہان کا چولہ ہر وقت دہکتا رہتا ہے آٹہ پہر کہانا
طیار رہتا ہے غرض اسی طرح ہر روز لوگ آتے تہے آپ سب کی خبر بخوبی لیتے تہے اور اپنی
ذات والا صفات سے باوجود قدرت کے کبہی دنیا کی طرف التفات نہ کرتے آٹہ پہر مین
کچہ طعام برائے نام بہ نیت طاقت عبادت کے کہا لیتے اور گزہی گاڑہا جس سے ستر چہپ جاوے
بقدر ضرورت پہن لیتے اور سوائے دو جوڑے کپڑے کے تیسرا جوڑہ نہ رکہتے اور سال بہر
وہی جوڑے کپڑے پہنتے اور اوسمین اس قدر پیوند لگاتے کہ اصلی کپڑے کا نام
باقی نہ رہتا اور آپ کوئی چیز اپنی ملکیت خاص مین مثل گہوڑے یا ہتیار ہے یا مسند تکیہ
کے نہ رکہتے جو چیز آجاتی فوراً تقسیم فرماتے اور بارچہ سرمائی کا یہ حال تہا کہ ہر سال جوڑا اول
نئی طیار کراتے جب سردی ہو جاتی وہ سب کپڑے کسی محتاج کو دے ڈالتے سال آیندہ
کو واسطے نہ رکہتے انتقال کے بعد کوئی چیز آپ نے اپنی ملکیت خاص مین ایسی نہین
چہوڑی کہ آپ کی اولاد اوسے تبرکاً تقسیم کرتے جو لوٹا واسطے وضو اور طہارت کے اور
کلام مجید واسطے تلاوت کے تہا وہ بہی اپنی حیات مین دے دیا تہا اور جو محل آپ نے بنائے

وہ بہی اپنی سامنی سب اولاد کو حصہ بحصہ تقسیم فرمای چنانچہ مسجد خاص کا حجرہ وہ بہی
اپنی صاحبزادہ وجانشین محبوب سبحانی حضرت مولانا شاہ محمد حمدانی صاحب کے نامزد کردیا
بجز ایک درخت املی سرخ کے جو آپنے اپنی دست مبارک سی اپنی دروازہ پر مسجد کے سامنی
لگائی تہی نہ تقسیم فرمائی اور نہ کسی کے کاغذ مین درج کرائی اُس سی مطلب خاص آپکا یہ
تہا کہ جب تک یہ درخت رہیگا میری کل اولاد کو اوسکے پہلون کا حصہ ملتا رہیگا اور ظاہرا
باعث آپ کا یہ تہا کہ آپ اوسکو بہت عزیز رکہتی تہی چنانچہ جسکی آپ بہت خاطر کرتے
اوسکو اوسی املی کا پتا اور دہوئی ماش کی دال کہلاتی کہانی والے اسمین ایسا ذائقہ
پاتی تہی کہ کسی اور کہانی عمدہ سی ہرگز ایسا مزا نہ اوٹہاتی تہی خصوصاً دہوئی ماش کی دال
صرف نمک وخالی پانی مین پکتی تہی مگر ایسا مزا کہ کسی کہانے عمدہ کی اوسکے آگی حقیقت
وتی تہی اکثر امرا لوگ جو آتی تہی اسی دال کی فرمایش کرتے تہی اور یہ تصرف آپکا ابہی تک
اسی طور پر چلا جاتا ہی جو کہاتا ہی اوسکے ذائقہ اور مزہ سی حیرت مین رہ جاتا ہی غرض کہ
آپ کچہ سروکار دنیا سی نرکہتی تہی روز یاد مولی مین دلسوز رہتی جناب لوہی نوازش علی
صاحب بیان کرتی ہین کہ حضرت خود ارشاد فرماتی تہی کہ عالم شباب مین میرا یہ حال تہا کہ نماز
کی بعد لاالہ ضرب لگاتا تہا اور دو میل تک آواز میری ضرب کی جاتی تہی اسی اثنا مین
آدمی یا جانور سنتا تہا عالم سکوت مین رہ جاتا تہا اور ایک کیفیت وحالت اوس پر
ہی ہو جاتی تہی چند مدت کے بعد جب بارگاہ کبریا سی ارشاد ہوا کہ اسکو موقوف کرو
موقوف کردیا جو انسان وحیوان کہ اس کیفیت سی لطف یافتہ تہی وہ محروم ہوی
درگاہ رب العزت مین بعد مناجات کے عرض کی کہ خداوندا وہ ندا کیا ہوئی کہ جس سی
ہم حظ روحانی اوٹہاتی تہی اوسکی کیفیت سی لطف وسرور روحانی پاتی تہی ندا ہوئی

کہ اب وہ ریاضت اختتام کو پہونچ گئی شہرت اسکی خاص و عام مین ہوگئی لہذا اوسے
موقوفی کی اجازت فرمائی یہی باعث ہے کہ چند عرصہ سے وہ ندا تمہاری سننے مین نہین آئی
نقل ہے کہ حضرت نے ایک مدت تک اپنے کشف و کمالات باطنی کو ایسا اخفا کیا کہ کسی پر
کوئی بات ظاہر نہ ہوئی ایک روز ندا ہوئی کہ تم اپنے کمال کو ظاہر کرو عرض کیا کہ اسکے
اظہار مین مجھے کیا فائدہ ہوگا ایک مدت تک جواب نہ آیا ایک مدت کے بعد پہر ندا ہوئی
کہ اے محبوب میرے تم اپنے کمال سریہ کو ظاہر کرو عرض کیا کہ مجھے اسکے اظہار مین بجز
نقصان کے کچھ فائدہ نہوگا کس واسطے کہ مین تیرا تابعدار اور فرمان بردار ہون اور اظہار
کرامت مین لوگ مجھے کہینگے اوس حالت مین تیری اطاعت مین فرق آویگا ارشاد ہوا
کہ ہماری خاطر سے یہ بات منظور کرو عرض کیا رضائے مولا از ہمہ اولی اوسی روز سے خوارق
عادات اور کرامات کا اظہار ہونے لگا اور خلقت کا اژدہام شروع ہوا پہر ایک روز
ندا ہوئی کہ اے دوست اب لوگون کو مرید کرکے اپنا فیض جاری کرو پہر وہی کلمہ عرض
کیا کہ خداوندا مجھے اسمین کیا فائدہ ہوگا پہر کچھ جواب نہ آیا ایک مدت کے بعد پہر وہی ندا
ہوئی کہ تم مرید کیون نہین کرتے ہو عرض کیا مجھے شرم آتی ہے ایسا نہو کہ میرا مرید دوزخ
مین جاوے اور مجھے بدنام اور رسوا کرے اگر یہ وعدہ ہو کہ جسکا ہاتھ میرے ہاتھ مین آوے
اوسپر آتش دوزخ حرام ہو جاوے تو البتہ یہ کام کرون پہر ایک عرصہ تک جواب نہ آیا بعد
چندے ندا ہوئی کہ عرض تمہاری پذیرا ہوئی جسکا ہاتھ تمہارے ہاتھ مین آویگا وہ ہرگز
دوزخ مین نہ جاویگا سبحان اللہ جب یہ وعدہ ہوا تب طریقہ مریدی کے جاری ہوئے

تیسرا باب آپکے کشف و کرامات اور دیگر حالات و واقعات کے بیان مین **کرامت**

حکیم مولوی نوازش علیصاحب [illegible] شہر گورکہپور یہ بڑے عامل و فاضل حکیم حاذق و

کامل ہمارے حضرت قطب الاقطاب شیخ المشائخ مولانا شاہ نجات اللہ صاحب صدیقی قادری
کے مریدون مین بڑے ممتاز وسرافراز ہین اور حضرت کی خدمت مین جو راز و نیاز
انکو تہا کسی کو کمتر تہا مفصل حالات آپ کی انشاء اللہ تعالی چوتہی باب مین آوینگے
ناظرین اوراق ہذا بخوبی آگاہ ہو جائینگے بیان کرتے ہین کہ مولانا عبد اللطیف سمرقندی
کہ اکابر علما و فضلای شہر مذکور سے تہے بڑے ذوق و شوق سے مرشد کامل کی تلاش مین
نکلے رفتہ رفتہ ملک ہندوستان مین پہونچے اور ہر ایک درویش نامی و گرامی کی خدمت
مین حاضر ہوے لیکن کہین اپنے مطلب کا سراغ نہ پایا کوئی مرشد کامل ہاتہ نہ آیا آخر پہرتے
پہرتے حضرت اجمیر و دہلی شریف وغیرہ طے کرتے شہر لکہنؤ مین پہونچے اور منظور یہ تہا کہ
ایسا مرشد ہاتہ آوے کہ ظاہر مین صاحب شریعت و طریقت اور عالم و فاضل ہو اور باطن
مین درویش صاحب حال اور ولی کامل ہو ہر چند کہ اس زمانہ اخیر مین ایسے مرشد کا ہاتہ
آنا نہایت دشوار تہا لیکن بموجب قول ہذا جوینده یابنده جسنے ڈہونڈہا اوسنے پایا
مولوی صاحب کو بر وقت تشریف آوری لکہنؤ کے یہ خبر معتبر گوش زد ہوی کہ اس
شہر کے متصل ایک درویش بڑے کامل عالم و فاضل صاحب نسبت و معرفت پابند
شریعت و طریقت نہایت خوشرو و قات متصف بہمہ صفات عقبہ کرسی شریف
میں تشریف رکہتے ہین جو لوگ وہان جاتے ہین اونکی ذات بابرکات سے راہ نجات پاتے ہین
مولوی صاحب یہ خبر فرحت اثر سنکر فورا گرم روانہ ہوے کرسی مین پہونچکر مشرف بہ زیارت
آستانہ فیض کاشانہ ہوے حضرت کا یہ معمول تہا کہ جس وقت آپکے یہان کوئی آتا تو آپ
ہاتہ مین لوٹا پانی کا اور دوسرے مین دستار خوان کہانے کا لیے ہوے برآمد ہوے
چنانکہ حسب دستور حضور تشریف لاے اور بعد ملاقات اور معانقہ کے مولوی صاحب سے

فرمایا اول طعام بعد کلام پہلے کہانا کہا لو پہر اپنا مطلب کہو مولوی صاحب نے عرض کیا
کہ حضرت نماز ظہر کا وقت تنگ ہی پہلے نماز سے فارغ ہو جاؤں پہر کہانا کہاؤں حضرت
نے پہر وہی کلمہ ارشاد کیا مولوی صاحب نے عذر کیا کہ میری نماز چالیس برس سے قضا نہیں
ہوئی ہی قلت وقت سے خوف قضا نماز ہے ورنہ مجہہ سے طرح آپ کے حضور مین نیا ہے
کہانے مین کیا عذر ہے مولوی صاحب کے بار بار تکرار و انکار سے حضرت نے از روے عتاب
کے فرمایا کہ تمکو اپنی نماز کا بڑا دعویٰ ہے میرے نزدیک تمنے ایک نماز بہی نہیں پڑہی
تمہاری عمر یون ہی گذری ہی لو اول کہانا کہاؤ پہر وضو کرو آج مین تمکو دو رکعت
کا تحریمہ بندہا دون ذائقہ نماز کا چکہا دون مولوی صاحب سے کچہہ نہ بن آئی اول روٹی
کہائی پہر وضو کرکے حاضر ہوے قبلہ رو کہڑے ہوئے حضرت نے دو رکعت کا تحریمہ
اونکو بندہوا دیا مزہ نماز کا چکہا دیا مولوی صاحب نماز پڑہ کر فوراً قدمون پر گر پڑے اور
حالت بیخودی مین آگئے جب ہوش آیا یہ کلمہ زبان پر لائے واللہ ہے بجز ان دو رکعت
کے کبہی نماز نہین پڑہی مفت مین عمر یون ہی گذاری یہ کہکر اوسی وقت بیعت
ہوئے اپنی مراد کو پہونچے مقصد دو جہان حاصل ہوئے خوشی خوشی اپنے وطن کی طرف
راحل ہوئے منازل ہوئے کرامت ۲ حاجی عبدالعزیز مولوی امام بخش صاحب کے
صاحبزادے نقل کرتے ہین کہ مین ایک مرتبہ اپنے مرشد برحق حقیقت و معرفت آگاہ
حضرت مولانا شاہ نجات اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ قادری کی تمنا ہے زیارت مین لکہنو
سے چلا اثناے راہ مین مقام لسبہی پر پہونچا وہان مین چالیس باشندگان لکہنو کو دیکہا
جو آشنا صورت تہے اونسے پوچہا کہان جاتے ہو کس ارادہ سے آئے ہو بولے ہمنے سنا ہے
کہ قصبہ کرسی مین ایک درویش خجستہ خصال بڑے صاحب کمال رہتے ہین ہم سب اونکی

دم بوسی کے واسطے جاتی ہین ہم مین سی ہر ایک نے امتحاناً اپنی دل مین ایک بات سوچی ہی
دبا پلی درجے کی سوجھی ہی اگر ہمارے امتحان ظہور مین آئی تو ہم سب مرید ہو جائین گی
الایون ہی پہر آئین گے مین یہ سنکر ششدر ہو گیا کہ یہ سب بے پیر دیے پہر کی اوڑاتی ہین
بال بیہودہ اپنی دماغون مین پکا رہی ہین ان سی گفتگو کرنا حماقت ہی خاموش رہنا
مامت ہی اگر ہمارے پیر مرشد کشف وکرامت کا چراغ ان تیرہ روزگارون کے واسطے
ائین گے تو یہ سب گم گشتگان بادیۂ ضلالت شاہراہ ہدایت پر آئین گے اگر خدانخواستہ
ین ہین واپس جائین گے واللہ عالم کیا کچھ زبان پر لائین گے انہین تصورات مین
ن سب کی ہمراہ چلا جب حضرت کے آستانۂ فیض کاشانہ پر پہونچی آپ بعد فراغ نماز
ربے دولت سرا کے اندر تشریف لیجا چکے تہی جب آپ کو اطلاع ہوئی کہلا بہیجا کہ ہم
مارے واسطے کہانا طیار کراتی ہین تہوڑے ہی عرصہ مین تم سب کو اندر بلاتی ہین اب ون
دیرون کا حال سنیے ہر شخص کم ظرف و ناپختہ کار کا عمدہ کہانی کہلانے پر امتحان تہا
ون مین یہی گمان تہا کہ مفت مین اچھی اچھے کہانے کہائین گے امتحان بہی ہو جائیگی
قصہ دو چار گہنٹے رات گئی ہو گی کہ حضرت نے سب کو اندر بلایا بعد ملاقات
ر دریافت خیر مزاج کی دسترخوان بچہوایا جبکو جس کہانی کا امتحان تہا اپنی
مین گمان تہا وہی اوسکے سامنے آیا اب ہر ایک کا برا حال ہے دم مارنی کی کیا
ل ہی ہے جسکا بسبب ہی اپنا غیرت سی آنکہین نیچی ہین جب ہر ایک کی آرزو کے موافق
انا چنا گیا تب حضرت نے اونکی طرف مخاطب ہوکے ارشاد کیا بہائیو فقیرون کا امتحان
یا کرو یہ بری بات ہی عقل کے خلاف ہی جس وقت تم لوگون نے اپنی دلون مین
صورات واہیات ٹہرائی تہی ہمکو بہت تردرات پیش آئی تہی کہ یہ سب کہانی کہان سے

آئینگے جو انکی استحان ظہور پائینگے بارے خدا اپنے فضل سے یہ سب چیزین مہیا
کردیں تو مزے سے کہاؤ اور اپنے گہرون کو جاؤ خبردار ایسی حرکت بار دگر نہ کیجیو ورنہ
ورنہ بہت پچہتاؤ گے اسکا مزا اوٹہاؤ گے یہ کلمات عتاب آمیز سنکر سب کے ہوش اوڑ گئے
جہٹ کر حضرت کے قدمون پر گرے اور عرض کیا یا حضرت ہمسے بڑی خطا ہوئی معاف
کیجیے اور ہم سب کو اپنی غلامی مین لیجیے پہر سب کو حضرت نے مرید کیا حلقۂ غلامی
اونکے کانون مین ڈالدیا سب نامرادی مرادون کو پہونچے اور اپنے اپنے گہرون کو راہی
ہوے کرامت ۳۳ - مولوی نوازش علیصاحب فرماتے ہین کہ ہمارے حضرت محبوب صادق
کے مریدون مین ایک شخص میان گہیسا نام قوم کے نور باف تہے اونکا ایک بیٹا تہا
اندہا مادرزاد جب وہ سن تمیز کو پہونچا ایک روز اپنے باپ سے کہا کہ اگر تم مجہے حضرت کے
پاس لیجاتے اور آپ از راہ خداوندی میرے حال پر توجہ کرکے دعا فرماتے تو آنکہین
میری بیشک روشن ہوجاتین اوسکے باپ نے کہا تو دیوانہ ہوا ہے کہین اندہا مادرزاد
بہی بینا ہوا ہے خبردار اب اس بات کا نام نہ لیجیو پہر ایسا کلام نہ کیجیو وہ بیچارہ یہ سنکر
باپ سے ڈر کر خاموش ہو رہا مدت کے بعد پہر ایک روز یہی کلمہ کہا کہ اگر ہم حضرت
کے پاس جاتے تو بیشک بینا ہوجاتے جب چار پانچ مرتبہ اوسنے اسی طرح کہا آخرکار
میان گہیسا مجبور و ناچار ہوکر حضرت کے حضور اوسکو لائے مولوی نوازش علیصاحب فرماتے ہین کہ ہمنے حضرت
سے پوچہا کہ خدا اوسکو لعنت اندہا کسواسطے آیا ہے فرمایا کہ بینائی کی التجا لایا ہے ہم حضرت کے
چہوٹے صاحبزادے حضرت محبوب سبحانی مولانا شاہ محمد صدیق صاحب کے ساتہ باغ کی طرف چلے گئے
جب وہان سے پلٹ کر آئے تو اوس نابینا کو بینا پایا ہمنے حضرت سے پوچہا کہ یا حضرت
اسکو اندہے سے کیونکر روشن ہوئین فرمایا کہ ہمنے اپنی ٹوپی اوتار کر دونون آنکہون پر

رکھی اور جناب باری میں رجوع کرکے التجا کی کہ خداوندا میں نہیں جانتا کہ حضرت عیسی پیغمبر علی نبینا علیہ الصلواۃ والسلام نابینا کی آنکھہ کیونکر روشن کرتے تھے اس تصور کے ساتھہ ہی اوس بصیر و قدیر نے اپنی قدرت کاملہ سے اوسکے دونوں آنکھیں روشن کردیں کرامت ۱۸ - مولوی صاحب ممدوح فرماتے ہیں کہ ایک روز ہمارے حضرت نماز ظہر کی پڑھ کر مسجد میں بیٹھے تھے اور میں بھی ایک گوشہ میں علیحدہ بیٹھا تھا کہ سامنے سے آمد سواری کی معلوم ہوئی دیکھا کہ گھوڑے ٹٹو وغیرہ چلے آتے ہیں اور ساتھہ اونکے ایک پالکی بھی نمود ہوئی جب وہ سواری قریب دروازے کے پہونچی میں مسجد سے اوٹھا اور دروازہ پر گیا دیکھا تو اوس پالکی کے اندر ایک لڑکا روشن جبین نہایت حسین بیٹھا ہے لیکن اس قدر چلاتا ہے اور شور و غل کرتا ہے کہ دیکھنے اور سننے والوں کی ہوش جاتی ہیں مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ میں یہ کیفیت و حالت اوسکی دیکھکر ڈر گیا اور جاکر حضرت سے کہا آپ مسجد سے باہر دروازے پر تشریف لائے اوس لڑکے کا باپ حاضر ہوا اور لڑکے کو پالکی کے اندر سے نکالا اور آپکے قدموں پر ڈالا اور عرض کیا یا حضرت ایک مدت سے اس لڑکے کا یہی حال ہے نہ ہوش ہے نہ حواس ہر دم آہ و زاری ہے عجب بیقراری ہے کوئی عالم فاضل عامل کامل کسی فن کا نہیں چھوڑا مگر کسی کی تدبیر سے اس عارضہ نے سنہ نہ موڑا کانپور کا باشندہ قوم کا جوہری بچہ ہوں اب حضور کے آستانہ فیض کاشانہ پر حاضر ہوا ہوں یقین ہے کہ آپ کی توجہ سے میری مراد بر آوے یہ لڑکا اچھا ہو کر اپنے گھر جاوے حضرت یہ حال دیکھہ سنکر دولت سرا کے اندر تشریف لے گئے اور اپنے صاحبزادے حضرت مولانا شاہ محمد حمد اللہ صاحب کو خوشخطی سے فرمایا کہ ہمارے بیان اس طرح کا ایک

مریض آیا ہی اگر تمکو کوئی دوا معلوم ہو تو بتادو اونہین نے بموجب ارشاد والا کے
تہوڑا سا چوکر سے کے مین بہگا کر آپ کو دیا کہ اسکی مالش کری یقین ہے کہ صحت ہوجاے
آپ وہ دوا لیے ہوئی باہر تشریف لاے اور لڑکے کے باپ سے فرمایا کہ تو اس دوا کو
اوسکے بدن مین مل دے ابہی صحت ہوجاے گی خدا کے فضل سی بیماری نام کو نہ رہیگی
ادہر دوا کا ملنا تہا کہ فوراً صحت کا ہونا تہا اب نہ وہ بیہوشی طاری ہی اور نہ وہ
گریہ وزاری ہی بخوبی صحت ہی سب طرح کی راحت ہے باپ اوس لڑکی کا خوشی سے
پہولا نہ سمایا اوسی لاکر دوبارہ حضرت کے قدمون پر گرایا آپنے فرمایا خدا کی فضل
سی تمہارا کام بن گیا بخوبی آرام ہوگیا آج یہین قیام کرو شب کو آرام کرو غرض
شب کو رہکر صبح کو بخوشی تمام ساتہ راحت وآرام کے اپنی وطن کو روانہ ہوا آپ
راوی موصوف فرماتی ہین کہ اوسکے جانے کے بعد مینے حضرت سی پوچہا کہ یا حضرت
یہ کیا معاملہ تہا کیسا عارضہ تہا فرمایا کہ اس لڑکے پر بباعث حسن کے ایک جن عاشق تہا
جیسی ہی مین اوسکے پاس گیا اوس جن نے مجہ سی کہا کہ یا حضرت مین اسپر ایک
مدت سی عاشق ہون لیکن اپنی قول کا صادق ہون آپسے یہ عہد کرتا ہون
کہ اب کہین نہ آؤن گا اور ہرگز اسی نہ ستاؤن گا جب اوسنے یہ وعدہ کیا مینے
دوا کا حیلہ کردیا اب وہ جن کبہی نہ آئیگا اور ہرگز اسی نہ ستائیگا کرامت ۵ حضرت
کے صاحبزادی مقبول بارگاہ ربانی حضرت مولانا شاہ محمد حمد الی قدس اللہ سرہ العزیز
نقل کرتی ہین کہ حضرت کے مریدون مین حافظ عبدالرحمان سبزپوش تہی مکان
اونکا مقام ابراہیم پور مین متصل قصبہ کرسی شریف کے تہا اکثر اوقات آپکی
خدمت فیض درجت مین حاضر رہتی تہی ایک روز دست بستہ حضرت کے حضور مین

حاضر تھے اور شاید دن بہت قلیل رہ گیا تھا آپنے ارشاد فرمایا کہ اب رخصت ہو
سیدھے اپنے مکان کو چلے جانا اثناء راہ مین نہ ٹھہرنا حافظ صاحب موصوف بموجب
ارشاد کے رخصت ہوے کرسی شریف مین ایک درویش شاہ عبد السلام نام تھے تب
انکے دل مین آیا کہ شاہ صاحب کی ملاقات کرتا چلون جب ملاقات ہوئی ایسی باتون
مین بیہوش ہوے کہ کلمات طیبات مرشد کے فراموش کیے جس وقت ارشاد شریف
یاد آیا فوراً بیاکی رخصت اثناء راہ مین پہونچے تہے کہ دفعتاً آسمان سیاہ ہو گیا اور ایک آندھی بڑے
زور شور سے آئی اور پانی برسنا شروع ہوا بعد اسکے دیکھتے کیا ہین کہ ہزارہا سانپ
چلے آتے ہین اور سب کے پیچھے ایک سانپ بڑا کالا آتش کا پر کالا اوسپر ایک سرخ سانپ
سوار چلا آتا ہے دیکھتے ہی انکے ہوش و حواس جاتے رہے اور بہت گھبرائے اور اپنے دل مین
کہتے تھے یا رب پروردگار مین کس مصیبت مین گرفتار ہوا آخر جب حضرت کی طرف
رجوع کی کہ یا حضرت مجھسے بڑی خطا ہوئی جلد خبر لیجیے میری جان بچائیے یہ خیال
کیا تھا کہ وہ سانپ سب کے سب غائب ہو گئے یہ خدا خدا کرکے اپنے گھر پہونچے دوسرے روز
صبح کو جب حضرت کے حضور مین حاضر ہوے آپنے صورت دیکھتے ہی فرمایا کل تمکو اللہ
نے خوب بچایا ع رسیدہ بود بلاے ولی بخیر گذشت ✤ یہ سنکر نہایت شرمندہ ہوے
پھر سارا قصہ نقل کیا آپنے سنکر ہنس دیا **کرامت ۶** مولوی نوازش علی صاحب
کے چشم دید یہ روایت ہے کیا زور شور کی حکایت ہے کہتے ہین کہ مین ایک روز
کرسی شریف مین حاضر تھا حسب معمول شب کو حضرت کی مسجد مین سویا جب تھوڑی
رات باقی رہی میری آنکھ کھل گئی دیکھا کہ ستارہ صبح کا نمودار ہے اپنے دل مین کہا
کہ عنقریب صبح ہوتی ہے دیر تک اسی انتظار مین لیٹا رہا مگر وہ ستارہ اپنی جگہ سے

دیکھا اور نہ صبح ہوی اسی انتظار مین پھر آنکھ لگ گئی ایک نیند خوب سوی پھر جب آنکھ
کھلی دیکھا تو وہ ستارہ جہان تہا وہین ہی اور جس قدر رات بیشتر باقی تھی اوسی قدر
موجود ہی پھر دیر تک جاگتی رہی پھر نیند آ گئی سو رہی پھر آنکھ کھلی تو دیکھا کہ وہ ستارہ
اوسی جگہ موجود ہی غرض اسی طرح تین چار مرتبہ اتفاق ہوا جب دیکھا اوس ستارہ
کو ایک ہی جگہ پر قائم پایا مین نہایت حیرت مین آیا کہ یا باری مجھی خواب غفلت ہی
یا بیداری آخر جب رات تمام ہولی حضرت نے میان درگاہی شاہ کو پکارا کہ اوٹھو
اذان کہو جب درگاہی شاہ نے اذان کہی ہم لوگون نے وضو کیا سنتین پڑہین
آپ تشریف لائی نماز سی فراغت ہوئی پھر وہ رات کی کیفیت مجھی یاد نہ رہی کچھ روز
گذر گئی ایک روز کچھ تذکرہ کسی بات کا ہوا اوس وقت مجھی یاد پڑا عرض کیا یا حضرت
ایک رات کو عجب اتفاق ہوا کئی مرتبہ ہم سوی اور جاگی رات تمام ہوتی تھی ستارہ صبح
کا اپنی جگہ سی نہ ہٹتا تہا آپ نے ارشاد فرمایا بھائی اوس رات کو مین سو گیا یہانتک
کہ ستارہ صبح کا نمود ہوا قریب تہا کہ صبح ہو جاوی پھر بھی نماز تہجد مین خلل آوی مینی بہ
گریہ وزاری جناب باری مین عرض کی کہ خداوندا یا تو اسی وقت میری روح
قبض کی جاوی یا رات کو حکم ہو کہ اپنی جگہ سی ہٹنی نہ پاوی خداوند تعالی نے فورا
رات کو حکم دیا کہ جب تک میرا بندہ میری عبادت سی فارغ نہو تو اسی جگہ پر قائم
رہیو جب مینی سب ضروریات معمولی سی فراغت پای تب صبح ہونی کی نوبت آئی
یہ باعث تہا اوس رات کے دراز ہونیکا کرامت ۔ مولوی نوازش علی صاحب
بیان کرتی ہین کہ ایک مرتبہ مین تنہا حضرت کی خدمت مین حاضر تہا اوس وقت
آپ نی از روی خداوندی کے اکثر حالات اپنی راز و نیاز کے مجھسی کہے از انجملہ یہی

فرمایا کہ جب ہم شب کو واسطے مجاہدے اور مراقبے کے بیٹھتے تھے کواکب آسمانی ہماری
طرف متوجہ ہوتے تھے مولوی صاحب کہتے ہین کہ حضرت نے یہ کیفیت اپنی حالی مرشدیت
کی مجھسے ارشاد فرمائی ساتھہی اسکے یہ حکم ہوا کہ راز ہمارا کسی پر ظاہر نہ کرنا خبردار
ہرگز زبان نہ کہولنا مینے بموجب ہدایت کے کسی سے یہ نہین کہا الا ایک روز مجھسے ضبط
نہو سکا ایک شخص اپنے مرشد کی تعریف کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ہمارے مرشد کا ثانی
نہین ہوا اوس وقت بے ساختہ میرے منہ سے نکل گیا کہ ثانی اور مثل ہمارے
حضرت خداوند کا البتہ نہین ہوا کہ جن پر کواکب آسمانی گردیدہ تھے یہ سنکر وہ خاموش
ہو رہے بات رفت و گذشت ہو گئی بعد اسکے جب مین حضرت کے حضور مین حاضر ہوا
آپنے میری صورت دیکھتے ہی فرمایا کیون صاحب ذرا سی بات کا تمسے ضبط نہو سکا
ہمارے راز کو فاش کر دیا مینے شرما کر جواب دیا کہ یا حضرت ہم لوگ ظرف ضبط کا نہین رکھتے
آپ یہ سنکر مسکرانے لگے **کرامت ۸**۔ مولوی منعم بخش صاحب آپکے خلیفہ سے یہ نقل ہے
کہ نواب شجاع الدولہ کی بی بی جو بڑی معزز و مکرم بلقب بہو بیگم صاحبہ بیٹی نواب قمر الدین خان
بہادر وزیر اعظم کے تہین ایک مرتبہ فیض آباد سے لکھنؤ مین آئین چند روز یہان رہین
جب فیض آباد کو جانے لگین بروقت سوار ہونے کے اپنے خواجہ سرا کو بلایا اور فرمایا
کہ چند جفت پاپوش ہمارے ساتھ لیجانے کے واسطے لاؤ مگر بہت جلد واپس آؤ اور
قیمت کے واسطے کچھہ نہ فرمایا خواجہ سرا خالی ہاتھ بازار مین آیا ایک شخص میان گہسیا نام
جوتی فروشی کا کام کرتے تھے یہ خواجہ سرا اونکی دکان پر گیا کئی جوڑے جوتی کے نکلوائے
چند پسند آئے وہ خرید ہوئی پانسو روپیہ کی قیمت بلا تکرار ٹہرا لی خواجہ سرا نے
ہزار روپیہ کی انگوٹھی اپنے ہاتھ سے اوتار کے میان گہسیا کے سامنے رکھی اور کہا سر دست

قیمت سردست موجود نہین ہے یہ انگوٹھی رکھ لیجیے اور یہ جوڑی مجھے دیجیے
جب روپیہ لاؤنگا انگوٹھی لیجاؤنگا یہ کہکر انگوٹھی رکھ گیا اور جوتیان لیگیا
میان گھیسا کی گھر مین طاق پر کسی چیز مین اور انگوٹھیان رکھی تہین اوسی مین یہ
بہی انگوٹھی لیجاکر رکھدی اوس وقت سے پہر کچھ خبر نہ لی بعد اسکے جب بیگم صاحبہ لکھنؤ
سے فیض اباد کو گئین کئی روز کے بعد جب خواجہ سرا ان جوتون کی قیمت کا روپیہ پایا
لیکر لکھنؤ آیا اور میان گھیسا کی پاس گیا اور کہا کہ اپنے روپیہ لیجیے اور میری انگوٹھی
دیجیے میان گھیسا روپے لیکر انگوٹھی لینے اپنے گھر گئے جس چیز مین وہ سب انگوٹھیان
رکھی تہین اوسے خالی پایا بجز حیرت اور سکوت کے کچھ نہ بن آیا اوس وقت کچھ حیلہ
خواجہ سرا سے کردیا اور وقت بلایا پہر اونہون نے ہرچند انگوٹھی تلاش کرائی مگر
ہاتھ نہ آئی جب دوسرے روز خواجہ سرا آیا اون سے بجز حیلہ سازی کے اور کچھ نہ بن آیا
کہا کہ ایک روز کی مہلت اور دیجیے کل نہین پرسون اپنی انگوٹھی لیجیے جب خواجہ سرا
چلا گیا تب انہون نے اپنے دل مین کہا کہ اب سب طرف سے مایوس ہوکر آسمی کو حضرت کے پاس
جاؤن انگوٹھی کا سراغ لگاؤن پہر آپکے پاس حاضر ہوے اور عرض کیا یا حضرت
اس مصیبت مین گرفتار ہون انگوٹھی کے گم ہونے سے نہایت مضطر و بیقرار ہون آپنے
فرمایا کہ تم اپنے مکان پر جاؤ چوہون کی دعوت کرکے عمدہ عمدہ کہانے پکاؤ اور
اپنے مکان مین پکارکے کہدو کہ سب چوہون کی دعوت ہے پر چہوٹی چہوٹی
تشتریون مین کہانا نکالو اور دستارخوان بچہاکر اوسپر چن دو اور تم سب آدمی
گہر کے علحدہ بیٹھو اور خدا کی قدرت کا تماشا دیکہو غرض کہ میان گھیسا اپنے مکان
پر آئے اور عمدہ عمدہ کہانے طیار کرائے اور تشتریون مین نکال کر دستارخوان بچہا کر

اوسپر جبکہ سب علحدہ ہوگئے پیشتر ایک چوہا آیا اور کوئی چیز اپنی منہ مین دبا ہوئی
لایا پہر تھوڑا کہانا کہایا اور وہ چیز رکہکر چلا گیا پہر جو چوہا آتا تہا کوئی اشرفی کوئی
روپیہ کوئی انگوٹھی کوئی جواہرات کوئی نئی طرح کے تحفہ جات لاتا تہا اوسکو رکہکر
کہانا کہاتا تہا اور چلا جاتا تہا اسی طرح سو صد تا چوہے آئے اور انواع اقسام کے
تحائف لائے پہر سب کے بعد ایک چوہا آیا اور وہی انگوٹھی خواجہ سرا کی منہ مین دباکر
لایا اوسی رکہہ دیا اور کہانا کہاکر چلا گیا پہر کوئی چوہا نہ آیا میان گہسا اوٹھے اور
بڑی خوشی سے اوس انگوٹھی کو لیا اور مال و اسباب بہی اپنی قبضہ مین کیا تیسرے
روز جب وہ خواجہ سرا آیا انہون نے انگوٹھی لاکر اوسکے حوالے کی تب خواجہ سرا نے
پوچھا کہ سچ کہو یہ کیا معاملہ تہا کیسا حیلہ حوالہ تہا تب میان گہسا نے تمام سرگذشت
بیان کی انگوٹھی کی جانی اور ملنے کی کیفیت عیان کی خواجہ سرا حضرت کی یہ حکومت
اور تصرف سنکر حیرت مین آیا انگوٹھی لیکر اپنے گہر گیا کرامت ۹۰ راوی موصوف
سے یہ دوسری روایت ہے کیا عمدہ حکایت ہے بریلی کے قاضی زادون مین سے
کوئی صاحب ہمارے حضرت کی تمنائے زیارت مین چلے اثنائے راہ مین اپنے دل مین سوچے کہ
حضرت ہمکو آج رساول بے فصل کے کہلائین تو ہم بڑے معتقد ہوجائین جب کہ نہر
کے کنارے باغون مین پہونچے ایک شخص دو ہانڈیان رساول کی حضرت کے پاس لیکر
آئے اور عرض کیا یا حضرت یہ رساول فلانے صاحب نے آپ کو بہیجی ہے بہت اچہی بات ہے
پہر فرمایا کہ بہائی جنکو واسطے یہ آئی ہے وہ بہی کرسی کے کنارے پر پہونچے ہین جب
وہ آئین گے تب اسی کہائین گے وہ شخص رساول رکہکے علحدہ بیٹھ گئے پہر جب قاضی
صاحب تشریف لائے آپنے صورت دیکھتے ہی فرمایا کہ جیکے واسطے آپ آئے ہین وہ آپکے

آئی سے قبل آنچلی ہے سامنے رکھی جاوے پہلے اوسی کہاؤ پہر میرے پاس آؤ قاضی
صاحب بارے غیرت کے سر کہی چہپائے ہوے آپکے قدمون پر گرے اور اپنی تقصیر معاف
کرائی پہروہ رسالدار آپنے اونکو کہلائے کرامت ۱۰ - مولوی نوازش علی صاحب
بیان کرتے ہین کہ ایک مرتبہ مین حضرت کے حضور مین حاضر تہا کچہ دن باقی تہا آپنے
فرمایا کہ اس وقت مفتی غلام حضرت اپنے بیٹے صفی اللہ کو ہمراہ لئے ہوے میری ملاقات
کو آتے ہین نواب گنج مین ٹہہرے ہین وہان دو کتے بادشاہی شکاری بندہے ہین
اون کتون کا یہ حال ہے کہ اگر شیر بہی اونکے سامنے جاوے تو زندہ پہر کر نہ آوے
صاحبزادے مذکور بباعث بچپن کے اس وقت اون دونون کتون کے درمیان
جا کہڑے ہوے اور اونکو چہیڑنے لگے جب لوگون نے دیکہا کہا بڑا غضب ہوا فوراً
میری طرف رجوع کی اللہ تعالی نے اونکی خبر لی جان بچ گئی دوسرے روز جب
مفتی صاحب صاحبزادے موصوف کو لئے ہوے حضرت کے پاس آئے آپنے دیکہتے ہی فرمایا
خوب بچ آئے جب وہون نے سب حال بیان کرنے کا قصد کیا مولوی نوازش علی
صاحب کہتے ہین کہ مینے پہلے سے سارا قصہ کہدیا کہ کل جس وقت وہ کیفیت وہان گذری ہے
اوسی وقت حضرت نے مجہسے کہی ہے اگر حضرت کی عنایت شامل حال نہوتی مفت مین
اونکی جان جاتی سبہون نے سنکر کہا سچ ہے یہ لڑکا حضرت کی توجہ سے بچا ہے ہمارے حضرت
کی توجہ باطنی کا یہ حال تہا آپ مین عجب کمال تہا کہ جب کوئی آپکی طرف رجوع
کرتا تہا آپ فوراً اوسکی مدد کو پہونچتے تہے خبر لیتے کرامت ۱۱ - حضرت کے صاحبزادے
مقبول بارگاہ صمدانی حضرت مولانا شاہ محمد حمد انی صاحب نقل کرتے ہین کہ جہنجہنی کا
راجہ ہمارے حضرت سے اعتقاد وفا بیانہ رکہتا تہا یعنی حضور مین حاضر نہوا تہا ایک مرتبہ

مرض استسقا میں گرفتار ہوا ہر چند دوا علاج ہوا لیکن کچھ مفید نہ پڑا حکما نے جواب دیا راجہ کو
اپنی زندگی سے بالکل یاس تھا ہر دم ہراس تھا اوسی حال و خیال میں ایک روز کہا کہ
اگر کوئی ہمارا عریضہ لیکر حضرت کے پاس جاتا تو ہم بیشک اچھے ہو جاتے اس عارضہ مہلک سے
فوراً صحت پاتے ارشاد کی دیر تھی فوراً عریضہ لکھا گیا اور قاصد لیکر روانہ ہوا جب
حضرت کے حضور میں پہونچا اور وہ عریضہ پیش کیا آپ نے کھول کر پڑہا کچھ نہ فرمایا مگر
اوس خط کی پشت پر یہ کلمہ لکھدیا کہ جیتے رہو بخیر پھر قاصد کے حوالہ کیا وہ اوسی وقت
روانہ ہوا چونکہ فاصلہ بہت تھا اس وجہ سے عرصہ زیادہ گزرا اس مدت میں راجہ کی حالت
بہت متغیر ہوگئی سب لوگ حیران و پریشان تھے راجہ بیچارے صبح و شام کے مہمان تھے
جس وقت قاصد پہونچا راجہ بیہوش پڑا تھا لوگوں کو عجب بیقراری تھی ہر شخص کے لب پر
آہ و زاری تھی جس وقت قاصد پہونچا کسی شخص نے نامہ لیکر پڑہا کچھ جواب نہ پایا مگر
پشت پر یہ کلمہ لکھا دیکھا کہ جیتے رہو بخیر ہر چند کہ راجہ بیہوشی میں مبتلا تھا مگر خیال حضرت
کی جانب لگا تھا جب لوگوں نے آپس میں یہ چرچا کیا کہ حضرت کے یہاں سے یہ جواب آیا
راجہ نے آنکھ کھول کر پوچھا کہ حضرت نے کیا لکھا لوگوں نے کلمہ والا کو پیش کیا اوسنے
نیچے ہی سر اوٹھایا اور تو کچھ نہ پایا اپنی پان کا اوگال پڑا دیکھا فوراً اوٹھا کر کھا لیا اوسکا
کا نیچے اوترنا تھا فوراً صحت کا ہونا تھا فی الحقیقت جو ایسی مرض مہلک سے
نجات پائی بیشک حضرت کے تصرف سے عمر گذشتہ پھر آئی سبحان اللہ زبان کرامت بیان
کا کیا تاثیر تھی راجہ کو بھی اچھی تقدیر تھی عقیدت کا صاف تھا دل کا شفاف تھا
ہر پیس و پیش کرتا کہ حضرت نے یہ کیا لکھا کون چیز لیکر کھاؤں جس سے صحت پاؤں
حیص و بیص میں پڑا رہتا آخر کو مر جاتا

کرامت ۱۳۔ صاحبزادے والا تبار کو

نقل کرتی ہین کہ ایک مرتبہ حضرت باہر تشریف رکھتی تھی اور لوگ بہت سی جمع تھے
جب وقت کہانی کا آیا آپنے طلب فرمایا حسب اتفاق اوس روز بجز دال روٹی کی
اور کچھ نہ تھا صاحبزادی والا تبار کرامت شعار کی والدہ ماجدہ نی گھی تلاش کرایا
وہ بہی نہ پایا تھوڑا سا گھی ہاتہ آیا ایک دال کے پیالی مین چھوڑ دیا اور لیجانی والی سے
فرمایا کہ یہ پیالہ حضرت کے سامنی رکہ دیجیو اور کسی کو نہ دیجیو پہر جب لوگ کہانی لگی
اوس مجمع مین مولوی امام بخش بہی آپ کے بڑی مقرب خلیفہ حاضر تھی اونکی دل مین یہ
خیال آیا کہ حضرت آپ تو گھی پڑی دال کہا رہی ہین ہمکو یون ہی کہلا رہی ہین ہنوز نہین
اونکی دل مین یہ خیال آیا آپنے اپنا پیالہ اوٹھاکر اونکو سامنی پہونچایا اور ارشاد کیا
کہ بہائی یہ ہماری خطا نہین ہی بہیجنی والے کا قصور ہی لو اسی کہاؤ اور کچھ خیال اپنی
دل مین نہ لاؤ مولوی صاحب شرما ہی ہاتہ جوڑکر حضرت کے سامنی آئی اور عرض کیا
یا حضرت اب مین جاتا ہون تا زندگی نہ آؤنگا صدمہ مفارقت اوٹھاؤنگا
فرمایا کہان جاتی ہو کیون جو حرف زبان پر لائی ہو عرض کیا ہم بشر ہین ہماری دل مین
اگر خیالات آئینگی آپ پہ نہین واقف ہو جائینگی واللہ عالم آپ اوس وقت
کیا فرمائین تو ہم کہین کے نہ رہ جائین آپ سنکر ہنسنے لگے کرامت ۱۳ حضرت کے
دوسرے صاحبزادی قبلہ دوجہانی وکعبہ جاودانی مولوی شاہ محمد نور اللہ
صاحب بیان فرماتی ہین کہ حسب اتفاق ایک شب کو ہماری گہر مین کچھ کہانی کو نہ تہا اور
حضرت دوسرے گہر مین تشریف رکھتی تہی جو پرانی حویلی مشہور ہی حویلی سی کچھ نہین بہت
دوری جب بات ہوئی صاحبزادی کی والدہ ماجدہ محترمہ معظمہ نے فرمایا کہ چلو چلکر حضرت
سی حال کہین کہانی کی سبیل کرین یہ کہکے چلے جو ہین کنڈی کہولکر دروازہ کہولا ایک

شخص کو دیکھا کہ ایک ٹوکرا سر پر دہری ہے اوسمین پیڑی تر و تازہ دہرے ہین اور کہتا ہی
لو اسی کہاؤ اور حضرت کے پاس جاؤ ہم وہ مٹہائی لیکر واپس آئی اور خوب کہائی جب صبح
کو حضرت نے گہر مین قدم رنجہ فرمایی ہم لوگون کی صورت دیکہتی ہی یہ حرف زبان پر لائی
رات کو تمہاری بیان کچھ کہائی کو نہ تہا تمنی ہمارے پاس آنیکا قصد کیا تہا اللہ تعالے
نی تمہاری واسطی مٹہائی پہونچائی تمنی خوب کہائی وہ جن تہا جو مٹہائی لایا تہا کرامت ۱۴
نقل ہی کہ میر عبد العلی بداونی حضرت کی خدمت فیض درجت مین حاضر ہوی اور
عرض کیا یا حضرت مین مرید ہونی آیا ہون مگر التجا یہ لایا ہون کہ آپ کی برکت سے
اپنی مراد حسب لخواہ پاؤن کسی ملک کا بادشاہ ہو جاؤن آپ نے اونکو مرید کیا اور
فرمایا کہ ملک بخارا کی تم شاہ ہو ہی مالک تخت و کلاہ ہو ہی جاؤ مگر جلد ہی نکیجو مفت کی
سلطنت کو ہاتہ سی نہ دیجیو میر صاحب حضرت سی رخصت ہوکر جانب بخارا روانہ ہوی
پہلی منزل ہی لوگون کے از دہام ہونی حاضر خاص و عام ہوی چند روز مین ہزارہا
آدمی کا ہجوم ہوا ہر طرف سی یہی شور و غل علی العموم ہوا کہ سید بادشاہ ہوا
سید بادشاہ ہوا چنانچہ مفتی غلام حضرت صاحب گورکہپوری فرماتی ہین کہ مین اون
دنون دہلی شریف مین تہا جس طرف گذرتا تہا ہر مجذوب کی زبان سی یہی سنتا تہا
سید بادشاہ ہوا سید بادشاہ ہوا اب سید صاحب کی خوبی قسمت کا حال سنئے ہنوز بخارا شریف
پہونچنے کی نوبت نہ آئی تہی کہ دفعتاً اونکو اپنی بی بی کا اشتیاق ہوا غلبہ شوق بالاطلاق
ہوا اوسی اشتیاق مین سلطنت سی منہ موڑ کر سب لوگون کو چہوڑکر تنہا بہاگ ہوی
چند روز مین اپنی گہر آئی پیچہی کو بہت روی اور پچہتاے بنا بنایا گہر مٹایا مدت تک شرم سی
حضرت کو منہ نہ دکہایا کرامت ۱۵ – مولوی نوازش علی صاحب فرماتی ہین کہ حضرت

کی نظر کرامت اثر از راہ خاوندی میرے حال پر حد سے زیادہ تر تھی اور آپ کا
دستور تھا کہ جب کوئی چیز آپ کہاتی تو مجھے بھی ضرور کہلاتی اگر میں نہ ہوتا تو میرے
واسطے کچھ چھوڑتی ایک وقت آپنے دودھ روٹی تناول فرمائی میں اوس وقت
حاضر نہ تھا اوس میں سے تھوڑی میرے واسطے رکھ چھوڑی مجھے اوس وقت گرانی شکم سے
اشتہا نہ تھی جب میں حضرت کے سامنے حاضر ہوا آپنے وہ دودھ روٹی جو رکھ چھوڑی
تھی لادی اور فرمایا لو اسے کہاؤ مینے عرض کیا یا حضرت مجھے بھوکھ بالکل نہیں ہے بلکہ شکم
میں کچھ خلل ہے آپنے کچھ جواب نہ دیا دولت سرا کے اندر تشریف لے گئے آپ کا تشریف
لیجانا تھا کہ بھوکھ کا غلبہ ہونا تھا اب بھوکھ کی مارے برا حال ہے ضبط کرنا محال ہے
چونکہ مجھے بلا قید محل سرا کے اندر جانے کی اجازت تھی اطلاع کرنے کی ضرورت نہ تھی
حضرت کے سامنے جا کر حاضر ہوا اور عرض کیا یا حضرت اب تو مارے بھوکھ کے برا حال ہے
ایک دم صبر کی نہیں مجال ہے آپنے مسکرا کر فرمایا پہلے کیوں انکار کیا فقیر کی دی ہوئی چیز
پہ اصرار کیا اگر تم کہاتے تو فوراً اچھے ہو جاتے مولوی صاحب نے عرض کیا کہ میرا مطلب
دونوں طرح حاصل ہے اگر کہاتا تو بھی بہتر تھا جو نہ کہایا تو بھی اچھا ہو گیا جو کچھ شکم
میں خلل تھا جاتا رہا اشتہا کا غلبہ ہوا پھر آپنے وہ دودھ روٹی مجھے کہلائی اوس کے
کہانے میں جو لذت مینے پائی اوسکا کیا بیان ہے جسکی حلاوت میری زبان سے کبھی جائیگی
وہ ذائقہ اور مزہ تا زندگی نہ پائیگی کرامت ۱۶ ۱ - راوی موصوف سے یہ دوسری
روایت ہے کیا خوب حکایت ہے کہ ایک روز حضرت والا درجت شیر برنج کہاتی تہی مین
دیکھکر للچایا اپنے دل مین یہ خیال لایا کہ اس مین سے اگر کچھ تبرک ملتا تو خوب تھا میرے
دل مین اس خیال کا آنا تھا کہ آپ کا فوراً آگاہ ہو جانا تھا وہ پیالہ شیر برنج کا میرے

سامنے رکھدیا اور مسکرا کر فرمایا کہ اگر تم خیال نکرتے تو کیا ہم تمکو دیتے مولوی صاحب
کہتے ہین کہ اوس وقت مجھکو ایسی غیرت آئی کہ اگر زمین پھٹ جاوے تو اوسمین سما جاؤن
پھر کسی کو منہ نہ دکھاؤن اب تک جب اوس حرکت کا خیال کرتا ہون بحر غیرت مین مستغرق
ہوجاتا ہون **کرامت ۷۱** مولوی امام بخش صاحب سے نقل ہے کہ ایک روز حضرت
واسطے ادای نماز ظہر کے مسجد مین تشریف لائے وضو کرنے کو چبوترے کے کنارے آئے
دیکھا کہ ایک فقیر برہنہ مادرزاد کہ اوسکے بدن پر مطلق کپڑے کا نام نہین شرم وحیا سے
بالکل اوسے کام نہین نیچے چبوترے کے پڑا ہے آپ نے فرمایا کہ یہ کیا بے حیائی ہے کیسی بیغیرتی
ہے کہ دل مین سمائی ہے اوٹھ یہان سے چلا جا اس حیثیت سے پھر کبھی مسجد کے سامنے
نہ آنا وہ مدہوش تھے وحدت کے نشہ مین سرشار تھا گرمی معرفت سے بیقرار تھا اپنے
بیگانے کا اوسے کب خیال تھا ہمارے حضرت کو بھی شریعت کے پاس سے ضبط کرنا محال تھا تین
مرتبہ تنبیہ کے واسطے اوس سے فرمایا کہ یہان سے چلا جا وہ کب سنتا تھا آخر کو حضرت
نے اوسکا پاؤن پکڑ کر گھسیٹا اور املی کے درخت کے نیچے لا کر ڈال دیا پھر آکر وضو کیا نماز سے
فراغت ہوئی آپ حسب معمول اپنے وظیفے مین مشغول ہوئے اور سب نمازی چلے گئے
مولوی امام بخش صاحب مسجد کے گوشے مین علحدہ لیٹ رہے کچھ غفلت سی آگئی
آنکھ لگ گئی ایک مرتبہ جو آنکھہ کھلی تو دیکھا کہ ایک بزرگ نہایت پاکیزہ صورت
نہایت شان وشوکت سے بیٹھے ہین اور حضرت اپنے وظیفے مین مشغول حسب معمول ہین اور
وہ بزرگ پشت پر کھڑا یہ کہہ رہا ہے کہ یا حضرت مجھکو مولوی نجات اللہ نے قصور
بخشوانے کے واسطے بھیجا آپکو بلایا ہے آپ انصاف کیجیے بیشک اوسکے جواب آپ نے فرمایا
مولوی نجات اللہ عاشق اللہ ہین یہ قصور ہرگز نہین مارا ہے بیشک کچھ قصور تمہارا ہے

اس عرصہ مین حضرت نماز سے فارغ ہوے اٹھکر تسلیمات بجالاے آپنے فرمایا کہ کیون
تمنے اس فقیر کو بے قصور مارا حضرت نے عرض کی کہ مین وضو کو آیا تہا یہ ننگا مادرزاد سامنے
پڑا تہا مینے ہر چند اس سے کہا کہ یہان سے چلا جا اسنے نہ سنا پس جو کوئی شریعت کے خلاف
ہو مجہے بالکل اوس سے انحراف ہے مینے حالت غصہ مین اسکا پاؤن پکڑا اور گہسیٹ کر املی
کے درخت کے نیچے ڈالدیا آپنے یہ سنکر فرمایا کیون ہمنے نہ کہا تہا کہ مولوی نجات اللہ نے
بے قصور ہنین مارا ہے بیشک کچہ قصور تمہارا ہے یہ سنکر وہ فقیر خوش ہوگیا پہر آپ نے
فقیر کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ بیشک تمہین رتبہ عالی ملا ہے مگر پابندی شریعت
سے مولوی صاحب کا مرتبہ تمسے بڑہا ہے ایسے لوگون سے ہمارے دین کی شریعت قائم ہے خدا
انکا نگہبان دائم ہے یہ فرماکر آپ رخصت ہوے تشریف لے گئے اوس وقت مولوی امام بخش
صاحب نے اوٹہکر حضرت سے پوچہا کہ یا حضرت یہ کون بزرگ آے تہے کیون تشریف
لاے تہے فرمایا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شفیع الامم تہے اس فقیر نے میری
فریاد آپ سے کی تہی اسکی خاطر سے آپ آے تہے ہر چند کہ وہ فقیر بڑا صاحب کمال ہے
لیکن حضرت کو شریعت کا نہایت خیال ہے اسی وجہ سے میری تعریف فرمائی
اوس فقیر سے کچہ نہ بن آئی **کرامت ۱۸** — مولوی نوازش علی صاحب
فرماتے ہین کہ میرے سر مین درد ہوتا تہا مدت سے مجہے یہ عارضہ تہا ایک مرتبہ مین
کسی شریف مین حاضر تہا حسب معمول درد ہوا مین نہایت تکلیف مین گرفتار تہا گویا
اپنی زندگی سے بیزار تہا حضرت نے مجہے بیتاب دیکہکر پوچہا خیر تو ہے مزاج کیسا ہے مینے
عرض کیا یا حضرت شدت درد سر سے نہایت بیتاب ہون آپنے فرمایا کہ ادہر آؤ اپنا سر
میرے سامنے لاؤ مین قریب حاضر ہوا آپنے اپنا دست مبارک میرے سر پر پہیر دیا

اوس وقت سے آج تک کہ اوسکو پچپن سال سے زیادہ عرصہ گزرا پھر کبھی میرے سر میں درد نہین ہوا **کرامت ۱۹** ۔ صاحبزادہ والاتبار کرامت شعار مقبول بارگاہ ربانی حضرت مولانا شاہ محمد حمدانی صاحب نقل کرتے ہین کہ ایک مرتبہ مین لکھنؤ مین تھا ایک شخص میرے پاس آیا اور اپنی زوجہ کی علالت کا شکوہ کیا اور کہا کہ شاید کسی آسیب کا خلل ہے آپکے پاس جو عمل ہو اوس سے دریافت کیجیے مجھے اس بلا سے نجات دیجیے مینے کہا کہ ایک دوپٹہ سفید لاؤ ہم دم کر دین تم لیجا کر اوسے اوڑھاؤ جو کیفیت ہوگی کھل جاے گی پھر اوسکی تدبیر بھی ہو جاے گی غرض وہ دوپٹہ لایا ہمنے دم کر دیا اوسے لیجا کر اوڑھایا اوس عورت پر ایک جن سوار تھا اوسکے حسن پر عاشق زار تھا وہ دوپٹہ جو ہین اوسے لیجا کر اوڑھایا وہ جن فوراً اوس عورت کو چھوڑ کر میرے سامنے آیا مین اوس وقت کوٹھری مین لیٹا تھا کیا دیکھتا ہون کہ ایک شخص سامنے کھڑا ہے اور سر اوسکا کوٹھری کی چھت مین اڑا ہے ایک پاؤن مین کتے کا منہ ہے اوس سے مجھے ڈراتا ہے مین کب ڈرتا تھا اوسے پامال جانتا تھا مینے دیکھتے ہی للکارا اور لاٹھی لیکر دوڑا وہ مردود بھاگا لیکن اب حضرت کے بحال کو خیال کرنا چاہیے کہ اودھر وہ جن آیا ادھر حضرت تشریف لاے اور فرمایا تمنے کچھ ڈر نہین کھایا مینے کہا نہین بعد اسکے فرمایا کہ مین بہت جلد آیا ہون اسی وجہ سے نہایت پیاسا ہون تھوڑی شکر لاؤ شربت بنا کر مجھے پلاؤ ہمنے جلدی سے شربت بنایا آپنے نوش فرمایا پھر رخصت ہوے تشریف لیگئے **کرامت ۲۰** ۔ حضرت کے منجھلے صاحبزادے قبلہ دوجہانی وکعبہ جاودانی حضرت مولوی شاہ محمد نورانی صاحب کا یہ مقال ہے چشم دیدہ حال ہے کہ امرسنگھ جو بہرائچ کے لوگون سے اور چہلہ دار تھے عجب بلا مین گرفتار تھے اونکے گھر مین برم راکس کا خلل تھا مدت سے

اوسکا عمل تھا تعویذ فلیتہ کام نکرتا تھا کسی طرح آرام نہوتا تھا آخرکار چکلہ دار نے اپنے
مصاحب میاں زین علی صاحب کو بندگی نگر کو آپکے پاس بھیجا اور عرض کیا کہ
اگر حضرت ازراہ خداوندی میرے غریب خانہ پر تشریف لائیں اور مجھے سرفراز
فرمائیں تو بیشک یہ بلا دفع ہوجاے ہمارے حضرت میں جہاں اللہ تعالی نے سب
کمال عطا فرمائے تھے وہاں یہ بھی کمال تھا کہ مروت واخلاق میں بھی شہرۂ آفاق تھے
کسیکی التجا کو رد نکرتے فورًا منظور فرماتے چنانچہ حافظ شمس الدین صاحب خوش نویس
فرماتے تھے کہ میں ایک مرتبہ مقبول بارگاہ یزدان مولانا شاہ عبد الرحمن صاحب
کی خدمت میں حاضر تھا آپنے مجھسے پوچھا کہ تمکو کسی سے بیعت کرنیکی نوبت آئی
ہے یا نہیں میں نے کہا دعوی مریدی تو نہیں کرتا ہوں مگر ایک بزرگ کامل کی خدمت
میں غلامی رکھتا ہوں فرمایا کہ کون بزرگ ہیں فرمایا ہر چند کہ مرشد کا نام مجھ
ناکام کی زبان پر نہ آتا تھا لیکن مجبور نہایت ادب لحاظ سے عرض کیا کہ حضرت
شاہنشاہ محبوبان بارگاہ الہ مولانا مقتدانا شاہ نجات اللہ صاحب صادق قادری
کہتے ہی ایک شخص وہاں بیٹھے تھے بولے حضرت شاہ نجات اللہ صاحب بڑے ولی کامل
اور درویش اہل دل تھے لیکن ایک یہ امر البتہ اونکی ذات میں خلاف تھا کہ غریب
وامیر سبکے یہاں جاتے تھے یہ سنکر مجھے بڑے زور وشور سے غضب آیا اور نہایت
غصے سے میں یہ کلام اپنی زبان پر لایا کہ او مردک اگر خدا بھی بندے کے یہاں جاوے
تو ہرگز اوسکی خدائی میں فرق نہ آوے مولانا صاحب میرا یہ کلام سنکر نہایت خوش
ہوئے اور میری طبیعت خوش کی اور تین مرتبہ فرمایا کہ شاباش شاباش شاباش غرضکہ
جب میاں زین علی صاحب آستانہ فیض کاشانہ پر آئے اور چکلہ دار کی طرف سے

یہ التجا لائے کہ اگر آپ از راہ قدردانی ہمارے گھر قدم رنجہ فرمائیں تو سب مقصد حاصل ہو جائیں
آپ نے فرمایا بہت اچھا پھر سامان سفر مہیا کر کے روانہ ہوئے آپ کا معمول تھا کہ جب گھر سے
کہیں باہر تشریف لے جاتے تو ازراہ تقویٰ کے پانی دریا کا نوش فرماتے تھے اور کسی کوئیں کا
پانی نہ پیتے تھے آپ کی پابندی تقویٰ اور طہارت کی یہ کیفیت تھی کہ آپ کے کوئیں پر
کوئی بے نمازی چڑھنے نہ پاتا تھا بلکہ کوئی ہو لی پاتا وہ بھی پانی بھرنے نہ پاتا تھا اسی لحاظ
سے خادم لوگ ٹھلیاں یا مشک پانی کی ساتھ رکھتے تھے جہاں دریا ملجاتا پانی بھر لیتے تھے
جب بحر پور سے ایک میل کو ٹھہرے وہاں ایک درخت پاکر کا عظیم الشان سایہ دار تھا اوسکے
نیچے پہونچے اور بہرائچ بھی وہاں سے قریب پانچ کوس کے تھے فرمایا کہ یہاں ٹھہر کر کچھ ناشتہ
کر لو تب آگے بڑھو لوگوں نے عرض کیا کہ یا حضرت پانی آپکے پینے کا ٹھلیوں میں
بالکل نہیں ہے اور نہ کوئی یہاں دریا ہے کہ جہاں سے لائیں اور حضور کو پلائیں فرمایا
کہ سب ٹھلیاں پانی سے بھری لبریز دھری ہیں عرض کیا یا حضرت ہم تو خالی لائے ہیں
اور ابھی دیکھتے بھی آئے ہیں آپ نے فرمایا پھر جا کر دیکھو کہ گھڑے پانی سے بھرے ہیں
یا ہم جو نہیں کہتے ہیں جو دیکھا تو فی الحقیقت گھڑے پانی سے لبریز دھرے ہیں سبحان اللہ
آپ کی ذات بابرکات میں عجب فیض کرامت تھا کہ جس وقت جس شے کا خیال آتا
فوراً ہو جاتا پھر لوگوں نے بخوشی تمام کھانا کھایا آپ نے بھی برائے نام کچھ تناول فرمایا
بعد اسکے وہاں سے روانہ ہوئے بہرائچ کو پہونچے چکلہ دار آگے قدمبوس ہوا بہت ہی اعزاز و
اکرام سے مکان پر لے گیا میاں زین علی صاحب نے پانی کی حکایت حضرت کی کرامت
چکلہ دار سے بیان کی تمام سرگذشت عیان کی جس وقت آپ نے چکلہ دار کے گھر میں قدم
رکھا دفعۃً مرض اسکا جو تھا رفو چکر ہو گیا آپ کو یہ بھی کمال اللہ تعالیٰ نے دیا تھا کہ نہ کوئی

تدبیر کیجاتی نہ تعویذ فلیتہ لکہتی جہان تشریف لیجاتی آپ کی برکت سے جن دیو بہوت سب کافور ہو جاتی مریض والی بخوبی صحت پاتی آپ کی ذات سراپا برکت ہو گئی تہی کسی تدبیر کی ضرورت نہ رہی تہی **کرامت ا ہم** - بالاتفاق یہ روایت ہی بڑی زور و شور کی حکایت ہی کہ ایک مرتبہ حاجی عبد العزیز مولوی امام بخش صاحب کے صاحبزادی ایام جوانی مین چیچک کا آزار ہوا آبلون کا سخت ا وبار ہوا یہان تک کہ زندگی سی یاس ہوا ہر شخص کو ہراس ہوا مولوی صاحب نی اوسی حالت مین حضرت کو یاد کیا کہ اگر آپ آجاتی تو یہ بیشک اچہی ہو جاتی اس خیال کا آنا تہا فوراً آپ کا پہونچنا تہا دیکہتی کیا ہین کہ میان عباد اللہ آپکے خادم کہڑاؤن اور عصا ہاتہ مین لیے ہوی چلی آتے ہین معلوم ہوا کہ آپ تشریف لاتی ہین ایک ساعت نہ گذری تہی کہ آپ میانہ پر سوار تشریف لای مولوی صاحب آپ کو دیکہتی ہی باغ باغ ہو کر مارے خوشی کی پہولی نہ سماے قدمبوس ہو کر مکان کے اندر جہان عبد العزیز تہی لی گئی اور آپ کی زیارت سے عبد العزیز کو مشرف کرایا اور اونکی علالت کا سب حال آپ سے عرض کیا مگر آپنی کچہ جواب نہ دیا مولوی صاحب کی والدہ بہی آپ کی مریدا ور خادمہ تہین اونہون نی بکری پالی تہی اوسکا ایک بچہ سامنی کہڑا تہا آپنی پوچہا یہ بکری کا بچہ کس کا ہی عرض کیا میرا ہے فرمایا ہمین دیجیے کہا حاضر ہی لیجیے بعد اسکے آپ رخصت ہوی اس پار بانس منڈی مین آکر مدار بخش کی مسجد مین قیام فرمایا برای نام آرام فرمایا اب آپکے تصرف کا حال سنیے کہ نصف شب گذری تہی مولوی صاحب کے گہر والی نہایت بقرار رنج و مصیبت مین گرفتار بیٹہی تہی کہ ایک مرتبہ وہی بکری کا بچہ آیا اور تین مرتبہ عبد العزیز کی چارپائی کی گرد پہرا اور ایک چیخ مار کر مر گیا اوسکا مرنا تہا عبد العزیز کا اچہا ہونا تہا لوگون

کو نہایت حیرت ہوئی کہ یا اللہ یہ کیا معاملہ ہوا عجیب و غریب سانحہ ہوا پھر صبح کو مولوی صاحب
حضرت کے پاس حاضر ہوئے اور سب کیفیت عرض کی آپ نے مسکرا کر فرمایا کہ اوس بچے کے
لینے سے ہماری یہی غرض تھی بعد اسکے مولوی صاحب کے دل میں یہ خیال آیا کہ اگر آپ
آج رہجاتے تو ہم غسل شفا بھی کرا دیتے یہ خیال کر کے اپنے دل سے جناب باری میں دعا
مانگی کہ یا اللہ تعالی اگر آج حضرت رہ جائیں تو مطلب ہمارے بر آئیں یہ دعا مانگ جب
آپ کے سامنے آئے آپ نے فرمایا کہ مولوی امام بخش کیا تم سے نہ کراتے تو ہم تمہارے
کہنے سے نہ رہ جاتے پھر اوس روز آپ کا وہیں قیام ہوا غسل کا اہتمام ہوا دوسرے روز
آپ رخصت ہوئے اپنے مکان پر تشریف لائے کرامت ۱۳ مولوی امام بخش صاحب
سے یہ بھی روایت ہے بڑی زور کی حکایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت کا لکھنؤ میں قیام
تھا آخر ماہ صیام تھا کہ اونتیسویں ۲۹ تاریخ عید الفطر کا ہلال ہوا ہر شخص کو سرور کمال ہوا
[illegible] بہت آئی بعد آپ نے نماز عشا اور ورد و وظائف سے فراغت پائی فرمایا
کہ مولوی امام بخش اسی وقت ہم گھر سے چلیں گے انشاء اللہ تعالی عید کی نماز مکان پر
پڑھیں گے مولوی صاحب نے عرض کیا یا حضرت ایام بارش کی طغیانی سے گومتی
بڑی زور شور سے بہتی ہے حاکم کی ممانعت سے کشتی رات کو نہیں چلتی ہے فرمایا کہ ہمکو
[illegible] ایسا معلوم ہے وہاں پانی بہت کم ہے اوسی راستے سے چلیں گے بہت
[illegible] پانی سے ہو پہنچیں گے اوسی وقت مولوی صاحب کو ساتھ لیکر چلے جب دریا کے
[illegible] بھی ہونے کی پہنچے مولوی صاحب سے فرمایا کہ جلد قدم اوٹھاؤ ہمارے پیچھے
آؤ اور کچھ خوف نہ کھاؤ دل میں ہراس نہ لاؤ پھر آپ نے جوتا اوتار دیا مولوی صاحب نے
لیکر اپنی بغل میں دبا لیا خدا کی قدرت سے آپ دریا کے اندر پانی کے اوپر جاتے تھے

مولوی صاحب آپکے پاے مبارک کو ٹخنی سے زیادہ پانی کی اندر نہ پاتی تہی اور آپ کے
تصرف سے مولوی صاحب بہی پیچہے پیچہے چلے آتے تہی ایک شخص بیچارہ پار کے رہنے والے
کسی ضرورت کو شہر گئے تہے دیر کو پلٹ کر آئے تہے کشتی کے لنگر ہو جانی سے بہت
گھبراے تہے جب سمجہا کہ یہ کوئی بزرگ کامل ہین اس پار سے بے کشتی اوس پار جاتی ہین
مین بہی انکی پیچہے چلا جاؤن مفت مین گہر پہنچ جاؤن یہ خیال کرکے جو ہین دریا مین
قدم رکہا آپنے فرمایا میان امام بخش راستہ دوہی آدمی کا ہے تیسرا آدمی اگر آوے
اور ڈوب جاوے تو ہم نہین جانتے ہین یہ سنکر اون بیچارے کی ہوش جاتی رہی جلدی
سے پہر آئے آپ پار اوتر ے رات ہی کو مکان پر پہونچے صبح کو نماز عید الفطر اپنی مسجد
مین پڑہی **کرامت ۴۳** — صاحبزادی والا تبار کرامت شعار فرماتی ہین کہ ایک
مرتبہ آپ قصبہ موہان مین حکیم فرزند علی خان کی یہان تشریف لیگئے تہی اوسی قصبہ
مین کوئی صاحب تہے کہ اونکی یہان ایک جن بڑا زبردست تہا جب کوئی عامل اوسکے
دفعیہ کو واسطے جاتا وہ جن اوسکی گردن پکڑکر چہت کی نیچے دبا تا صاحب خانہ نہایت
حیران رہتے کچہہ اوسکی تدبیر نہ کرسکتے جب حضرت کے تشریف آوری کی خبر پائی گویا
اونکی جان مین جان آئی حاضر ہوکر یہ عرض کیا یا حضرت ازراہ غریب نوازی میرے
غریب خانہ پر چلیے اپنے قدم شریف گہر مین رکہیے میرے گہر مین بہی برکت ہوجاویگی
پہر کوئی مصیبت میرے قریب نہ آوے گی اور جن کا حال متعلق
نہ کہا اور نہ اوسکی حرکات سے آپکو آگاہ کیا آپ اوسکے یہان تشریف
لے گئے تمام مکان مین قدم مبارک پہرے جب کوٹہے پر گئے اور وہان سے
پہرے تب ایک کتا آپکے ہمراہ ہوا اللہ اکبر یہ کتا وہی جن تہا جو ظالمون

کو پکڑ کر چھپت کے نیچے دبا تا تھا کسی کے قابو مین نہ آتا تھا مولوی امام بخش صاحب بھی آپکے
ہمراہ رکاب تھے وہ کتا مولوی صاحب کو سپرد ہوا ہر وقت ساتھ رہتا تھا عجب عجب چال اور حرکات
کرتا تھا آخرکار وہان سے لکھنؤ ہوتے ہوئے حضرت آپ تو اپنے مکان پر تشریف لائے اور اوس
کتے کو مولوی صاحب کے پاس چھوڑ آئے پھر تو اوسنے خوب تنگ کیا یہانتک کہ مولوی صاحب
نہایت عاجز آئے جب کہانا کہاتے وہ کتا دسترخوان پر آتا اور پیشاب کر دیتا جب باہر نکلتے
نالی مین گھس جاتا اور غلاظت مین آلودہ ہوکر باہر آتا اور اپنا بدن ہلاتا سر سے پاؤن
تک نجاست مین تر کر دیتا مولوی صاحب نہایت عاجز و مجبور ہوکر حضرت کے حضور مین حاضر ہوئے
آپ نے صورت دیکھتے ہی فرمایا اس کتے نے تمہین خوب ستایا پھر کتے کی طرف مخاطب ہوکر
فرمایا کہ جدہر تیرا جی چاہے چلا جا مگر خبردار ایسی حرکت کبھو کسی آدم زاد کو نہ ستائیو
آپکا یہ فرمانا تھا کہ فوراً دوڑ گیا غایب ہوگیا واللہ عالم کہان گیا کرامت ۱۳ مفتی غلام حضرت
صاحب گورکھپوری یہ بھی حضرت کے بڑے خادمون اور مریدون مین تھے عقیدت اور
ارادت مین اپنا ثانی نہ رکھتے تھے بیشتر لکھنؤ مین تفضل حسین خان نایب نواب سعادت علیخان
کے یہان نوکر تھے اور تفضل حسین خان کا یہ حال تھا کہ علم اور عقل مین اپنا ثانی نہ رکھتے تھے
دہریہ کر کے مشہور تھے ایک روز مفتی صاحب کے سامنے کہنے لگے کہ ہمنے سنا ہے کہ کرسی مین کوئی
شخص دعوی فقیری علی العموم کرتا ہے اکثر لوگون کا ہجوم رہتا ہے ہمنے ایسے فقیر بہت
دیکھے ہین لوگون کو دغا و فریب دیتے ہین مفتی صاحب کو اوسکا یہ کلام نافرجام سنکر
نہایت ملال ہوا رنج و غصہ سے برا حال ہوا لیکن بقول شخصے قہر درویش بر جان درویش
اپنے غصہ کو تاب نہ لائے اوسی وقت دوڑے ہوئے حضرت کے آستانہ پر آئے جب وقت
شب ہوا حضرت نے اپنے صاحبزادے والا تبار کرامت شعار حضرت متصرف بساط ربانی

مولانا شاہ محمد حمدانی صاحب سے فرمایا کہ کھانا لیجاؤ مفتی صاحب کو کھلاؤ آپکے جب ارشاد حضور کے کھانا لائے مفتی صاحب نے کھانا نہ کھایا اور یہ کلمہ سنایا کہ اگر حضرت ہمکو کھانا کھلائینگے تو البتہ ہم کھائینگے اور نہیں تو مجھے کہان چین و آرام ہے کھانا پینا حرام ہے صاحبزادے موصوف نے جاکر حضرت سے عرض کیا جو کچھ مولوی صاحب نے کہا تہا وہ کہدیا آپ باہر تشریف لائے اور فرمایا کھانا کیون نہین کہاتے ہو ناحق رنج و غم اوٹہاتے ہو عرض کیا کہ جب تک وہ دہریہ حضور کے سامنے دست بستہ نہ آئیگا یہ غلام کھانا نہ کھاویگا آپنے فرمایا کہ بہائی ہم فقیر ہین فقیری مین ہی لطف ہے کوئی عقیدت اور محبت کا دم بہرتا ہے کوئی رشک و حسد سے ناحق جلا مرتا ہے اپنا بیفائدہ ایمان کہوتا ہے فقیر کا کیا نقصان ہوتا ہے عرض کیا کہ حضور سچ فرماتے ہین لیکن وہ منکر کل صبح نادم ہوکر اگر آپکے قدم پر نہ لوٹا تو کچہ نہوا فرمایا کہ اپنی طبیعت کو شاد کرو خدا کو یاد کرو جب آپنے یہ ارشاد فرمایا مفتی صاحب خوش ہوگئے گویا اوسی وقت اپنا مطلب پاگئے صبح کو پہر دن چڑہے تفضل حسین خان آئے اور آپکے سامنے دست بستہ کہڑے ہوکر یہ حرف زبان پر لائے کہ یا حضرت تحیات کے معنی بتا دیجئے میری سمجہ مین نہین آتے ہین سمجہا دیجئے آپنے فرمایا کہ تمکو خود ہر علم مین کمال ہے تمہارے نزدیک کوئی کیا مال ہے تحیات کے معنی تم خوب جانتے ہو ہمسے کیا پوچہتے ہو عرض کیا جو معنی مین پوچہتا ہون کوئی نہین بتاتا ہے ہرگز مطلب سمجہ مین نہین آتا ہے آپنے فرمایا اوٹہو اندر حجرے کے چلو آج ہم تمہین معنے بتا دین خاطر خواہ سمجہا دین پہر آپ انکو اندر حجرے کے لیگئے واللہ عالم کیا معنے بتائے خان صاحب نہایت خوش حجرے سے باہر آئے اور کہتے تہے کہ جو کوئی حضرت صاحب کی ولایت کا منکر ہے وہ بیشک کافر ہے اوس وقت مفتی صاحب

کے سر در کو گیا کبھی خوشی سی پھولی نہ سماتی تھی بار بار خانصاحب کی طرف دیکھکر مسکراتی تھی
پھر خانصاحب رخصت ہوکر شہر کو روانہ ہوئی جب مکان پر پہونچی جو شخص پوچھتا تھا کہاں
گئی تھی کہتی تھی میری عقل جاتی رہی تھی کہ مجھی شریف لیگئی گیا تھا اوس روز سی اکثر اوقات
آتی تھی جب مہلت ملتی تھی قدمبوسی کر جاتی تھی ایک روز کا ذکر ہی کہ خانصاحب آئی
اور ایک فرد معافی قصبہ کرسی کی لائی اور آپکے حضور میں پیش کی آپنے فرمایا کہ کیا ہی
عرض کیا کہ یہ معافی آپکے خادموں اور مسافروں کا خرچ ہے اسمیں آپکا کیا خرچ ہے
آپنے فرمایا کہ جو عورت ایک خاوند کری اور پھر اوسی چھوڑ کر دوسرے کو پکڑے
اوسی لوگ ہرجائی کہتی ہیں ہرگز اوسکا اعتبار نہیں کرتے ہیں میں ایک خاوند کر چکا ہوں
بڑی زبردست کے دامن پکڑ چکا ہوں باقی جو شخص آتا ہی قسمت اپنی ساتھ لاتا ہی جسکو جو
خدا پہونچاتا ہی جب آپنے یہ فرمایا خانصاحب سے بجز سکوت کچھ نبن آیا مولوی
عبد الجلیل صاحب فرماتی ہیں کہ تفضل حسین خان کہتی تھی کہ مولوی مبین صاحب سے
پچاس عالم و فاضل کہ جسکا ثانی شہر میں نہیں ہی اگر میرے سامنی آئیں تو سوال و جواب
میں ہرگز مجھ سی پیش نہ پائیں مگر جب حضرت صاحب کے سامنی جاتا ہوں میری زبان
گونگی ہوجاتی ہی حیران ہوجاتا ہوں کرامت ۵۲ جناب مولوی عبد الجلیل صاحب
حضرت کی نواسی نقل کرتی ہیں کہ شیخ محمد حسن لکھنوی شیخ زادی جو نواب معتمد الدولہ کے
مصاحب تھی مجھ سی بیان کرتی تھی کہ ایک مرتبہ تفضل حسین خانصاحب حضرت صاحب کے
زیارت کے واسطے چلے میں بھی اونکی ہمراہ حضرت کی بارگاہ تک پہونچا خانصاحب اندر مسجد کے
گئی اور ہم باہر کھڑے رہی خانصاحب کے خوف و لحاظ سی میرے قدم آگے نہ بڑھے میںنے
اپنی جی میں کہا کہ خانصاحب سرکار نامدار کے نائب ہیں اور میں نائب کا مصاحب ہوں

اگر حضرت اس وقت مجھی بھی بلائین اور بخاطر پیش آئین اور کچھ مجھکو کھلائین تو مین
جانون درویش صاحب دل باکمال برگزیدہ درگاہ ذوالجلال ہین شیخ صاحب موصوف
کہتے ہین کہ جب یہی میرے دل مین یہ خیال آیا فوراً آپنے مجھکو طلب فرمایا جب مین حاضر
ہوا آپ اوٹھے اور بغل گیر ہوے اور نہایت عزت و توقیر فرمائی پھر میرا ہاتھ پکڑ کر اپنے
ساتھ حجرے مین لیگئے اور طاق پر چھوٹی پھولی کہجورین رکھین تھین وہ مجھکو کھلائین
اور فرمایا کہ فقیرون کا امتحان بُری بات ہے یہ کون بڑی کرامات ہے مین دست بستہ
قدمون پر گرا اور تقصیر معاف کرائی پھر اوس روز سے مجھکو کسی درویش کے امتحان
کی نوبت نہ آئی کرامت ۶۴ مولوی محمد حمید صاحب علماے فرنگی محل مین طاق تھے
بڑے شہرہ آفاق تھے مولوی صاحب کا معمول تھا کہ قبل مرید ہونیکے اکثر آپ کی خدمت
مین حاضر ہوتے تھے اور صدق دل سے ارادت و عقیدت رکھتے تھے پھر جس روز بہ نیت
بیعت آپ کی خدمت مین حاضر ہوے عرض کیا یا حضرت اب بیعتہ ہونے آیا ہون مگر
تین شرطین لایا ہون اول شرط یہ ہے کہ مرید ہونے کے بعد آپکا تصرف میرے
حال پر ایسا رہے کہ تا زندگی ہزار روپیہ کا مشاہرہ مع سواری پالکی مجھکو ملتا رہے
اور دوسری شرط یہ ہے کہ خداوند تعالی مجھکو کثیر الاولاد کرے اور کوئی اولاد میرے
سامنے نہ مرے تیسری شرط یہ ہے کہ آپ کی برکت سے خداوند تعالی مجھکو دوزخ سے بچا کے
اور بلا حساب جنت مین پہونچا دے آپنے فرمایا کہ انشاء اللہ تعالی ہزار روپیہ ماہواری
پاؤگے اور پالکی نشین بھی ہو جاؤگے اور خداوند تعالی تمہین کثیر الاولاد بھی کریگا
اور تمہارا کوئی فرزند تمہارے سامنے نہ مریگا مگر شرط تیسری موقوف باعمال ہے
آیندہ مالک خداوند ذوالجلال ہے جب آپنے یہ وعدے فرماے تب مولوی صاحب

مرید ہوی اور خلیفہ ہوکر لکھنؤ مین آئی اور آتی ہی اشتہار دیا اور بڑی کروفر سی اپنی
خلافت کا اظہار کیا اور بڑی بڑی لوگ معزز و ممتاز آپکے بیعت سی سرفراز ہوی
بعد اسکے خداوند تعالی نے آپ کو سرکار لکھنؤ مین ایسا اعزاز دیا کہ آپ نے بہت کچھ
پیدا کیا ہنوز ہزار روپیہ ماہوار کی نوبت نہ آئی اور نہ ابہی پالکی سواری کو پاہی مگر
خدائی حضرت کی تصرف کا شمہ دیکھا یا دروازے پر ہاتھی بندہا یا اس سرکار مین مذہب کا
اختلاف تہا نائب معتمد دولہ سی انحراف تہا کوئی مسئلہ پر تکرار ہوئی مولوی صاحب
کی طبیعت نہایت بیزار ہوئی اسی وجہ سی یہان کا رہنا پسند نہ آیا بیت اللہ شریف
کا عزم فرمایا جب حج کرکے پہر دکن حیدرآباد مین پہونچی وہان نواب نے بڑی
اعزاز و اکرام سی لیا پہر کہین جانی نہ دیا ہزار روپیہ ماہوار ہی مقرر کی اور پالکی
سواری کو دی جب خدائی وہان پہونچایا تب حضرت کا فرمانا ظہور مین آیا پہر خدا
کی عنایت سی اولاد کی کثرت ہوئی سب طرح کی عیش و عشرت ہوئی جب تک
مولوی صاحب زندہ رہی سب اولاد بہی سلامت رہی بخوبی راحت ہی باقی آپکے
مریدوں کی مفصل حالات اور آپکے تصرفات کی حکایات انشاء اللہ تعالی آپکے
خلافت کے ذکر مین چوتھے باب مین آئینگے ناظرین اوراق
بخوبی آگاہی پائینگے کرامت ۳۶ جناب بہائی

مولوی حاجی ہدایت اللہ صاحب نقل کرتی ہین کہ بہتیجی حضرت کے صاحبزادی اپنی جناب
ماموں صاحب قبلہ مولوی عبد الواحد صاحب سی سنا اقرار کرتی تہی کہ جب حضرت کی تصرف سی
میان حیدر شاہ علی شاہ کا زمانہ خوب موافق ہوا تو اونہون نے ایک مکان عالیشان طیار
کرایا اور ایک باغ بہی بہت عمدہ لگایا مگر یہ الیسی اون سی حرکت ہوا وقوع مین آئی

کہ کسی کا قبرستان کھدوا کر مکان یا باغ کی دیوار بنوالی قبرستان کے مالک ہر چند
مانع آئے مگر یہ کب مانتے تھے کسی کو کیا مال جانتے تھے آخر جن صاحب کا قبرستان تھا انہوں نے
ایسا زور پہنچایا کہ حکمنامہ شاہی وہاں کے چکلہ دار کے نام اس مضمون کا آیا کہ خیرات علی
کا مکان اور باغ ایسا کھدوا جائے کہ نام و نشان رہنے نہ پائے آخر چکلہ دار نے انکو بلا کر
مطلع کیا اور حکم دیا آپ لکھنؤ جائیے اور جس طور سے ممکن ہو سعی و کوشش کر کے اس
پروانہ کی منسوخی کا حکم پہنچائیے اگر دو چار روز کے عرصہ میں حکم منسوخی کا نہ آئے گا تو بیشک
آپکا مکان اور باغ کھد جائے گا بموجب فہمایش چکلہ دار کے اونہوں نے بہت کچھ زور
مارا لیکن کچھ بس نہ چلا آخر مجبور ہو کر حضرت کے حضور حاضر ہو کر عرض حال کیا آپ نے اول تو
کچھ جواب دیا دوسرے روز یہ ارشاد ہوا کہ تم چکلہ دار کے پاس جانا اور یہ کہدینا کہ
کہ پروانہ آگیا ہے عرض کیا کہ اگر وہ کہے کہ لاکر مجھے دکھاؤ فرمایا کہدینا کہ تیرے دیکھنے
کے لائق نہیں ہے یہ رخصت ہو کر اپنے مکان پر آئے اور جو کچھ حضرت نے فرمایا تھا چکلہ دار
کے سامنے وہی تقریر اپنی زبان پر لائے چکلہ داران کا یہ کلام سنکر آتش غضب سے
جل گیا اور اوسی وقت بیلداروں کو بلا کر یہ حکم قطعی دیا کہ آج آدھی رات کے بعد
پھاوڑے اور کدال لیکر آنا اور صبح تک سب مکان اور باغ کھود کر نیست و نابود کر دینا
اب حضرت کے تصرف کو دیکھیے کہ اوسی شب کو قضا و قدر نے عجیب رنگ دکھایا انقلاب زمانہ نے
اپنا نقشہ جمایا یعنی اوسی رات کو بادشاہ کا انتقال ہوا اہلکاروں کا برا حال ہوا سب
اپنی اپنی طرف بھاگے شاہ صاحب کو خدا نے بچایا حضرت کا تصرف بڑے کام آیا
کرامت ۴۳ بالاتفاق یہ روایت ہے پانی برسانے کی حکایت ہے کہ غازی الدین حیدر
بادشاہ کے وقت میں ایک مرتبہ پانی نہ برستا تھا ہر طرف سے شور العطش کا تھا فقرا

لوگ تدبیر سی عاجز آگئی تھی امرا و غربا سبھی گھبرائے تھی خیرات علی شاہ امیٹھی کے
رہنی والی جاری حضرت کے مرید ایک روز دیوان میوا رام کے یہان بیٹھی تھی دو چار
درویش اور بھی جمع تھی پانی نہ برسنے کے مذکور ہو رہی تھی انکی منہ سی بے ساختہ نکل گیا
کہ اگلی جمعہ کو پانی ضرور برسیگا یہ فقیر کہتا ہی خدا چاہی تو وہی ہوگا دیوان نے کہا کہ
اگر نہ برسی تو کیا ہو کہا میری ناک اور کان کاٹ لو پہر دیوان نے کہا کہ لکھکر دستخط کردو
فورا لکھ دیا دستخط بھی کردیا دیوان وہ کاغذ لیکر غازی الدین حیدر بادشاہ کے سامنے
گئی اور کہا خیرات علی شاہ نے یہ اقرارنامہ لکھا ہی جمعہ کے روز پانی برسنے پر
دستخط کیا ہی بادشاہ نے کہا کہ اگر پانی برسا تو شاہ صاحب کو انعام اور خلعت دونگا
اور نہین تو ناک و کان کٹوا کر بے حرمت کرونگا شاہ صاحب نے کہنے کو تو کہا مگر بہت
گھبرائے اپنی اس حرکت سے نہایت پچھتاتے جب ایک روز جمعہ کے بین باقی رہا
اور پانی برسنی کا کچھ سامان نظر نہ پڑا زیادہ تر گھبرائے دوڑی ہوئی کرسی شریف
مین آئی اور حضرت کے آستانہ فیض کاشانہ پر لوٹنی لگی گریہ وزاری کرنے لگے حضرت کے
چھوٹے صاحبزادے مقبول بارگاہ الٰہ حضرت مولوی محمد حبیب اللہ صاحب فرماتی ہین کہ ہم لوگ
جب نماز ظہر پڑھکر باہر آئی شاہ صاحب کا یہ حال دیکھکر بہت گھبرائے پہر شاہ صاحب
سی پوچھا کہ آپ کیون اس قدر بیقرار ہین حالت اضطرار مین گرفتار ہین اوٹھیے چلیے
جو کچھ حال ہو حضرت سی عرض کیجیے کہا جب حضرت صاحب مجھے خود ہی بلائینگی جب ہی ہم
اوٹھکر جائینگی پہر حضرت نے بلایا اور صورت دیکھتے ہی یہ فرمایا جیسا کہا ہی ویسا
کرتے کیون نہین ہو بیدون حکم خدا پانی برسا تو کیون نہین ہو شاہ صاحب
ہاتھ باندھکر گریہ وزاری عرض کیا کہ بیشک خطاوار ہون سزا ہی عنایت کا سزاوار ہون

لیکن حضور ہی کا غلام کہلاتا ہون ہر جگہ آپ ہی کا نام لیتا ہون آپنے فرمایا خیر اب
جاؤ اگر خدا چاہیگا تو آج ہی پانی برسیگا لیکن خبردار اب ایسی حرکت نکیجیو کبھی خدا کے
کارخانہ مین دخل نہ دیجیو شاہ صاحب یہ سنکر خوش ہوگئے اوسی وقت سوار ہوکر لکھنو چلے
اثنا راہ ہی مین تھے کہ یکایک ابر گھر آیا خدا کی خوب پانی برسا یا ستاب لات بہر گئے کہیت خشک
سیراب ہوگئے درخت پژمردہ شاداب ہوگئے شاہ صاحب نہایت خوشی سے لکھنو پہونچے دیوان سے
ملاقات کی اظہار اپنی کرامات کے بہر شاہ صاحب کے کمال کا کیا کہنا تہا ہر کوئی ولی کامل جانتا تہا
بادشاہ بہی نہایت خوش ہوے اور بہت انعام واکرام دیے

کرامت ٤٨ جناب بہائی حاجی ہدایت اللہ صاحب بہار ہم حضرت کے نواسے نقل کرتے ہین
کر مینے اپنے حضرت ماموں مولوی عبد الواحد صاحب کی زبانی یہ بہی سنا فرماتے تہے کہ خیرات علی
نے پہلے حضرت کے امتحان کیے پہر مرید ہوے چنانچہ ایک مرتبہ حضرت صاحب لکھنو مین تشریف
رکہتے تہے اور میان خیرات علی شاہ اس فکر مین رہتے تہے کہ جس وقت آپ یہان سے کرسی کو
چلین تو ہم آپکا امتحان کرین چنانچہ جس روز حضرت اپنے مکان کو چلے میان خیرات علی شاہ
دریا کے کنارے ہو اوسی پار جاکر جہسکے بیٹھ رہے جس وقت آپ کی سواری پل سے اوترکے
اوس پار پہونچی شاہ صاحب نے آپ کو آواز دی کہ یا حضرت یہ فقیر آپ کی قدمبوسی
کے واسطے آیا تہا مگر سامنے دریا طغیانی پر ہے کیونکر پار آؤن اور اگر پل پر جاؤن تو
بڑا پہیر کہاؤن آپ اونکا مطلب سمجھے اور فرمایا کہ اگر میری ملاقات کو آئے ہو تو اسی
دریا مین ہوکر چلے آؤ اور کچہ خوف نہ کہاؤ جب آپ نے یہ فرمایا تو اونہون نے دریا کے
اندر قدم بڑہایا مگر حضرت کے تصرف سے کہین ٹخنے سے زیادہ پانی نہ پایا آپکا یہ تصرف
دیکہکر اپنے تئین آپکے قدمون پر گرا دیا اسکے بعد مرید ہوے کرامت ٤٩ برادر صاحب

مشفقی جناب شیخ محمد تقی حضرت صاحب کے نواسے بیان کرتے ہین کہ مولوی محمد کامل صاحب
کرسوی ہمارے حضرت کے مرید نقل کرتے تھے کہ ایک شخص حضرت کے قریبون مین سے
نہایت آوارہ اور بدکردار تھے ایک عورت نابکار سے گرفتار تھے آپکو بظاہر اس امر کا
بڑا ملال تھا لیکن باطن مین کچھ نہین خیال تھا اگر ذرا بھی تصرف آپکا اونکے حال پر
ہوتا تو اوسکا دفع ہونا کیا محال تھا مولوی صاحب کہتے ہین کہ ایک روز اون
صاحب نے مجھسے فرمایا کہ اب مین اوس عورت مردار سے دست بردار ہون اوسکی
صورت سے بیزار ہون آپ میری سعی فرمائیے حضرت سے میرا قصور معاف کرائیے ایک روز
حضرت اندر سے باہر تشریف لائے املی کے درخت کے نیچے مسجد کے سامنے ٹہلنے لگے
مینے موقع پاکر عرض کیا کہ یا حضرت فلانے صاحب کا قصور معاف فرمائیے اب وہ اوس
عورت سے دست بردار ہین سب بُرے کامون سے بیزار ہین مولوی صاحب کا یہ کہنا تھا
کہ دفعتاً آپ کو جذب آگیا اور نہایت غصہ سے چہرۂ مبارک پر جلال پیدا ہوا اور مولوی صاحب
کے مونڈھے پر ہاتھ رکھکر فرمایا کہ دیکھ سامنے کیا نظر آتا ہے فقیر سے کیون مکر کرتا ہے
مولوی صاحب نہایت ڈر گئے گویا جیتے جی مر گئے نظر اوٹھاکر جو دیکھا تو معلوم ہوا
کہ نہ مسجد ہے اور نہ مکان ہے عجب خدا کی شان ہے کہ وہ صاحب اوسی عورت نابکار سے
ہمکنار ہین مولوی صاحب یکبہک نہایت شرمندہ ہوے اور حضرت کے قدمون پر گرے
پھر جب حضرت کا جلال کم ہوا فرمایا کہ بھائی وہ فقیر کیا جو حاضر و غائب کو برابر
نہ دیکھے اور مشرق و مغرب کی خبر نہ رکھے **کرامت ۳۰** مولوی امام بخش صاحب
نقل کرتے ہین کہ ایک مرتبہ حضرت لکھنؤ مین تشریف رکھتے تھے کسی شخص نے آپ کی
دعوت کی جس وقت کھانے کا آیا صاحب دعوت نے بلایا بہت لوگ آپ کے ہمراہ تھے

منجملہ مولوی منعم بخش اور ہم بہی ساتہ تہے اثنا ر راہ مین ایک گلی نہایت تنگ ملی
اوس گلی مین کسیکے یہان خدائی رات تہی لوگ اندر ہی گا رہے تہی بجا رہے تھے مولوی صاحب اپنے
دل مین کہنے لگے کہ ہمارے حضرت بہت پرہیز کرتے ہین گانا بجانا نہین سنتے ہین اب اس وقت
کیا کرینگے کیونکر نکلینگے مولوی صاحب کے دل مین اس خیال کا آنا تہا کہ دفعتاً ایک شخص
اون لوگون مین سے گر پڑا سامان خدائی رات کا درہم برہم ہوگیا سب لوگ اوسی شخص کی
طرف متوجہ ہوے گانا بجانا بہول گئے اس عرصہ مین آپ آگے بڑہے اور فرمایا کہ میان امام بخش
سنتے ہو جو شخص نہین سنتا ہے اوسے خدا نہین سنواتا سبحان اللہ عجب آپ مین کشف و کمال
تہا کہ جب کبہی کسی کے دل مین کچہ خیال آتا تو آپ فوراً آگاہ ہوجاتے اوسی وقت اوسکا جواب
دیتے **کرامت ۱۴۲** مولوی منعم بخش صاحب گیسی شریف کے رہنے والے آپکے مرید اور
خلیفہ بہی تہے نقل کرتے ہین کہ مین ایک روز شاہ چہرا صاحب کے پاس حاضر تہا ایک صاحب
لکہنو کے باشندے شاہ صاحب کے پاس آئے اور عرض کیا کہ یا حضرت محلہ پیر جلیل کے ہندو نامی ہیں بندہ بہی
اوسی محلہ کا باشندہ ہے عنقریب میرا بہی گہر کہد جاویگا پہر کہین رہنے کا ٹہکانا نہ ہوگا
امیدوار ہون کہ حضور ایسی دعا فرمائین کہ ہم سب غریبون کے گہر بچ جائین مولوی صاحب
فرماتے ہین کہ یہ سنکر شاہ صاحب نے مجہسے فرمایا کہ تم اوس محلہ پیر جلیل مین جاؤ وہان ایک
بہرہ درویش رندانہ کیش بظاہر صورت مجذوب بشکل وحدت مین مشغول رہتے ہین اون سے
ہمارا سلام کہنا اور یہ پیغام دینا کہ بس مولوی صاحب اوس محلہ مین گئے شاہ صاحب کو
تلاش کیا اوسی حیثیت مین پایا پہلے آپ سلام کیا پہر شاہ صاحب کا سلام و پیام کہا مجذوب شاہ
نے سنتے ہی تین مرتبہ یہ لفظ فرمایا کہ بس بس بس پہر تو یہ حال ہوا شاہ صاحب کا ظاہر
کمال ہوا کہ ہر در و دیوار سے یہی صدا نکلتی تہی کہ بس بس بس اوسی وقت حاکم کا بہی حکم
بہی پہونچا کہ بس کرو جاتک کہدا ہے وہین سے چہوڑ دو مولوی صاحب کہتے ہین کہ جب

یہ کرامت مجدد شاہ صاحب کی بچشم خود دیکھی تو اکثر اوقات اونکی خدمت میں حاضر ہوتا تھا ایک روز میں نے کہا کہ یا حضرت اب رخصت ہوتا ہوں اپنے پیر و مرشد کے یہان جاتا ہون فرمایا کہ اچھا جاو ہمارا بھی سلام کہنا لیکن ہم طرف تیں یہ کہدے چپ ہو رہے مولوی صاحب رخصت ہوکر دہلی پہونچے حضرت کی ملازمت سے مشرف ہوئے مجدد صاحب کا سلام کہنا بھول گئے آپ نے ارشاد فرمایا کہ کیوں نہیں کسیکا سلام و پیام پہونچاتے ہیں آپ تو خوب بھول جاتے ہیں مولوی صاحب نے عرض کیا کہ حضور پر سب روشن ہے بوجہ حسن ہمین ہی فلانے شاہ صاحب نے آپ کو سلام کہا تھا آپنے فرمایا کہ ہمارا بھی سلام اونکو پہونچانا اور یہ پیام کہنا کہ تمنے یہ کیسا چلن نکالا ہے جو خلاف شریعت قدم مارا ہے تہ بند باندھو شریعت پر قدم مارو مولوی صاحب کہتے ہین کہ جب مین لکھنو گیا شاہ صاحب سے ملاقات ہوئی پوچھا کہ ہمارا سلام اپنے مرشد سے کہا تھا کیا فرمایا کہا کہ آپ کو بھی سلام کہا ہے اور یہ فرمایا کہ تہ بند باندھے شریعت پر قدم مارے فرمایا کہ بھائی میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ ڈرتے ہین ایہ کہکر اوسی وقت تہ بند منگواکر باندہا سبحان اللہ تعالی کیا مرتبہ اور بزرگی ہمارے حضرت کو عطا فرمائی تھی کہ ایسے صاحب ولایت سے زبان و دل و جان سے اس قدر لحاظ و پاس کرتے تھے جیسا کچھ کہ اس روایت سے ظاہر و باہر ہوا کرامت ۳۵ نقل ہے کہ جب حضرت سید احمد صاحب شہید طریق فقر میں کامل و رشید بڑے زور و شور سے لکھنو میں تشریف لائے اور مولانا محمد اسمعیل شہید اور مولوی عبد الحی اور مرزا حسن علی محدث وغیرہم بڑے بڑے اکابر و ابرار مقبول بارگاہ کردگار ہمراہ رکاب تھے اور ان بزرگواروں کا یہ حال تھا کہ سید صاحب کی نعلین اپنی نعلوں میں دباکر پالکی کا پایہ پکڑکر آپ کے

سناتہ دورتے اور اپنا فخر سمجھتے تہے مختصر یہ ہے کہ سید صاحب کے یہان حلقۂ توجہ ہوا کرتا تہا جو
اوس حلقہ مین آتا تہا سید صاحب کی نظر توجہ سے بیخود ہوجاتا تہا اور اوس پر ایک کیفیت
وحالت طاری ہوجاتی تہی جب یہ خبر کرامت اثر سید صاحب کی گوش زد خلائق لکہنؤ ہوی
اکثر لوگ آتے تہے اور آپ کی فیض نظر سے بہرہ یاب ہوجاتے چنانچہ ہمارے حضرت کے خادمون
مین ایک شخص میر امید علی نام اون دنون شہر لکہنؤ مین قیام رکہتے تہے یہ بہی سید صاحب
کے اوصاف حمیدہ اور صفات پسندیدہ سنکر ملازمت کے واسطے گئے حسب اتفاق اوس وقت
لوگ حلقہ کئے بیٹہے تہے اور سید صاحب نظر توجہ کر رہے تہے جسکی طرف نظر توجہ کرتے تہے وہ
حالت ذوق شوق مین بیخود ہوجاتا تہا عجب کیفیت اور لطف پاتا تہا ہمارے سید صاحب
موصوف بہی باین نظر کہ اس نظر فیض اثر کی کیفیت دیکہنا چاہیے اوس حلقے مین حضرت
سید صاحب کے معمول انکی طرف بہی مشغول ہوے اور نظر ڈالی مگر کچہ اثر پذیر نہ ہوئی پہر ہر چند
چاہا کہ یہ شخص بیخود ہوجاے کسی طرح کی کیفیت اوٹہاے جب کوئی تدبیر اثر پذیر نہ ہوئی
تب ناچار ہوکر میر صاحب سے پوچہا کہ آپ کہان کے رہنے والے اور کون بزرگ کے دیکہنے والے
ہین کہا حضرت شہنشاہ محبوبان بارگاہ الہ مولانا شاہ نجات اللہ صاحب صادق قادری
کرسوی کے ادنی غلامون مین ہون یہی سبب ہے کہ آپ کی نظر توجہ مجہ پر اثر نہین کرتی
ہر چند کہ سید صاحب کو پیشتر سے ہمارے حضرت کی زیارت کی تمنا تہی جب یہ کیفیت اون خادم
کی دیکہی ایک سے سو حصہ زیادہ مشتاق ہوکر واسطے ملازمت کے آمادہ ہوئے پہر ایک روز
بڑے ذوق شوق سے کرسی شریف کو چلے تیس چالیس آدمی ہمراہ رکاب فیض انتساب
ہوے ازانجملہ مولانا محمد اسمعیل مولوی عبد الحی اور مرزا حسن علی محدث وغیرہم ہمراہ تہے
جب کرسی مین حضرت کے آستانہ فیض کاشانہ پر پہونچے آپ اوس وقت سے مکان کے اندر

تشریف رکھتے تھے اور طبیعت ناساز تھی جب آپ کو خبر پہونچی میانہ پر سوار ہو کر مسجد
مین تشریف لائے سید صاحب ملاقات کے واسطے آئے اور حضرت کو پانچ روپئے نذر دیئے
آپنے لیکر زانو کے نیچے رکہ لئے پہر جب بخوبی ملاقات ہو چکی فرمایا کہ آج یہیں قیام کیجئے
شب کو آرام کیجئے بعد اسکے جب صاحب رخصت ہوئے آپنے وہ روپئے حوالے کئے اور فرمایا
کہ مینے لیا اس نظر سے تہا جو نہ لیتا تم رنجیدہ خاطر ہوتے اور دیتا اس وجہ سے ہون کہ تم
صاحبزادے ہو سید صاحبنے وہ روپئے بہشتی اپنے ایک خادم کو دیئے اور فرمایا کہ یہ روپیہ تبرک کا
علحدہ رکہنا اونکو کسی کام مین صرف نہ کرنا پہر جب سید صاحب مسجد سے نیچے تشریف
لائے فرمایا کہ ہم بہت پہرے مگر آج ایک یہ بزرگ دیکھنے مین آئے سب کمالات ظاہری
اور باطنی آپ کی ذات مجمع صفات مین پائے سبحان اللہ و بحمدہ ہمارے حضرت کی ذات
بابرکات ایسی مجمع کمالات تہی کہ ایسے ایسے بزرگان دین صلاح اور ثنا خوان تہے اور زیارت
کی تمنا رکہتے تہے **کرامت ۳۴** طریقت و شریعت دستگاہ جناب حضرت مولوی محب اللہ
دام ظل اللہ تعالے نقل کرتے ہین کہ ایک مرتبہ حضرت کے یہان کسیکی شادی تہی آپنے لکہنو
بنسی دہر مہاجن کی معرفت کچہ زیور طیار کرایا تہا جب وہ بن چکا میر امید علی اپنے خادم
کو اوسکے لینے کے واسطے بہیجا چنانچہ میر صاحب موصوف وہ زیور لیکر رات کے وقت لکہنو
سے چلے پس بے وقت چلنے کے ایک اہیرن نے انکا پیچھا کیا تاک اور گہات ڈہونڈ رہا جب
نکل آئی ندی پر جو درمیان کرسی اور لکہنو کے بہتی ہے پہونچے اور میر صاحب اوسکے اندر
اوترے اہیرن نے موقع پاکر چاہا کہ ایک ضرب برچھی کی انکے سر پہ لگائے قریب تہا
کہ میر صاحب بیچارے کی جان جائے دفعتاً گر پڑا اور مر گیا میر صاحبنے جب یہ کیفیت
دیکھی خدا کا شکر ادا کیا پہر کرسی کا رستہ لیا صبح کو حضرت کے پاس پہونچے تو آپنے صورت

دیکھتے ہی یہ فرمایا کہ میر امید علی آج رات کو تمہیں خوب ڈرایا پھر جو سرگذشت تھی
میر صاحب نے لوگوں سے بیان کی اظہار آپ کے کشف و کرامات کی **کرامت ۵۴ نقل ہے**
کہ ایک مرتبہ ایک چور آپ کے مکان میں نقب لگا کر گھس آیا مگر کچھ اسباب نہ پایا ایک برتن میں
کتھا بھیگتا تھا اوسے پھینک کر چلا گیا ہماری حضرت کی قوم جنات سے بھی بہت لوگ مرید تھے
منجملہ ایک جن میاں غلام حسین تھے آپ نے اونکو مکان کی حفاظت کے واسطے مقرر کیا تھا اوس روز
خدا جانے کیا اون سے غفلت ہوئی جو چوری اس طرح کی حرکت کی صبح کو آپ نے غلام حسین کو بلایا
اور اونکی غفلت سے ناراض ہو کر عہدہ پاسبانی سے موقوف فرمایا پھر آپ نے اپنی کشف و
کرامات سے دریافت کر کے اوس چور کو بلوایا اور نہایت غصہ سے یہ فرمایا کیوں صاحب یہ
کیا شرارت ہے ہمارے گھر میں نقب دینا یہ کیسی بیجا حرکت ہے اوسنے کہا یا حضرت مجھ سے
قسم لیجیے اگر میری شرارت ثابت ہو جو چاہے سزا دیجیے اوسکا یہ کہنا تھا کہ آپ کے پاس
لوٹا پانی کا رکھا تھا اوسمیں سے تھوڑا پانی لیکر اوسکے بدن پر مارا جہاں کہیں وہ
پانی پڑا ابرا ابلہ پڑ گئے تمام جسم میں آگ لگ گئی واویلا کرتا ہوا آپ کے قدموں پر گرا
اور اپنے قصور کا اقرار کیا **کرامت ۵۵ نقل ہے** کہ جب لودی غلام حیدر صاحب ساکن
شیخ پور متصل فتح آباد ہماری حضرت کے پاس مرید ہونے کو آئے اور دو امر کی التجا لائے
ایک تو اونہیں اشتہا مطلق نہ تھی دو چار پیسے بھر کھانا کھاتے تھے منظور یہ تھا کہ اشتہا
خوب کھل جاوے پیٹ بھر کر کھانا کھائیں بدن میں طاقت آوے دوسری تمنا یہ
تھی کہ سرکار انگریزی میں بعہدہ جلیل القدر نوکر تھے منظور تھا کہ نوکری سے خود بخود
میرا دل برخاستہ ہو جاوے فکر دنیا میرے خیال میں نہ آوے جب آپ نے مرید کیا فوراً
یہ دونوں مطلب حاصل ہو گئے بھوک کا یہ حال تھا کہ جب کھانا کھا چکتے تھے اگر کوئی

دو سیر رکھدیتا بلا تامل کہا جاتی اور اگر کہانا تھوڑا ہوتا تو بھی بخوبی آسودہ ہو جاتے
تولدہی کا یہ حال ہوا کہ اوس فرسی پھر کبھی اوسکا خیال نہوا تہ بند باندہ کر فکر دنیا سی فارغ البال
ہوئی حضرت کی توجہ سی صاحب کمال ہوئی کرامت ۳۶ نقل ہی کہ حکیم فرزند علی خان
موہانی کی اولاد نہیں ہوتی تھی اکثر درویشوں اور بزرگوں کے پاس جاتی تھی مگر کہین
اپنی مراد نہ پاتی تھی جب ہمارے حضرت کے پاس آئی اور عرض کیا کہ یا حضرت آپ ایسی دعا
فرمائین کہ ہم سرسبز ہوکر اپنی مراد کا پہل پائین خدا ہمکو فرزند عطا فرمائی آپ کی برکت
سی ہماری امید برآئی آپنے فرمایا کہ جاؤ خدا تمھین اسی سال مین بیٹا عطا فرمائیگا
اوسکا نام محمد علی رکھنا ہرگز اسکے خلاف نہ کرنا پھر چند روز کے بعد بموجب ارشاد حضور
کے بخوبی ظہور مین آیا حکیم صاحب نے خدا کی فضل سی بیٹا پایا ہرچند کہ حکیم صاحب شیعہ مذہب
تھی لیکن ہمارے حضرت سی نہایت عقیدت رکھتی تھی جب محمد علی سن تمیز کو پہونچی اپنی باپ
کی طریقہ سی انکار اور مذہب اہل سنت وجماعت کا اختیار کیا کرامت ۳۷ عبد اللہ
حضرت کے بڑے صاحبزادے کے مرید نقل کرتی ہین کہ مین ایک مرتبہ حضرت کی زیارت کے
واسطے اپنے مکان سی چلا آتا تا راہ مین ایک مقام پر پہونچا وہان سی ایک شخص حضرت کی
زیارت کے مشتاق ہوکر میرے ہمراہ ہوئی جب حضرت کے مکان پر پہونچے بباعث تمازت
آفتاب اور حرارت سفر کے اوسکو تشنگی کا بہت غلبہ تہا لیکن حضرت کے لحاظ سی کچھ کہہ نہین سکتی تھی
آپنے فرمایا تمکو پیاس بہت معلوم ہوتی ہی کہتی کیون نہین ہو امین لحاظ اور پاس کا
کیا کام ہی شرم وحیا کا یہ کیا مقام ہی پھر آپنے پانی منگایا اور اوسکو پلوایا کرامت ۳۸
ایک معمار قوم ہنود ساکن بلیت گنج کا رہنے والا جو کہ دیوی شریف سی دو میل ہی نقل کرتا ہے
کہ ہم حضرت کا مکان بناتی تھی ایام برسات مین چار پانچ گھڑی دن رہی چھٹی لیکر اپنی

مکان کو چلی جاتی تھی اکثر اوقات یہ اتفاق ہوتا تھا کہ جب ہمنی قصد اپنی مکان کے جانیکا
کیا اور بڑی زور شور سی پانی اوٹھا ہمنی جاکر حضرت سے عرض کیا کہ یا حضرت ہماری جانیکا
وقت قریب آپہونچا ہی اور پانی بھی بڑی زور سی اوٹھا ہی آپ فرماتی تھی کہ تم جاؤ جبتک
اثنار راہ مین رہوگی پانی نہ برسی گا جب اپنی مکان کی چوکھٹ پر پاؤن رکھوگی برسنا شروع
ہوگا پھر ایسا ہی ہوتا تھا جبتک ہم اثنار راہ مین رہتی ایک قطرہ پانی کا نہ پڑتا جس وقت
اپنی مکان کی دہلیز پہ قدم رکھتی فوراً برسنا شروع ہوتا **کرامت ۴۹** حضرت کے چھوٹے
صاحبزادی مقبول بارگاہ الٰہ مولوی محمد حرزب اللہ صاحب نقل کرتے ہین کہ ایک مرتبہ حضرت
لکھنؤ مین تشریف رکھتی تھی مولوی قدوس صاحب بھی آپکے پاس موجود تھی کچھ لوگ مقام کھوٹی
کے رہنی والی آپکے حضور مین آئی اور عرض کیا یا حضرت عرصی سی پانی نہین برستا ہے
ہر شخص اسی فکر مین رہتا ہی زراعت خشک ہوئی جاتی ہی کوئی تدبیر پیش نہین آتی ہے
آپنے فرمایا کہ اچھا خدا چاہی گا تو اچھی طرح پانی برسی گا مولوی امام بخش صاحب بھی
آپکے پیچھی بیٹھی تھی مولوی قدوس صاحب نے انکی طرف اشارہ کرکے کہا کہ دیکھیی آپکے
پیر پانی برساتی ہین مولوی صاحب کا یہ کہنا تھا کہ خدا کی فضل وکرم سی ایک ٹکڑا ابر کا
نمودار ہوکر پانی برسنا شروع ہوا اس قدر پانی برسا کہ تمام کھیت اور تالاب سیراب ہوگئی
مولوی صاحب یہ تصرف دیکھکر حیرت مین آگئی **کرامت ۵۰** مولوی نوازش علی
صاحب بیان کرتی ہین کہ ایک مرتبہ مین لکھنؤ مین تھا جب تھان سی کرسی شریف کا
قصد کیا تو ایک لبادی کی واسطی ایک تھان چھینٹ کا مول لیا جب کرسی مین آیا
درزی کو قطع کرنی کی واسطی بلایا جب اوسنے حساب لگایا ایک گرہ کپڑا کم پایا کہا کہ اگر ایک گز
کپڑا اور ہوتا تو البتہ لبادہ ہو جاتی پھر تین چار درزیون کو بلایا سبنے یہی جواب سنایا

ہمارے حضرت کے گھر میں مستورات کو بھی کپڑے کی قطع و برید میں خوب دخل تھا سبھوں نے حساب لگایا ایک گز کپڑا کم پایا حسب اتفاق اوس وقت حضرت تشریف لائے اور مجھ سے فرمایا کہ یہ کیسا کپڑا ہے اور کیا حساب ہوتا ہے میں نے عرض کیا یا حضرت تھان چھینٹ کا لبادے کے واسطے لایا تھا ایک گز کم ہوتا ہے کسی طرح لبادہ نہیں ہوتا ہے آپ نے فرمایا کہ اگر ہمکو ایک ٹوپی کے لائق کپڑا دینے کا وعدہ کرو تو ابھی ایک لبادہ اور نکلوا کہ ہو جائے جو یہ فقیر کہتا ہے انشاء اللہ تعالے اوسمیں ہرگز فرق نہ آئے میں نے عرض کیا یا حضرت یہ سب کپڑا آپ ہی کا ہے جس قدر چاہیے لیجیے اور جتنا جی چاہے مجھے دیجیے آپ نے فرمایا اب تو حساب لگاؤ پھر جو حساب لگایا تو ایک ٹوپی اور نکلنے کا کپڑا زیادہ پایا سبحان اللہ کرامت اور تصرف اسکا نام ہے بڑے بزرگوں اور کاملوں کا یہ کام ہے کرامت اہم نقل ہے کہ ایکمرتبہ نواب سعادت علیخان کا لشکر کرسی شریف میں آیا قندہاری لوگ بھی ساتھ تھے عبدالباقی خان صاحب سے اور قندہاریوں نے کہا کہ پھر تینوں کو اللہ عالم کدہر سے جائیں چلو آج ہی حضرت کی زیارت کرآئیں خانصاحب نے کہا کہ حضرت بڑے عامل ہیں فن عمل میں بڑے کامل ہیں پھر جس وقت وہ سب لوگ آپ کے حضور میں آئے آپ نے صورت دیکھتے ہی فرمایا کہ کس بات سے میرے عامل ہونیکا گمان تمہارے دل میں آیا فقیروں کی نسبت یہ بیجا خیال ہے عمل و عملیات کیا بلا ہے جب آپ نے یہ کلمہ ارشاد فرمایا سب شرمندہ ہوئے اور اپنا قصور معاف کرایا کرامت ۱۲ پیشوائے مجتہدین مولانا محمد معین روشن چراغ دارالعلم و عمل فرنگی محل فرماتے ہیں کہ ایک بار ہم تینوں بھائی حضرت صاحب کی ملازمت کے واسطے چلے اور کئی طالب علم ہمارے ہمراہ تھے اونمیں سے ایک طالب علم کو مٹھائی سے بڑا شوق تھا اوسنے اپنے دل میں کہا کہ اگر حضرت ہمکو مٹھائی کھلائیں تو ہم جانیں کہ بڑے کامل ہیں ایک نے کہا اگر ہمکو مستجن کھلائیں تو ہم

جانین کہ بڑی اہل دل ہین ایک نے کہا کہ اگر حضرت اپنی لنگی ہمکو اوڑھائین تو ہم آپکے معتقد ہو جائین پھر جس وقت ہم لوگ پہونچے اور آپ کی زیارت سے مشرف ہوے آپنے تہوڑی مٹھائی اوس طالب علم کو عنایت فرمائی اور فرمایا کہ تمکو مٹھائی سے بڑا ذوق ہے اسے کہاؤ پھر تہوڑی دیر کے بعد دوسرے طالب علم سے فرمایا کہ منجن کی کیا حقیقت ہے لیکن دیہات مین اوسکے سامان کی بڑی دقت ہے پھر اسی طرح تیسرے طالب علم سے فرمایا کہ میان لنگی کیا مال ہے لیکن فقیر کے پاس ایک ہی لنگی فی الحال ہے اگر تمکو دیدون تو نماز مین تکلیف اوٹھاؤن جب طالب علمون کو آپ کی کشف و کرامات کی یہ کیفیت نظر آئی بہت محجوب ہوے اور سخت ندامت اوٹھائی **کرامت ۴۳** راقم اثم کی پھوپھی یعنی حضرت کی صاحبزادی بیان کرتی ہین کہ ایک روز ہم کئی لڑکیان اور لڑکے حضرت کے سامنے حاضر تھے ہم مین سے کسی نے عرض کیا کہ بابا صاحب ہمنے آج تک اشرفی نہین دیکھی کسی وقت مین آپکے پاؤن پر کسی چیز کا زخم لگا تھا اوسکا داغ بنا تھا یہ سنکر آپنے اپنا پاؤن پھیلا دیا ہم سب کو وہ داغ ہو بہو اشرفی کی صورت نظر آیا ہم دیکھکر حیرت مین آے آپ خوش ہوے اور مسکرائے **کرامت ۴۴** حضرت کے چھوٹے صاحبزادے حقیقت و معرفت آگاہ مولوی محمد حزب اللہ صاحب بیان فرماتے ہین کہ مینے اپنے اخ معظم برادر مکرم مقبول بارگاہ صمدانی حضرت مولانا شاہ محمد حسین صاحب سے سنا فرماتے تھے کہ ہمارے حضرت کے مریدون مین ایک شخص میان الٰہی بخش نام قوم کے نوربافت نواب گنج بارہ بنکی کے رہنے والے بہت سیدھے اور بھولے بھالے تھے ایک روز حضرت سے عرض کیا کہ یا حضرت کوئی شغل بتائیے کچھ پڑھنے کی اجازت فرمایئے آپنے فرمایا کہ لا الہ الا اللہ سے بہتر کوئی شغل نہین بجز نفع ضرر کو اسمین دخل نہین عرض

کیا کہ ترک حیوانات کرون یا یوہنین پڑہون فرمایا کہ ترک حیوانات نکرنا یوہیں پڑہنا پہر میان جی مذکور حضرت کے حضور سی رخصت ہوکے اپنی گہر پہونچے گہر پہونچتے ہی ترک حیوانات کرکے پڑہنی لگی ایک روز اونکی گہر مین گوشت پکا انکی کہانے مین بہی کسی طرح اوسکا اثر پہونچا موکل نے فوراً گلا دبایا قریب المرگ ہوگئی گہر والون کی ہوش و حواس اڑگئی میان کالی کندی گر کی بی بی مسمات تہتی یہ بہی حضرت کے مرید تہین انکا حال سنکر دوڑتی آئین اور کہا جلد حضرت کے پاس آدمی بہیجو اور اسکی اطلاع کرو الہٰبخش کی بی بی نی اوسی وقت حجام کو بلایا اور حضرت کی خدمت مین پیغام پہونچایا کہ الہٰبخش کا یہ حال ہی بدون توجہ حضور کے بچنا محال ہی غرضکہ وہ حجام نہایت تیز گام حضرت کے حضور مین پہونچا ہنوز اوسی سلام کرنی کی نوبت نہ آئی تہی کہ آپ نے یہ خوشخبری سنائی کہ الہٰبخش کو فرصت ہوگئی بخوبی صحت ہوگئی اب اون سی کہدینا کہ گالی کا گوشت کہایا کرین اور جس عمل کو جی چاہی پڑہا کرین جب وہ حجام آپ کا کلام فرحت التیام سنکر نواب گنج مین واپس آیا میان الہٰبخش کو بخوبی صحت مین پایا کرامت ۵۴ منشی عبدالمجید خوش نویس ہماری حضرت کے بہن کی نواسی جو ابتک زندہ اور موجود ہین خوش نویسی اور پیری مین انکا بڑا نام ہی ایک مدت سے شہر لکھنؤ مین قیام ہی اپنی مرید ہونی کی کیفیت بیان کرتی ہین حضرت کی کرامت عیان کرتی ہین کہ بارہ تیرہ برس کی عمر مین ایک روز میری والدہ ماجدہ نی مجہہ سی فرمایا کہ تو اس وقت حضرت کے پاس جا کر عرض کر کہ یا حضرت آج ہی مجہی مرید کیجئی اپنی غلامی مین لیجئی مجہہ سی یہ کہکر آپ اپنی گہر کی کہڑکی مین جو حضرت کی مسجد کے متصل تہی آکر کہڑی ہوئین اور مین حضرت صاحب کے پاس حاضر ہوا آپ مسجد مین تشریف رکہتی تہی اور

اور منشی امام علی جیکلہ دار آپکے پاس بیٹہی تہی کثرت آدمیون سی تمام مسجد بہری ہوئی تہی رعب کے
مارے مین کچہ عرض نہ کرسکا ایک گوشہ مین علیحدہ بیٹہہ گیا تہوڑی دیر کے بعد مین اوٹہا
کہ اس وقت حضرت سی کچہ کہہ سکون کا والدہ سی کوئی حیلہ کردونگا جیسے ہی میرے دل مین
یہ خیال آیا آپ میری طرف مخاطب ہوئے اور مجہی اپنی نزدیک بلا کر فرمایا کہ آج جاؤ کل
جمعہ کو ہم تمہین مرید کرینگے یہی اپنی والدہ سی کہدیجیو اور کوئی حیلہ نہ کیجیو مین یہ سنکر
بہت خوش ہوا اور اپنے مکان مین آیا والدہ صاحبہ کو اوسی جگہ کہڑی ہوئی پایا مجہی
دیکہکر پوچہا کہ تو نے کہا یا نہین مینی کہا کہ حضرت نے مجہی خود اپنی نزدیک بلا کر یہ ارشاد
فرمایا والدہ کو میرے کہنی کا ہرگز یقین نہ آیا اور کہا جس وقت حضرت یہان تشریف
لائینگے مین خود عرض کرونگی اور جو تو کہتا ہی یہ بہی پوچہونگی پہر اوسی روز
آپ بعد نماز عصر کے ہمارے گہر مین تشریف لائی مگر والدہ صاحبہ آپکے لحاظ اور
رعب سے کچہ عرض نکر سکین چپکی بیٹہی رہین پہر آپنے میری والدہ کی طرف مخاطب
ہوکر فرمایا کہ کل جمعہ کو ہم اسی مرید کرینگے اور یہی ہمنے اس سی بہی کہدیا تہا اسنے تمسی کہا
یا نہین عرض کیا ہان کہا تہا مگر مجہی باور نہوا تہا پہر دوسرے روز بعد نماز جمعہ کے
حضرت نے مجہی بلایا اور شرف بیعت سی مشرف فرمایا **کرامت ۶ ہم** منشی صاحب
موصوف بیان کرتی ہین کہ مین ایک روز نواب عنایت علیخان نواب آصف الدولہ کے
بہائی کی ملاقات کو گیا اونہون نے اپنا یہ قصہ مجہ سی نقل کیا کہ بہائی آصف الدولہ
کا معمول تہا کہ اکثر سیر وشکار کے واسطی جنگل کو جایا کرتی تہی ہاتہیون اور آدمیون
انکو کبہی مین آیا کرتی تہی ایک مرتبہ حسب دستور نواب صاحب کو واسطی سیر وشکار کے
ہمراہ اکثر عزیز واقربا دوست واحباب آپکے ساتہ ہوئے از انجملہ ہم اور نواب

سعادت علیخان بھی بہر سکاب تہی جب کرسی شریف مین پہونچی حضرت کی یہ شہرت
تہی کا جو امیر یا فقیر کرسی مین جاتا یہ کیا مجال تہی جو آپ کے آستانہ فیض کاشانہ
پر حاضر نہ ہوتا علاوہ بزرگی اور کمالات باطنی کے آپ مین اخلاق محمدی اس قدر
تہا کہ جو شخص آپ کی ملازمت لے واسطی جاتا دل اوسکا اوٹہنی کو ہرگز نہ چاہتا مین اوس روز
باعتقاد اور بغرض اپنی منقاد کی آپ کی ملازمت مین حاضر ہوا آپنے نہایت تپاک اور
اخلاق سی مجہی اپنی پاس بہٹایا اوس وقت مجہ کمبخت کے دل مین یہ خیال آیا کہ حضرت کا
اخلاق ایسا ہی کہ یہان سی اوٹہنی کو دل نہین چاہتا ہی اگر حضرت ہمارا ہاتہ پکڑ کر اوٹہا دیں
تو ہماری مطلب دلی بر آئین تخت سلطنت مجہی مل جاہی پہر سوا میرے اور کوئی نہ پاہی
یہی خیال کرکے عرض کی کہ یا حضرت میرا ہاتہ پکڑ کر اوٹہا دیجیے آپنے فرمایا نواب صاحب
بیٹہی رہیے کئی مرتبہ یہی عرض کیا کہ میرا ہاتہ پکڑ کر اوٹہا دیجیے آخر آپنے بموجب میرے
اصرار کے میرا ہاتہ پکڑ کر اوٹہا دیا اور یہ کلمہ فرمایا کہ آپ بہی بڑے عقلمند ہین جسکا ہاتہ
پکڑ کر فقیر اوٹہا ہی اوسی کون تخت سلطنت پر بٹہاہی مین یہ سنکر بہت گہبرایا پہر ہر چند
عرض کیا مگر آپنے کچہ نہ فرمایا مین بے شعور اپنی قسمت سی مجبور رہا پس رنجور حضرت
کے حضور سی رخصت ہوکر اپنی فرودگاہ پر آیا اور بہائی نواب سعادت علیخان سی
یہ سب کیفیت بیان کی وہ مرد نہایت ہوشیار کمال عقلمند اور صاحب اقبال تہی فوراً
حضرت کے حضور مین حاضر ہوکر نہایت ادب سے آداب بجالا کر دست بستہ سامنی کہڑی
ہوئی حضرت کے صاحبزادی والا تبار کرامت شعار مقبول بارگاہ ربانی مولانا شاہ محمد احمد
صاحب فرماتی ہین کہ جس وقت نواب سعادت علیخان حضرت کے حضور مین آئی اوس وقت
آپ مسجد کے چبوترہ پر جانماز پہ بیٹہی تہی جب آپنے نواب کو دیکہا فرمایا کہ آئیے نواب صاحب

تشریف لائے عرض کیا کہ اگر آپ ارشاد فرمائینگے تو ہم نواب کہلائینگے پھر آپ نے فرمایا میرے نزدیک آؤ کھڑے کیوں ہو بیٹھ جاؤ نواب نے موقع پاکر عرض کیا کہ اگر حضور ہمکو بٹھلائیں تو ہم بیٹھ جائیں آپ مسکرائے اور ہاتھ پکڑ کے بٹھلایا پھر اپنے نزدیک جانماز پر بلایا ادب سے جانماز کے کنارے بیٹھے جب حضرت نے بہت اصرار فرمایا تب یہ نصف زانو اپنے جانماز پر لائے پھر کئی مرتبہ آپ نے آگے بڑھنے کو فرمایا مگر اونہوں نے ادب و لحاظ سے آگے زانو نہ بڑھایا تب ناچار ہو کر آپنے یہ کلمہ فرمایا کہ ہم تو چاہتے تھے کہ کل ریاست تمہارے ہاتھ آئے مگر تمنے نصف زانو سے آگے نہ بڑہایا اب نصف ریاست تمہارے ہاتھ آئیگی اور نصف دوسرے جگہ جائیگی جب نواب نے یہ کیفیت سنی بہت پچتائے اور حسرت کی پھر اپنی جیب سے کچھ اشرفیاں نکالیں اور حضرت کے سامنے گذرانیں بعد اسکے جب نواب حضرت سے رخصت ہو کر اپنی قیام گاہ پر آئے سب دوست واحباب نے مجتمع ہو کر نذریں گذرانیں اور مبارکبادی کا شور مچائی اس خبر کا پرچہ بعینہ نواب آصف الدولہ کے ملاحظہ میں گذرا اون سے بلا کر استفسار کیا اونہوں نے اپنی لاعلمی کا اقرار کیا بعد اسکے جب نواب آصف الدولہ کا انتقال ہوا اس سلطنت کا عجب حال ہوا کہ چھ مہینے وزیر علیخان تخت نشین برائے نام رہا اور اس عرصہ میں نواب وزیر سعادت علیخان کا بنارس میں قیام رہا جب وزیر علیخان سے اکثر حرکات ناشایستہ وقوع میں آئے اور انتہا درجہ کو انحطاط عیش میں گرفتار ہوا تب یہ امر نواب آصف الدولہ کی بیگم کو جنکی باعث اسنے سلطنت پائی تھی بہت ناگوار ہوا پھر یہاں تک نوبت آئی کہ بیگم نے انگریزوں کو بلا کر یہ بات فرمائی کہ تم کسی تدبیر سے وزیر علیخان کو گرفتار کرو ہم سعادت علیخان کو بنارس سے بلائینگے اور تخت سلطنت پر بٹھائینگے اب دیکھیے؛

حضرت کا فرمانا ظہور مین آتا ہی انقلاب پیا نک جاتا ہی اگر وزیر علی خان قید
نہ کئی جاتی تو نواب سعادت علیخان ہرگز سلطنت نہ پاتی جب بیگم اور انگریزون سی صلاح
اور مشورہ ہو چکی تب انگریزون نی یہ چالاکی کی کہ نواب سعادت علیخان سی کہا کہ اگر ہم
تمکو سلطنت دلائین تو اودھ کے سلطین کیا پائین نواب نی کہا کہ اگر ایسا کیجیی تو نصف ملک
لیجیی کہا لکھکر مہر کر دیجیی نواب نی فوراً مہر کر دی تب انگریزون نی کہا کہ چلیی تخت پر بیٹھیی مختصر
یہ ہی کہ آخر کو وزیر علیخان گرفتار ہوی نواب سعادت علی خان نصف ملک پر قابض اور
برقرار ہوی جب خدا نی یہ تماشا دکھایا تب کرامت اولیا حق کا معاملہ وقوع مین
آیا کرامت ۴۴ ایک مرتبہ حکیم فرزند علیخان صاحب کی مکان مین چوری ہو گئی
انہون نی حاضر ہو کر حضرت سی عرض کیا آپ نی ایک رقعہ نواب سعادت علیخان کے نام
لکھ دیا اور فرمایا کہ یہ رقعہ لیجاؤ اور مولوی فضل عظیم خان کی معرفت نواب کی پاس
پہونچاؤ جس وقت مولوی صاحب نی رقعہ پیش کیا نواب نی پہلی وضو کیا پھر ہاتھ مین لیکر
بوسہ دیا اوس وقت حضرت کا یہ تصرف تھا کہ نواب کی بدن مین رعشہ پڑا تھا ہاتھ پاؤن
قابو مین نہ تھی بدشواری رقعہ کو پڑھا اور کوتوال شہر کو بلا کر حکم دیا کہ اسی وقت یہ چوری
منگا دو اور ابھی پہونچا دو چنانچہ اوسی وقت کوتوال نی بجنسہ مال منگا دیا اللہ اکبر
ایسی حاکم جلیل القدر کا اس تعظیم و تکریم سی پیش آنا اور بدن مین رعشہ پڑ جانا اور
بجنسہ چوری کا مل جانا بیشک یہ بڑی کرامات ہی ایسی امور خلاف معمول کاملین کی تصرف سی
وقوع مین آتا ہی خوارق عادات ہی کرامت ۴۵ حضرت اپنی گھر کے صحن مین
لیٹی تھی اور بہت سی لوگ سب کی پاس بیٹھی تھی ایک غول چڑیون کا جاتا تھا جو ایام سرما
وغیرہ گرما کی شروع فصل مین آیا کرتی ہین کبھی پچھم سی پورب اور کبھی پورب سی پچھم کو جایا کرتی

سب آپنے اونکی یہ بات تبسم فرماکر اون سے یہ کہا کیا علیحدہ علیحدہ چلی جاؤ کی ہماری
ملاقات کو نہ آؤ گی جیسے ہی آپنے یہ فرمایا وہ سب چڑیان آپکے سر کے برابر آئین اور
اور کئی مرتبہ طواف کرکے چلی گئین دیکھنے والے حیرت مین آئے خدا کی قدرت کا تماشا
دیکھکر گھبرائے کرامت ۴۵ راجہ موتی سنگہ جو نواب ... الدولہ کے مصاحب تھے اونکے
بیٹے گنجن سنگہ بیان کرتے ہین کہ مین حضرت کی خدمت بابرکت مین نہایت عقیدت اور
ارادت رکھتا تھا اور اکثر آپکی قدمبوسی مین حاضر رہتا تھا آپ کی برکت اور فیضان صحبت سے
مجھے اپنے مذہب باطلہ سے بالکل نفرت ہوگئی تھی ایک روز چند لوگ قوم ہنود سے جمع تھے اور
ہنومان کی تعریف کرنے لگے مینے کہا کہ اوس شیطان کی تعریف کیا کرتے ہو کیون بیہودہ
بکتے ہو اور بہت باتین ذلت اور حقارت کی اوسکی نسبت مینے بیان کین اوسی شب کو
جب مین سونے کو لیٹا وہ شیطان میرے سینے پر آکر چڑھ بیٹھا اور خوب زور سے
میرا گلا دبایا مین خوف کھاکر نہایت گھبرایا اور کہا چاہتا تھا کہ مین قصوروار ہون اور
تیرا تابعدار ہون دفعتاً کیا دیکھتا ہون کہ حضرت صاحب میرے سامنے کھڑے ہین
اور مجھسے یہ فرمارہے ہین کہ او گنجن سنگہ خوف نہ کھا نصر من اللہ لاحول پڑھ کر اوس مردود
کو مار مجرد فرمانے اس کلمے کے وہ شیطان ایسا بھاگا کہ پھر پیچھا پھر کر نہ دیکھا مجھے حضرت کے
تصرف نے اوس شیطان سے ایسا بچایا گویا گیا ہوا ایمان پھر آیا بعد اسکے مجھے حضرت
کی خدمت بابرکت مین ایک سال حاضری کی نوبت نہ آئی بدقسمتی سے حضرت
کی زیارت نہ پائی پھر جب مین آپکے حضور مین آیا آپنے میری صورت دیکھتے فرمایا
کہ اے گنجن سنگہ تم گھبرا نہ جایا کرو اپنے دل مین ایسا خیال نہ لایا کرو لیکن اوس
بات کو عرصہ بہت گذرا تھا اسوجہ سے وہ بات مجھے یاد نہ تھی اور ہرگز کچھ خیال مین

نہ آیا کہ حضرت نے یہ کیا فرمایا پھر ارشاد کیا کہ اگر اوس وقت ہم نہ پہونچتے تو تم اوس شیطان
سے کیونکر بچتے تب وہ کیفیت ہندوان کی شرارت مجھے یاد آئی میں یہ سنکر قدموں پر گر پڑا
پھر آپ نے مجھے اوٹھایا اور آپ حجرے کے اندر چلے اور مجھے بھی بلایا جب آپ حجرے کے اندر
تشریف لے گئے میں باہر کھڑکی کے پاس بیٹھ گیا پھر آپ ایک پیالہ شربت کا اندر سے لائے اور
مجھے عنایت فرمایا اور کہا کہ اسے پی جاؤ کسی طرح کا وسوسہ اپنے دل میں نہ لاؤ ہر چند
کہ مجھے دولت ایمان بیشتر سے حاصل ہو چکی تھی مگر آپ کی کوئی چیز پکی پکائی کہائی نہیں
تھی پیالہ میں نے اپنے ہاتھ میں لیا اور دل میں یہ خیال کیا کہ اگر اسے پیتا ہوں تو اپنے
مذہب سے جاتا ہوں اور اگر انکار کرتا ہوں تو بھی آپ کے عتاب میں گرفتار ہو کر خراب
ہوتا ہوں حضرت صاحب کا یہ دستور تھا کہ جو شخص قوم ہندو سے آپ کے پاس آتا اور
درخواست بیعت کی کرتا تو آپ اوسے پہلے دین میں لاتے اور کچھ کھانا اپنے گھر کا پکا اوسے
کہلاتے تب مرید کرتے تھے اور میں تو پہلے سے مسلمان ہو چکا تھا ایمان کا ذائقہ چکھ چکا تھا
فوراً پیالہ شربت کا پی لیا اور اپنے مقصد کو پہونچا حاصل کلام آخر کو گنجن سنگھ پکے
نمازی اور قرآن خوان ہوئے مگر ظاہر میں صورت اور وضع بگاڑے رہے پھر نیپال کے
پہاڑ پر چلے گئے اور وہیں قضا کی انا للہ وانا الیہ راجعون **کرامت ۵** نقل ہے
کہ ایک مرتبہ ایام برسات میں آپ کے چھوٹے بھائی حضرت شیخ امیر اللہ نور اللہ مرقدہ کے
صاحبزادے کی طبیعت نہایت علیل ہوئی اونکی والدہ ماجدہ نے علاج کے واسطے لکھنؤ لیجانے کا
قصد کیا مگر بارش نے جانے نہ دیا کئی روز سے متواتر پانی برستا تھا ایک دم کی مہلت نہ دیتا تھا
شدت عارضہ سے اونکی والدہ کو نہایت اضطرار تھا غم و رنج سے دل بیقرار تھا ایک روز
جاکر حضرت سے عرض کیا کہ یا اخی یہ کیفیت ہے لڑکے پر بیماری سے نہایت شدت ہے آپ

فرمایا کہ اچھا کل تم اونکو لیکر جانا پانی برسنے کا خوف نہ کرنا پھر دوسرے روز میانہ پر
سوار کر کے لے چلے جس وقت مکان سے باہر نکلے کچھ ترشح ہوتا تھا جب ایک کوس کے قریب
مقام امرینڈی تک پہنچے جب تک خوب شدت سے چاروں طرف پانی برستا تھا مگر خدا کی
قدرت سے ایک قطرہ میانہ پر نہ آتا تھا کرسی سے لکھنؤ تک یہ کیفیت تھی دیکھنے والوں کو
عجب حیرت تھی شہر لکھنؤ کے دوکان دار کہتے تھے کہ عجب قدرت خدا ہے چاروں طرف ہوا اور
پانی برستا ہے مگر میانہ پر ایک قطرہ نہیں گرتا ہے بیشک یہ کسی درویش کی دعا ہے سبحان اللہ
تصرف و کرامت اسکا نام ہے بڑے کامل شاہ اکمل کا یہ کام ہے کرامت ۱۵ سید بہادر علی موصوف
کے دوست مقام ابراہیم پور کے رہنے والے بیان کرتے ہیں کہ میاں شبیر علی صاحب
کی والدہ مجھ سے بیان کرتی تھیں کہ ایک دفعہ ہم حضرت کے مکان میں چند مستورات جمع
تھیں ادھر ادھر کے مذکورات ہو رہے تھے اتنے میں حضرت تشریف لائے اور ہمارے پاس
بیٹھ گئے میں نے کہا یا حضرت اس وقت دل یہ چاہتا ہے کہ تازی مٹھائی اور گرما گرم حلوا پوری
کھائیں آپ نے فرمایا کہ اس وقت کہاں سے لائیں جو تمہیں کھلائیں عرض کیا یا حضرت
نہایت جی چاہتا ہے اگر آپ چاہیں تو ابھی آتا ہے پھر آپ مسکرائے اور اپنے حجرے میں
جا کر ایک ساعت کے بعد تشریف لائے ایک ٹوکری بانس کی بنی ہوئی اوسمیں ایک طرف
مٹھائی تازی نہایت عمدہ اور دوسری جانب حلوا اور پوری رکھی ہوئی تھی عنایت
فرمایا اور کہا کہ لو اسے کھاؤ اب اگر کوئی کہے کہ وہ مٹھائی اور حلوا پوری عملیات کے
زور سے یا کسی موکل یا جن سے منگایا ہوگا تو یہ کہاں ان بزرگوں کی خلاف شان ہے
جو لوگ کہ صاحب نسبت اور با کمال ہیں اونکے نزدیک عمل عملیات کیا مال ہیں بیت
اولیا راہست قدرت از الہ تیر جستہ باز گرداند ز راہ کرامت ۱۶ جناب [illegible]

عبد الجلیل صاحب نے اسی حضرت کے نقل کرتے ہین کہ ایک مرتبہ کرسہامی اور سٹو سپاہی
چکلہ دار نے خاص کرسی شریف کے چودہری محمد امام کو کسی جرم مین گرفتار کرا دیا اور
وہ جرم ایسا تہا کہ لوگ اپنے اوسکے مواخذہ مین گردن مارنیکا حکم سنایا چودہری مذکور
نے اپنا خدمتگار فوراً حضرت کے حضور مین بہیجا اور کہا کہ بعد نیاز اور قدمبوسی عرض
کرنا کہ ہم تو کل صبح کو گردن مارے جاوینگے شاید آپکی زیارت اب مشرف پائین گے
آپ نے اوس آدمی سے فرمایا کہ جب چلو سے ہو تو ابہی پہونچا اور کہدینا کہ ہمارا دل تمہارے
دیکھنے کو بہت چاہتا ہے بے دن حکم خدا کون کسی مارتا ہے جس وقت خدمتگار نے پہونچکر
حضرت کا ارشاد سنایا چودہری صاحب کو قرار نہ آیا فوراً پابزنجیر اوٹھے اور دروازے
پر پہونچے کسی پہرہ والے نے یہ بہی نہ پوچھا کہ کون ہو کدہر سے آئے ہو کہان جاتے ہو جہان
یہ قید تھے اوس مکان کے قریب ایک نالہ بہتا تہا برسات کی وجہ سے بڑے زور شور پر
تہا یہ اوسمین کود پڑے وہ فوراً پایاب ہو گیا اب خدا کی قدرت دیکہیے کہ چودہری
صاحب نالہ سے نکلے راستہ بہول کر اوسی اپنے حریف کے دروازے پر پہونچے اوسے پکار کر
بلایا وہ آواز سنکر باہر آیا جب چودہری صاحب کو دیکہا او پہچانا تو نہایت خوشی سے
اپنے مکان کے اندر کوٹھی پر لیجا کر بٹھایا تین روز اوسکے یہان رہے چوتہے روز رخصت ہوکر
حضرت کے حضور مین آئے اور آپکے قدم مبارک اپنی آنکہون سے لگائے کرامت ۱۵
بدلو شاہ کرسی شریف کے تکیہ دار اس ناچیز گنہگار سے بیان کرتے ہین کہ ایک مرتبہ اس قصبہ
مین کسی کے یہان چوری ہو گئی تہی قصبہ مذکورہ کے پاسبانون اور چوکیدارون
نے مدارید فقیرون کو متہم کرکے بے قصور گرفتار کرا لیا مین یہ حال سنکر بہت گہبرایا
دوڑا ہوا حضرت کے پاس آیا جب حضرت کے مکان کے متصل پہونچا اتفاقاً چکلہ دار سے

دوچار ہوا اونہی مجہسی پوچہا کہان جاتے ہو حضرت صاحب کا مکان بہی جانتے ہو میں کہا
وہین جاتا ہون اسی ارادہ سی آتا ہون پہر جس وقت چکلہ دار مذکور آپکے حضور مین
آیا سلام کرکے سو روپیہ نقد اور ایک رومال بطور نذر آپکے سامنے لایا آپنے اوسے
لاکارا اور وہ رومال مع روپون کے اوسکے سامنے دے مارا اوسنے ہاتہ باندہ کر عرض
کی کہ یا حضرت مجہسی کیا قصور ہوا جو یہ ہدیہ میرا نامنظور ہوا آپنے فرمایا کہ تو نے ہمارے یہان
کے فقیرون کو گرفتار کرایا ہے روپیہ اور رومال لیکے ہمارے سامنے آیا ہے اوسنے
عرض کیا یا حضرت حال کو یہ بیجا حرکت ہے چوکیدارون کی شرارت ہے ابہی مین جاتا ہون
سب کو چہوڑ آتا ہون بدلو شاہ کہتے ہین کہ حضرت نے میری طرف مخاطب ہوکے فرمایا
کہ اب انکے چہوڑانے کی حاجت نہین خدا نے اپنے فضل سے سب کو چہوڑا دیا ہے پہر ایک فقیر
ابہی گہر آیا پہر جب حضرت سے رخصت ہو کر آیا تو سبہون کو اپنے اپنے گہرون مین پایا۔
کرامت نمبر ۵ سید عاشق علی حضرت کے صاحبزادے کی نواسی بیان کرتی ہین کہ بدا سہنا
مقام کہیولی کا رہنیوالا مجہ سی نقل کرتا تہا کہ مجہکو ایکبار میر امام علی کہیولی کے زمیندار نے
حضرت کے حضور مین کسی ضرورت کے واسطے بہیجا جس وقت مین آپکے دروازے پر پہونچا
آپنے اندر سے باہر قدم رنجہ فرمایا آپکی صورت دیکہتے ہی میرے دل مین یہ خیال
آیا کہ حضرت تو خوب فربہ اور طیار ہین مینے سلام کیا آپنے سلام کا جواب دیا اور فوراً
اندر واپس گئے پہر اپنے ہاتہ مین کہانا لیکر باہر آئے اور مجہے اپنے سامنے کہلایا جب مین
کہانے لگا تب آپنے یہ فرمایا کہ بہائی اللہ تعالے نے اس فقیر کو بہت کچہ دیا ہے
نعمات دین و دنیا سے مالا مال کیا ہے پہر یہ فقیر کیونکر نہ جسیم ہو جسکا علاج نہیا حکیم ہو
بدا کہتا ہے کہ یہ سنکر میرے بدن مین رعشہ پڑگیا کثرت ندامت سے گڑگیا جہپٹ کر

آپکے قدمون پر گرا پہر اوٹھکر حضرت کے گرد پہرا اور اپنا قصور معاف کرایا آپ نے
میری خطا سے درگزر کرکے تبسم فرمایا **کرامت ۵۵** راقم آثم کی جناب والدہ ماجدہ
مدظلہا نقل کرتی ہین کہ ایک مرتبہ حضرت نے کسی شخص کی دعوت بڑی طیاری سے
کی تہی مکان کے صحن مین کہانا پکتا تہا کہ دفعتہ ایک آندہی بڑی زور و شور سے اوٹہی
کہانا پکانے والی گہبرا کے دوڑتی ہوئی حضرت کے پاس آئی اور حال عرض کیا آپنے اوٹھکر
آندہی کی طرف دیکھکر یہ حکم دیا کہ ہمارے مکان مین نہ آنا اودہر اودہر سے نکل جانا
پہر وہ آندہی ایسے زور سے آئی کہ اوسے دیکھکر تمام خلقت گہبرائی مگر حضرت کے مکان
مین ہوا کا ایک جہونکا بہی نہ آیا جیسا آپنے کہا تہا ویسا ہی خدا نے دکہایا **کرامت ۵۶**
برادرم سراپا اعزاز و الکرم مولوی محمد نعیم بن مولانا ابو البقا محمد عبد الحکیم عالم و فاضل
بے بدل رونق افروز دار العلم فرنگی محل نقل کرتے ہین کہ مجہسے حضرت والد ماجد علیہ الرحمہ
فرماتے تہے کہ ایک مرتبہ ہم ردولی شریف کو حضرت شاہ احمد عبد الحق رحمۃ اللہ علیہ کے عرس شریف
مین گئے پلٹ کر کشتی شریف مین حضرت کی زیارت کے واسطے آئے ہمارے ساتہ ایک
ولایتی طالب علم تہا کسی درویش سے ارادت اور عقیدت نہ رکہتا تہا اوسنے کہا
کہ بسبب ایام گرما کے دہوپ شدت سے ہوتی ہے لو کثرت سے چلتی ہے آج ہی شب کو
جب کہانا کہا کے چلیے گا تو اوسی وقت حضرت سے رخصت ہو لیجیے گا تاکہ کچہ رات
رہے سے چلین ٹہنڈے ٹہنڈے مکان پر پہونچ جائین کہا کہ حضرت خود جب رخصت
کرتے ہین تب ہی جاتا ہون مین اپنی طرف سے حرف رخصت زبان پر نہین لاتا ہون
جب شب کو کہانے کا وقت آیا آپنے بلاکر سبہون کو کہلایا جب فراغت ہوئی
میری طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ آج کل دہوپ کی شدت ہوتی ہے گرمی بکثرت

ہوگئی ہے اگر دن چڑھے جاؤگے تو نہایت تکلیف اوٹھاؤگے ابھی وقت ہے رخصت ہو کر
سویرے سویرے کچھ رات ہی چلے جاؤ تا دھوپ اور گرمی کی تکلیف نہ اوٹھاؤ تب طالب علم
کی طرف اشارہ کر کے کہا دیکھو حضرت کیا فرماتی ہیں ذرا سمجھے جب آپ کا یہ کشف ظاہر ہوا
تب طالب علم حقیقت ولایت سے ماہر ہوا کرامت ۸ راوی ممدوح سے اس
دوسری روایت کا بیان ہے حضرت کی کشف و کرامت کا اعلان ہے کہ مجھ سے
حضرت والد ماجد علیہ الرحمۃ والغفران اپنی زبان فیض ترجمان سے بیان فرماتے تھے
کہ جب حضرت نے مجھے مشرف بہ بیعت فرمایا تو اوسی وقت خلعت خلافت کا بھی
مرحمت فرمایا جب میں رخصت ہو کر اپنے مکان پر آیا تو سارا حال اپنے پیر اور برادر
ابن العم مولوی محمد عبد الواحد کو کہہ سنایا آپ نے بڑی خوشی کی اور اپنے سلاسل کی
بھی مجھے اجازت دی اور اپنی بی بی صاحبہ و شیخ عبد اللہ اپنے بیٹے کو مجھ سے بیعت
کرنے کا حکم دیا اور مجھ سے فرمایا اب تم طریقہ بیعت جاری کرو پہلے اپنے بہاوج صاحبہ
کو مرید کر لو پھر عبد اللہ کو مرید کرو میں نے کہا ابھی کسی قدر کتب درسیہ باقی ہیں
جب تحصیل علم سے فراغ حاصل کرونگا تب یہ کام بھی بجا لاؤنگا ابھی حضرت
صاحب موجود ہیں بہاوج صاحبہ کسی شریف لیجائیں وہیں سے مشرف ہو جائیں
پھر جب دوبارہ میں حضرت کے حضور میں آیا آپ نے مجھ سے یہ فرمایا کہ میاں تمہاری یہ
کیا عادت ہے کہ جو شخص التجا کرتا ہے اوسے نامراد رکھتے ہو میں سمجھا کہ شاید آپ بیٹا ہونے
کو فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یا حضرت جو کوئی میرے پاس پہنچتا ہے اوسے میں پاس بٹھاتا ہوں
انکار نہیں کرتا ہوں آپ نے میرا ہاتھ اپنے دست مبارک میں لیکر خوب ہلایا اور فرمایا کہ
میاں ہم اوسے نہیں کہتے ہیں اسے کہتے ہیں تب میں سمجھا کہ جو بہاوج صاحبہ کے مرید

مرید کرنے سے مینے انکار کیا ہے اوسی کا اس وقت حضرت نے اظہار کیا ہے اسکی مفصل
حالات انشاء اللہ تعالی چوتھے باب مین آئینگی ناظرین اوراق واقف ہوجاینگے
کرامت ۵۷ راوی موصوف سے یہ تیسری روایت ہے حضرت کی نسبت
بڑے بڑے علما کی امتحان کرنے کی حکایت ہے فرماتے ہین کہ مینے اپنے حضرت والدماجد
پیر مرشد مولانا ابو البقا محمد عبد الحکیم قدس سرہ العزیز سے سنا فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ
ہمارے حضرت شہر لکھنؤ کے پوربی ٹولہ مین درگاہ پیر شاہ کی مکان پر تشریف رکھتے تھے
ایک روز شہر کے علماء دین ومفتین مولوی محمد معین اور انکے بھائی بیرادر مولوی
محمد صفدر صاحب نے آپسمین کہا کہ چلو آج حضرت کی زیارت کو چلین اور کچھ امتحان
بھی کرین پھر تجویز کر کے ایک صاحب نے فرمایا کہ ہمکو حلوا پوری کھلائین دوسرے صاحب نے
فرمایا کہ مجھکو شیرمال وکباب عنایت فرمائین یہ تجویز کر کے دونو صاحب آپ کے پاس
پہونچے خدا کی عنایت سے اوسی وقت ایک شخص حلوا پوری لیکر آیا دوسرا شخص
خدا جانے کہ وہ کون تھا شیرمال وکباب لایا آپ نے دونون صاحبون کو علیحدہ علیحدہ
عنایت فرمایا جنھون نے جو امتحان کیا تھا وہی پایا کرامت ۵۸ اس
چوتھی روایت کا بھی راوی ممدوح سے اعلان ہے حضرت شاہ مینا صاحب
قدس سرہ کی زیارت کا بیان ہے کہ حضرت والد ماجد فرماتے تھے کہ ایک ہندو
اوسی پوربی ٹولہ کا رہنے والا مجھ سے کہتا تھا کہ ایک مرتبہ حضرت میرے مکان
پر فروکش تھے ایک شب کو جب وقت تہجد کا آیا مینے پانی لیکر آپ کو وضو کرایا
اوس وقت کچھ ذکر حضرت شاہ مینا صاحب کا بھی آیا آپ نے ارشاد فرمایا کہ کیا
شاہ صاحب کی زیارت کو تمہارا جی چاہتا ہے مینے کہا نہایت تمنا ہے فرمایا کہ

اسی وقت جاؤ اپنی مزار کی سرہانی بیٹھی ہین زیارت کر آؤ مینے عرض کیا کہ پہاٹک تمہارا راہ
مزار کی اس وقت سب بند ہونگی فرمایا تمہین اس بات سے کیا کام ہے جاؤ زیارت
کر آؤ مین اوسی وقت گیا فی الحقیقت سب پہاٹک کہلے پایے اور جب طور سینے پہنچے فرمایا تہا
حضرت شاہ مینا صاحب اوسی طرح اپنی مزار کے سرہانی بیٹھی نظر آیے مینے اوس وقت
حضرت شاہ صاحب کی زیارت سے بڑا حظ اوٹہایا اور خوشی خوشی اپنے گہر واپس آیا
کرامت ۵۹ بالاتفاق یہ روایت ہے شب قدر و کہانی کی حکایت ہے ایک روز
آپنے یہ کلمہ باعلان فرمایا کہ جس قدر سنن پیغمبر خدا حضرت محمد مصطفی علیہ التحیۃ والثنا
کی مجہی معلوم ہوئی مین بجا لایا اور جناب کبریا مین یہ بہی عرض کیا کہ مجہی عمر بہی موافق
عمر حضرت کے دیجیو یہ بہی سنت عنایت کیجیو چنانچہ دعا میری قبول ہوئی آپ کے
اتباع سنت کا یہ حال تہا کہ سرامد علماء دین متین مولانا محمد معین ایک روز ارشاد
کرتی تہی کہ ہم ایک مرتبہ کسی مین حضرت کے پاس تہی دو تین روز برابر دیکہتی تہی
دیکہا کہ حضرت بعد نماز عصر کے پہلی اپنے بہائی کے گہر جاتی ہین پہر اپنی بہن کی یہان
آتی ہین ہمنے اپنے دل مین کہا کہ حضرت یہ کیا کرتی ہین ہم سب لوگ آپ کے اشتیاق
مین بیٹہی رہتی ہین اور آپ بے وقت اوٹہکر چلے جاتے ہین اور یہ بہی دیکہا کہ آپ
دوہری ٹوپی سے نماز پڑہتی تہی عمامہ سر پر کمتر رکہتی تہی پہر ایک روز ہمنے ایک کتاب
معتبر اور صحیح خبر مین دیکہا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تہا کہ آپ
بعد نماز عصر کے اپنے عزا و اقربا کے گہر جاتی جو کام اونکا مثل خرید و فروخت کے
ہوتا اوسکو کر آتی اور یہ بہی دیکہا آپکے سر پر دوہری ٹوپی ہوتی تہی اوسی عمامہ کی
ضرورت نہین رہتی تہی تب ہمنے معلوم کیا کہ اسی سبب آپ دوہری سنت کے واسطے حضرت

بھی اپنی عزیز و اقارب کے یہاں جاتی تھیں اور یہی باعث تھا کہ عمامہ کے بدلے دوہرے
ٹوپی بھی نماز پڑھتے تھے غرض کہ جب آپ کے والدہ ماجدہ نے سنا کہ میرے فرزند ارجمند نے
عمر بہت کم پائی تو اسکا رنج و غم نہایت اوٹھایا اسی حزن و ملال میں ایک روز یہ خیال
آیا کہ جو کوئی تجلی شب قدر کی دیکھتا ہے اوس وقت جو مانگتا ہے وہی پاتا ہے اگر مجھی
کیفیت شب قدر نظر آئی تو یقین ہے کہ اوس وقت کی دعا میرے فرزند کی عمر بڑھا دیگی
اور یہ بھی خوب جانتی تھیں کہ میرا فرزند دلبند صاحب کرامات اور مستجاب الدعوات
بھی ہے یہی خیال کرکے ایک روز فرمایا کہ اے بیٹا مجھکو تجلی شب قدر کی زیارت کرادو نہایت
تمنا ہے جلدی دکھادو آپ نے سنکر کچھ جواب نہ دیا جب والدہ ماجدہ نے بہت مبالغہ کیا
تب فرمایا کہ آج شب کو با وضو سوئیگا اگر خدا نے چاہا تو شب قدر کی زیارت
پائیگا پھر شب کو جب سوئیں تو زیارت شب قدر سے مشرف ہوئیں مگر مقدرسے تعداد
عمر کا حرف زبان پر نہ آیا حالت اضطرار اور عجلت میں فقط اسی قدر فرمایا کہ میری
فرزند ارجمند کی عمر بڑھی ہو اب یکھیے کہ حضرت کا معمول تھا کہ ہر روز صبح کو جب
نماز اور وظائف سے فراغت پاتے تو سلام کرنے والدہ صاحبہ کے خدمت میں
آتے اوس روز جب آپ اپنے قدم گھر میں لاے مسکراتی ہوئی والدہ شریفہ کے
سامنے آئے فرمایا کہ آپ نے شب قدر دیکھی اگر ہزار برس کی عمر کے واسطے دعا کرتیں
تو قبول ہوتی لیکن جب مینے آپکے قدر دیکھنے کے واسطے دعا کی تھی تو یہ بھی
عرض کردیا تھا کہ حرف تعداد زبان پر نہ آے جسمیں عمر میری بہت زیادہ نہ
بڑھ جاے خدا نے میری دعا بھی قبول فرمائی اور آپ کی امید بھی بر آئی پھر آپ نے
نواسی برس چھ مہینے کی عمر پائی کرامت ۱۴ قبلۃ المحققین کعبۃ المدققین جناب

بیان کی امام المتقین صاحب فرماتی ہین کہ منشی مہندو لال ہمارے حضرت کے مرید ایک شخص
کہتی تہی کہ ہمنی اپنے حضرت کی بہت کمالات اور خوارق عادات دیکہی ہین ازانجملہ
ایک یہ ہی کہ مین ایک بازاری پر عاشق زار تہا اوسکے حسن لفریب کے دام مین
گرفتار تہا حسب اتفاق نواب جعفر علی خان پسر نواب سعادت علی خان نی اوسی
اپنی گہر مین ڈال کر نکاح کرلیا پہر باہر نکلنی نہ دیا مین یہ خبر سنکر اوسکے اندوہ
فراق مین بیقرار رہتا ہر دم آہ و زاری سی ہمکنار تہا جان میری زندگی سی عاری
تہی عجب حالت دل پر طاری تہی کہانی کے عوض لخت دل کہاتا تہا پانی کی جگہ
خون جگر پیتا تہا صبر و تحمل کا نام نہ تہا شرم و حیا سی کام نہ تہا اسی حالت بیقراری
و گریہ و زاری مین مینی سنا کہ حضرت آئی ہین کسی ضرورت کو شہر مین تشریف
لائی ہین مین فوراً حاضر ہوا اور ضبط نکر سکا عرض کیا کہ یا حضرت اب تو
یہ حال ہی صبر کرنا محال ہی آپنی فرمایا کہ اچہا اپنی گہر جاو مگر خبردار نگاہ بد سی
ندیکہنا اور کچہ خیال فاسد اپنی دل مین نہ لانا جب آپنی یہ ارشاد فرمایا مینی اپنی
گہر کی جانب قدم بڑہایا لیکن اپنی دل مین یہ خیال کرتا تہا کہ وہ تو نواب کے
گہر مین ہی کیونکر آئیگی حضرت کی توجہ کیا رنگ لاتی ہی اسی خیال مین جب
اپنی مکان پر آیا فوراً آدمی اوس طوائف کا یہ پیغام لایا چلو تمکو بی بی نی بلایا یا
بہت جلد طلب فرمایا ہی مینی پوچہا کہاں آئی ہین کہا گہر مین تشریف لائی ہین
مین یہ خبر سنکر باغ باغ ہو گیا خوشی سی پہولا نہ سماتا تہا مژدہ وصل سی غنچۂ دل
مثل گل کہلا جاتا تہا جب اس خوشی اور فرحت سی اوسکے پاس جانی کی نوبت آئی
تب اپنی دل مین کچہ محبت اوسکی نہ پائی پہر تہوڑی دیر کے بعد چلا آیا خدا نی حضرت کے

تصرف سے کیا مجھے بچایا کرامت ۶۱ جناب جھلے چچا صاحب قبلہ و جہانی و
کعبہ جاودانی مولوی حضرت شاہ محمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم ہنگام
جوانی میں ملازم زمرۂ سواران سلطانی تھے ایک روز مولوی جمیل الدین صاحب
ہمارا گھوڑا مانگ کر اپنے چیلہ کی برات میں مہمان کو لے گئے جب وہ گھوڑا وہاں سے
پھر کر آیا تو تھوڑے اوسکے پاؤں میں لنگ پایا ہر چند دوا علاج کیا مگر لنگ نہ گیا جب ہم
تنخواہ لینے کچہری سلطانی میں جاتے شاہی اہلکار تکرار کرتے تھے ایک روز حضرت صاحب نے
ہم سے فرمایا کہ جب تنخواہ لایا کرو تو اوسمیں سے دو روپیہ ہمکو دیا کرو پھر جب تم تنخواہ
لینے جایا کروگے تو اوس وقت تمہارا گھوڑا لنگ نہ کریگا کوئی کچھ نہ کہیگا ہم نے کہا
بہت اچھا اوس روز سے یہ معمول تھا کہ جب ہم تنخواہ لینے کچہری میں جاتا اہلکار لوگ
تکرار سے گھوڑا اوڑا آتے تھے مگر خدا کی عنایت سے نام کو بھی لنگ نہ پاتے تھے
جب ہم تنخواہ لیکر کچہری سے باہر آتا تھا پھر گھوڑا بدستور لنگڑا ہو جاتا تھا اوس روز
سے جب ہم تنخواہ پاتے تھے سب روپیہ لاکر آپکے سامنے رکھ دیتے تھے آپ اوسمیں سے
دو روپے لیتے تھے باقی واپس کر دیتے تھے جب تک اوس گھوڑے نے زندگی پائی
حضرت کے تصرف کی یہی کیفیت دیکھنے میں آئی کرامت ۶۲ حضرت کے صاحبزادے
قبلہ و کعبہ بر حق حضرت مولوی عبد الحق صاحب فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرت صاحب
عشا کی نماز پڑھ کر اپنے حجرے کے اندر جا چکے تھے کہ مولوی عبد السلام آپکے مرید
کروہی کہ سی شریف کے رہنے والے تھے اوسی وقت لکھنؤ سے آئے تھے حضرت نے
حجرے کے اندر سے آواز بلند پکار کر فرمایا کہ میاں عبد السلام اچھے آپ بڑی
بڑی دور سے پہنچنے لگے اگر ہم سے کہتے تو کیا ہم دعا نہ کرتے مولوی صاحب نے عرض

کیا کہ حضرت پر سب روشن اور ہویدا ہی آپ سے کچھ نہین پوشیدہ ہی بہر حال خطاوار
ہون آپکا خادم اور فرمان بردار ہون صاحبزادی ممدوح فرماتی ہین کہ ہماری
خیال مین یہ کچھ نہ آیا کہ حضرت صاحب نے ارشاد کیا اور مولوی صاحب نے کیا جواب
دیا جب یہ راز و نیاز ہوچکی مولوی صاحب مجھ سی اپنی گھر چلے تب مینی پوچھا کہ یہ
کیا بات ہے کہا بھائی صاحب حضرت کی عجب کشف و کرامات ہی آپ سے کسی ان کا چھپنا
محال ہی اگر کوئی چھپاوی کیا مجال ہی آج مین لکھنؤ سی آتا تھا اثنار راہ مین مینی اپنی
ایک غرض کے واسطے حضرت پیران پیر کی طرف رجوع کر کے کہا کہ یا حضرت آپ
میرے مطلب کے واسطے خدا سی دعا کیجیے اگر میرا مطلب ہو جاوی گا تو سوا روپیہ کی
شیرینی لاؤن گا اور آپکے فاتحہ دلاؤن گا تو اس وقت مجھ سی حضرت وہی
فرمانے لگے کہ اب تو تم بڑی بڑی دور پہونچنے لگے اگر ہم سے کہتی تو کیا ہم دعا نہ کرتی
کرامت ۷۲ حضرت کے منجھلے صاحبزادی قبلہ دو جہانی و کعبہ دو جہانی حضرت
شاہ مولوی محمد نورانی صاحب بیان کرتے ہین کہ ہماری حضرت کے حقیقی بھتیجی حضرت
شیخ عبد الغنی صاحب کی برات مقام بارہ بنکی کو گئی تھی آپ بھی اوس برات
مین گئے تھی جب وہان سی مراجعت کی تو تھوڑی دیر اثنا ہ راہ مین آرام و راحت
کی ایک مرتبہ آپنے دفعتہً اپنے کہارون سی فرمایا کہ ہمارا میانہ اوٹھاؤ اور
ہمین جلدی ہماری مکان پہ پہونچاؤ اور ہم لوگون سی مخاطب ہو کے فرمایا کہ
ہم تو جاتی ہین اب تم جاؤ اور تمہارا کام جانے یہ فرماکر آپ روانہ ہوے
بہت جلد داخل خانۂ فیض کاشانہ ہوئی ہم سبھون نے کہا کہ یہ کیا حضرت نے
فرمایا ہماری خیال مین کچھ نہیں آیا پھر جب ہم وہان سی اوٹھی اور تھوڑی دور

پہونچے کہ ایک مرتبہ بڑی زور وشور سی پانی اوٹھا اور برسنا شروع ہوا نہایت تکلیف
اور مصیبت اوٹھاتی مکان پر پہونچے تب سمجھے کہ یہی مضمون تہا جو حضرتؒ نے فرمایا تہا ـ
کرامت ۶۴ ہماری حضرتؒ کے خویش شیخ نور محمد سلمہ اللہ الاحد قصبہ سترکھ کے
قاضی زادی اینٹھی کے مخدوم صاحبؒ کے نواسی انکی خاندان مین کئی پشتون سی
یہ دستور چلا آتا تہا کہ جب کوئی شخص خواہ مرد ہو یا عورت پچاس برس کی عمر
سی تجاوز کرتا تو بہت جلد نابینا ہو جاتا ایک روز شیخ صاحب موصوف نے عرض کیا
یا حضرت ہماری خاندان مین کئی پشتون سی یہ کیفیت ہی مجھی اپنی واسطے نہایت
دہشت ہی کہ کہین میرا بہی نہ یہی حال ہو جس سی جینا میرا وبال ہو آپنے فرمایا
کہ تم خاطر جمع رکہو جبتک زندہ رہوگے تمہاری آنکہون کی بینائی مین فرق
نہ آویگا جو یہ فقیر کہتا ہے انجام اسکا خدا دکہا دیگا پہر جیسا حضرتؒ نے فرمایا
تہا ویسا ہی خدا نے دکہایا شیخ صاحب ممدوح اسّی برس کی عمر کو پہونچے اور
ابہی زندہ موجود ہین کیسا فضل معبود ہی دیکہنی والون کی عقل حیران ہے
کہ بڑہاپی سی کمر مثال کمان ہی مگر ہنوز بینائی کا یہ حال ہی کہ گویا برس چودہ
یا پندرہ کا سن و سال ہے اونکو نزدیک سوئی مین تاگا پرونا کیا بات ہے یہ
صرف حضرت کا تصرف اور کرامات ہی کرامت ۶۵ میر ابو الفیض بدوانی
جو ہماری حضرتؒ کے مرید تہی اونکی صاحبزادی جناب بہائی امام المتقین صاحب
مقام ہانسی بریلی مین نقل کرتے تہی کہ ہماری والد ماجد دہلی شریف کی انگریزی کچہری
مین عہدہ جلیل القدر پر مقرر تہی حسب اتفاق اونکا حاکم بالادست کسی مقدمہ
عدالت مین اون سی برسر عداوت ہو گیا اور اوسی منظور ہوا کہ حکام کے حضور

انکا وجود ایسا ثابت ہوجاتی کہ جس سی یہ شخص رہائی پاتی یا بقید شدید دریای شور
کو جاتی یہ بیچارہ بہت گھبرای بدحواس دوڑی ہوئی حضرت کی حضور مین حاضر
ہوئی اب میر صاحب کہتی ہین جس وقت مین آپکی مکان پر آیا تو آپکو تنہا
دروازی پر پایا مینی موقع پاکر فورًا اپنا حال عرض کیا آپنی سنکر یہ جواب
دیا کہ تم اپنی مکان کو جاؤ کچھ نہوگا خداتعالیٰ تمکو اپنی قدرت سی بچاوی گا ظالمون
کی پنجہ سی چھڑاوی گا اوس وقت میری دل مین یہ خیال آیا کہ حضرت نی
نہ تو آپ کچھ دعا کی اور نہ مجھی کچھ پٹہنی کو دیا اسی سوچ مین آپکی پیچھی پیچھی
چلا جس وقت آپنی دہلیز کی اندر قدم رکہا منہ پھیر کی میری طرف دیکھا اور فرمایا
کہ فقیر کی یہ عادت نہین کہ بدون حکم پاتی کوئی کلمہ اپنی زبان پر لاوی جس قدر
حکم خدا پاتا ہون اوسی قدر اپنی زبان پر لاتا ہون جب آپنی یہ فرمایا مین
مطمئن خاطر ہوکر اپنی مکان پر آیا اب سنیئی کہ اوس انگریز نی بسبب عداوت
کی مقدمہ مذکورہ کو نہایت طول دیکر صدر الٰہ آباد کو حکام کی حضور بھیجا جب
وہان سی میری طلبی ہوئی مین روانہ ہوا پیچھی پیچھی وہ انگریز بھی پہونچا اور خود
مدعی ہوگیا پھر جب روز پیشی کا مقرر کیا گیا اور مجھی حکم حاضری کا دیا گیا
اور وہ انگریز ظالم اور صدر کی بڑی بڑی حاکم اپنی اجلاس پر بیٹھی اور
ہم بھی جاکر کچہری کی باہر پہونچی ہنوز نوبت روبکاری کی نہ آئی تھی کہ
ایک مرتبہ دفعتًا آسمان کڑکا اور بجلی گری سب حاکم جلکر خاک سیاہ ہوگئی
ہمکو خدا نی حضرت صاحب کی تصرف سی ظالمون کی پنجہ سی چھڑا دیا بخیر
خوبی ہمین ہمارے گھر پہونچایا کرامت ۶۶ راوی مذکور سی یہ دوسری

روایت

روایت ہی حضرت کے کشف و کرامت کی یہ بھی حکایت ہی کہ جب بریلی اور
بداؤن میں نواب آصف الدولہ کا ظلم حد سی زیادہ گزرا تو آٹھ سات آدمی
معزز و مکرم وہان کی کہ اکثر اونمین مرید بھی حضرت کے تھی آپکے پاس حاضر
ہوی اور عرض کیا کہ یا حضرت اب تو نواب کے ظلم نے نہایت ستایا ہی
اس عملداری سی ہمارا جی بہت گھبرایا ہی اب ہماری واسطی دعا فرمائیے
اور اس رنج و غم سی چھوڑائیے آپ نے فرمایا کہ تم لوگ اب گھبراؤ خوشی سی
اپنی اپنی گھرون کو جاؤ عنقریب انکی عملداری وہان سی جاتی ہی اور وہ
قوم آتی ہی کہ جنکی لوگ پوشاکین تنگ پہنتی ہین اور اپنی گھوڑون کی دمین
کاٹتی ہین اور بیچ کی ڈاڑھیان مونڈاتے ہین پہر سب لوگ بموجب ارشاد
کے رخصت ہوی اور اپنی مکانون پر پہونچی تہوڑی روز نہ گزرے تھے
کہ خدا نے سب کو رنج و مصیبت سی چھوڑایا یہ ملک نواب سے منتقل ہو کر انگریزان
کے قبضہ مین آیا کرامت ۔ حکیم محمد حسن صاحب کرسولی والمہولوی غفر اللہ
ذنوبہ شاہ عبد الرحمان صاحب کے مرید تھی لیکن ہماری حضرت سے نہایت
عقیدت اور ارادت رکھتی تھی اور اپنے مرشد سی زیادہ سمجھتی تھی نقل
کرتے ہین کہ ایک مرتبہ مین حضرت صاحب کی خدمت مین حاضر ہوا آپ
مسجد مین تشریف رکھتی تھی مین مودب ہو کر آپ کے سامنے بیٹھ گیا آپنے
میری صورت دیکھتی ہی فرمایا کہ جاؤ غسل کر آؤ مین عجب حیرت مین
آیا کہ حضرت نے یہ کیا فرمایا کس واسطی کہ میری وہم و گمان مین بھی نہ تھا
کہ مجھی نہانی کی حاجت ہے یا کسی طرح کی بدن پر نجاست ہی لیکن ماری

غیرت کے میرا برا حال ہوا اوسکی شرح حضرت سے پوچھنا محال ہوا چپکے ہو اٹھا اور
اپنے مکان پر چلا آیا مگر اپنے دل میں یہی خیال کرتا تھا کہ حضرت صاحب کا
فرمانا بیکار نہیں خالی از اسرار نہیں اسی خیال میں ایک مرتبہ وہ لنگی جسے
باندھکر شب کو سوتا تھا جو اوٹھا ہی تو سراسر نجاست سے آلودہ پایا اوسوقت
مجھکو اور بھی شرم و حیا ہوئی کہ حضرت نے مجھے حاجت احتلام میں پایا تھا تب
یہ کلام فرمایا تھا کرامت ۹۸ مولوی نوازش علی صاحب مد ظلہ
فرماتے ہیں کہ ہمارے حضرت کے یہاں فاتحہ اولیا اور نیاز کیا اکثر بڑی
کثرت سے ہوا کرتی تہی بہت سے لوگ جمع ہو کر پڑھا کرتے تھے اور یہ معمول
تھا کہ جس روز کوئی نیاز ہوتی جب اوس سے فراغت ملتی تب کھانے کی
نوبت آتی ایک روز ایک نیاز ہو رہی تھی آٹھ سیر گیہون پر لوگ پڑھتے تھے
اور آپ مسجد میں تشریف رکھتے تھے میں آپکے پاس حاضر تھا کسی وجہ سے
اوس نیاز میں شریک ہونے سے قاصر تھا ایک مرتبہ آپ مسجد سے اوٹھے
اور جہان نیاز ہو رہی تھی وہان تشریف لائے میں بھی آپکے ساتھ آیا
بہت سے گیہون دیکھکر گھبرایا اور میرے دل میں یہ خیال آیا کہ دیکھا چاہیے
آج کس وقت اسکا اہتمام ہوتا ہے کب طعام ملتا ہے ہم بھوکون کے مارے
مرتے ہین پڑھنے والے نہایت سستی سے پڑھتے ہین پھر آپ اوس جلسے کے
گرد دو مرتبہ گھومے خدا کی قدرت سے ایک آن آنا فانا میں وہ سب گیہون
ختم ہو گئے پڑھنے والون نے فرصت پائی بہت جلد ہی کھانے کی نوبت
آئی تب آپنے میری طرف دیکھکر فرمایا کیون صاحب بہت جلد

کہانا پایا مینے عرض کی یا حضرت جب میرے دل مین یہ وسوسہ آیا تب تو
آپکے تصرف سے بہت جلد کہانا پایا آپ سنکر ہنسے اور دیکہنے والے حیرت
مین آئے کرامت ۶۹ مفتی غلام حضرت صاحب گورکہپوری کی ایک فرزند
ارجمند کہ دو برس کا سن تہا بیمار ہوئے بی بی صاحبہ نے اپنی فرزند دلبند کے
پاؤن کے کڑے اوتار کر ایک آدمی کو دیئے اور کہا کہ یہ کڑے میری طرف
سے آپکے نذر کرنا اور لڑکے کی علالت کا حال عرض کرنا وہ آدمی جیسا وقت
کڑے لیکر آپکے حضور مین آیا آپنے صورت دیکہتے ہی فرمایا کہ جسکے
کڑے تو لایا ہے وہ نہین ہے ہم نہ لین گے جب وہ آدمی واپس گیا تو
معلوم ہوا کہ حضرت کے پاس پہونچنے کی نوبت نہ آئی تہی کہ صاحبزادے نے
انتقال کیا کرامت ۷۰ بالاتفاق یہ روایت ہے راز نہفتہ کی حکایت
ہے کہ آپکے صاحبزادے والا تبار کرامت شعار مقبول بارگاہ ربانی حضرت
مولانا شاہ محمد حمد الٰہی رحمۃ اللہ علیہ جب بہت صغر سن تھے ایک روز حضرت
مسجد مین کلام مجید کی تلاوت کرتے تھے اونہون نے مسجد کے اندر جا کر پیشاب
کر دیا فورًا آسمان سرخ ہو گیا اور عجیب شے رونق نما پیدا ہوا آپ جلدی
اوٹہے اور صاحبزادے موصوف کو اپنی گود مین اوٹہا لیا اور مسجد کے
صحن مین لیکر کہڑے ہوئے اور کچہ پڑہنے لگے دو تین گہڑی کامل یہی
کیفیت اور حالت رہی جب وہ سرخی آسمان کی بالکل زائل ہو گئی تب
آپنے اونکو اپنی گود سے علیحدہ کیا اور فرمایا کہ اگر مجہ مین اس قدر قوت
اور طاقت نہوتی تو خدا جانے آج کیا آفت آتی مگر اس سے زیادہ نہ کوئی

حرف آپ نے فرمایا اور نہ کچھ کسی کے خیال مین آیا کہ یہ کیا معاملہ تھا کیسا سانحہ تھا کرامت ا ے حضرت کے صاحبزادے قبلہ و جہانی کعبہ روحانی حضرت مولوی شاہ محمد نورانی صاحب فرماتی ہین کہ ایک بار ہماری حضرت میانے پہ سوار لکھنؤ سے آتی تھی ہم اور ہماری چھوٹے بھائی مولوی محمد خضر الیہ اپنی اپنی گھوڑون پر آپکے رکاب فیض انتساب کے ہمراہ جاتی تھی جب مقام بیگمپور مین جو کرسی شریف سے تین کوس ہے پہونچے ایک سانپ نہایت کالا آتش زہر کا پھر کالا اپنا سر زمین سے دو بالشت اوٹھا کر میانے کے سامنے آکر کھڑا ہوا کہارون نے خوف سے میانہ روک لیا جب آپنے اپنا سر باہر نکالا میانے سے تب سانپ کو دیکھکر فرمایا او موذی دور ہو سامنے سے جیسے آپنے زبان سے یہ کلمہ نکالا سر زمین پر ڈال کر جیم کی طرف بھاگا وہ کالا کرامت ۳ ے نواب سعادت علیخان کے زمانہ مین ایک شخص رامی رتن چند نام ملک اودہ کے تمام اخبار کا داروغہ تھا اوسکے بیٹی پہ ایک جن سوار تھا نہایت عاشق زار تھا جو عامل اوسکے اوتارنے کے واسطے جاتا تھا اوس جن کے ہاتھ سے زندہ پھر کر نہ آتا تھا جب کئی عامل اوس جن نے مارے تب بہت حیران اور پریشان ہوے رامی رتن چند بیچارے آخر کو جب عاملون کے عمل و عملیات کام نہ آئے اور دعا و تعویذات سے مایوس ہو کر گھبرائے تب تمام قلمرو کے اخبار نویسون کو لکھا کہ جس شہر یا قصبہ یا دیہات مین کوئی ولی کامل یا درویش اہل دل ہو تو ہمکو فوراً اطلاع دینا بہت جلد ہمکا سراغ

لگاتا چنانچہ کرسی کے اخبار نویس نے ہمارے حضرت کے حالات اور کشف و کرامات
سے اطلاع دی اور لکھ بھیجا کہ اگر ذری بھی توجہ حضرت کی ہو جاوے پھر
کیا مجال کہ کوئی بیماری اور آسیب رہ جاوے جب راجہ رتن چند نے
آپکا نام سنا بہت خوش ہوے اور کہا کہ اب ہمارا کام بنا پھر چار پانچ آدمی
معزز با وقار ایک میانہ اور کہار آپکی خدمت میں روانہ کیا اور کہا
کہ میری طرف سے قدمبوسی کے بعد عرض کیجیو کہ اگر حضور ازراہ عنایت میری
میرے گھر میں قدم رنجہ فرمائیں تو ہم اس بلا سے نجات پائیں عرض کہ جس وقت
وہ لوگ آپکے حضور میں آئے کہار اور میانہ بھی ہمراہ لائے اور سب کیفیت
عرض کی آپ نے اپنے خادم گنگا پرشاد سے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی فقیر کے یہاں
آئے مناسب ہے کہ نامراد نہ جاوے تم جاؤ اور اوس آسیب کو دفع کر آؤ بموجب
ارشاد فیض بنیاد میاں گنگا پرشاد اوسی وقت لکھنؤ کو روانہ ہوے
لیکن یہ بہت کم رو بدصورت نہایت پست قامت تھے داڑھی مونچھیں
منڈائی عجیب حیثیت بنائے داروغہ کے مکان پر پہونچے جس وقت داروغہ نے
انکی صورت دیکھی کہا صاحب آپ اپنے گھر تشریف لے جائیں مفت آپکی
جان جاوے گی ناحق بدنامی میرے ماتھے آوے گی گنگا پرشاد نے کہا آپ
میری حیثیت پر نہ جائیے اگرچہ میری صورت بھیڑ کی ہے پر بچہ شیر کا
ہوں بلاتکلف مجھے اوسکا سامنا کرائیے آپ ہرگز کچھ خوف نہ کیجئے
کہا بہتر ہے چلیے جس وقت یہ اوسکے سامنے پہونچے وہ جن انکی صورت
دیکھتے ہی ایسا بھاگا کہ پیچھا پھر کر نہ دیکھا لڑکی اوٹھ کر اندر بھاگی ۔

ہوش و حواس مین آئے پوشاک مانگ کر پہنی بخوبی صحت پائی فی الحقیقت
جسکا مخدوم ایسا زبردست سیف زبان ہو پہر اوس خادم کی کیونکر نہ
ہیبت اور نشان ہو **کرامت ۴۶** احمد خان صاحب نقل کرتے ہین
کہ مولوی منعم بخش صاحب ہمارے حضرت کے خلیفہ فرماتے ہین کہ ایک روز ایک
شخص ہمارے حضرت کے حضور مین آئے اور امتحاناً بے فصل گلاب کے پہول کی
فرمایش لائے آپ نے نہایت ملال سے اپنے مرید غلام حسین سے ارشاد کیا کہ اس
شخص کا ایمان لاؤ اور لاکر اسے سونگہاؤ حکم کی دیر تہی غلام حسین نے فوراً
تروتازہ گلاب کے پہول لاکر پیش کئے آپ نے لیکر اون صاحب کے سامنے رکھدئے
تب انہون نے نہایت ندامت سے عرض کیا کہ میری خطا معاف کیجیے
اور مجہے اپنی غلامی مین لیجیے مگر آپ نے اونکی بدقسمتی سے مرید نہین کیا —
کرامت ۴۷ یہ حکایت بالاتفاق مشہور ہے اکثرون کی زبان سے سنا
مذکور ہے کہ مکان مقام بہتی پور مین نظام علیخان کے گہر مین ایک بدروح
رہتا تہا انواع طرح کی ایذا اور تکلیفات دیتا تہا خصوصاً اونکی صاحبزادی
کو زیادہ تر ستاتا تہا ہر چند تدبیر کرتے تہے باز نہ آتا تہا جب اوس لڑکی
کی شادی ہوئی مدت تک یہ حال رہا کہ اوس آسیب کے خلل سے حمل نہ رہتا
تہا کوئی بیٹا بیٹی نہوتا تہا آخر خانصاحب گہبرائے اوس لڑکی کو لیکر
حضرت کے حضور مین آئے آپ نے اوس بدروح کو بلایا وہ حاضر ہو کر
آپ کے سامنے آیا آپ نے فرمایا خبردار آج سے اسکے پاس نہ آنا اور کبہی
کسی کو نہ ستانا اوس نے عرض کیا یا حضرت ستانا اونکا ترک سمجھ لیجیے مگر اوس

مکان مین مجھے رہنے دیجیے اگر مین آج سے کبھی کسی کو ستاؤن تو اپنی خطا کی
خوب سزا پاؤن آپ نے فرمایا کہ اچھا اوسی مکان مین رہنے کی اجازت
ہے مگر ستانے کی قطعی ممانعت ہے جب آپ نے اوس سے یہ عہد فرمایا تب خانصاحب
حضرت سے رخصت ہو کر اپنے گھر آئے پہر اوس روز سے اوس بیرم راکس
نے کسی کو نہ ستایا کبھی خواب مین بھی نظر نہ آیا پہر جب خدا کی عنایت شامل
حال ہوئی وہ لڑکی با حمل سے خوش حال ہوئی جب خدا نے یہ دن دکھائے
اور ستوانسے کے ایام قریب آئے خانصاحب بہت خوش ہوئے اور باجے آنے
لگے اور بہت کچھ تقسیم کے واسطے بنوائے اور بہت کچھ سامان خوشی کے طیار
کرائے عین خوشی مین [illegible] کا آنا دیکھیے رنج و غم کا افسانہ سنیے
کہ ایک روز کسی شخص نے خانصاحب سے تذکرہ کیا کہ وہ آسیب حضرت
شاہ صاحب نجات اللہ کی توجہ سے خوب دفع ہوا اونکے منہ سے بے ساختہ نکلا
کہ شاہ نجات اللہ صاحب کیا دفع کرتے جب ادہر اودہر بہت کچھ تدبیر کرائی
تب اوس بلا سے نجات پائی ہے وہ بیرم راکس اوس مکان مین تو موجود
ہی تھا یہ کلمہ سنکر آگ بگولہ ہو گیا اور فورا آ اونکے سامنے آکر کہا دیکھو
تو اس ناشکری اور احسان فراموشی کا مزہ کیا چکھاتا ہون یہ کہکر
دونون آنکھیں لڑکی کی نکال کر دیوار پر مارین پہر اوسکے شکم مین ہاتہ
ڈال کر حمل کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے شکم سے نکال کر پہینک دیا دو چار گہڑی
مین وہ لڑکی تڑپ تڑپ کر مر گئی اوسکی قسمت مین یہی لکہا تہا اگر
اونکا باپ یہ کلمہ نہ کہتا تو کیون اوس خوشی مین یہ برا دن دیکھنا سنا

تھا ان مذکور نے کسی برہمن کو اپنے گھر میں زمین کھود کر زندہ دفن کر دیا تھا
وہی برہم راکس تھا جو برہمن مرکر آسیب ہو جاتی ہیں وہ برہم راکس
کہلاتے ہیں کرامت ۷۵ میاں رمضانی آپکے مرید قوم کے نورباف
قصبہ فتح پور کے رہنے والے اپنے بیٹے سے نقل کرتے تھے کہ ایک مرتبہ بقرعید
کے روز اپنے حضرت صاحب کی زیارت کے واسطے چلے چند لوگ اور بھی ہمارے
ساتھ ہو لیے اونمیں سے ایک شخص نے اپنے دل میں امتحاناً یہ گمان کیا کہ
آج بقرعید کا روز ہے ہر شخص قربانی کرتا ہے اور وہی گوشت پکاتا ہے
اگر حضرت صاحب آج ہمکو مرغ کا گوشت کھلائیں تو سبحان اللہ کیا
کہنا ہم بڑا لطف پائیں اور اس امتحان کو اپنے دل ہی میں رہنے دیا
ہم لوگوں میں کسی پر ظاہر نہ کیا آخر کار ہم سب لوگ آپکے حضور میں
پہونچے اور آپ کی زیارت سے مشرف ہوئے پھر جب وقت کھانیکا
آیا آپنے حسب دستور طلب فرمایا اور اپنے ہاتھ سے ہر شخص کے سامنے
پہلے قربانی کا گوشت رکھنا شروع کیا اور صاحب امتحان کو نہ دیا کوئی
شخص بولے کہ گوشت کا پیالہ ابھی انکے سامنے نہیں آیا تب آپنے یہ
فرمایا کہ بھائی یہ قربانی کا گوشت نہیں کھاتے ہیں مرغ کا گوشت
کھاتے ہیں یہ فرماکر آپنے مرغ کا گوشت منگایا اور اونکو کھلایا اون
بیچارے نے بڑی ندامت اوٹھائی اس حرکت سے نہایت ذلت پائی۔
کرامت ۷۶ قبلہ و کعبہ دو جہانی حضرت مولوی شاہ محمد نورانی
صاحب فرماتے ہیں کہ تلسی پور کا راجہ ہمارے حضرت سے اعتقاد غایبانہ

رکہتا تہا ایک مرتبہ واللہ عالم کیا ہوا کہ نواب سعادت علیخان اوس سے بیزار
ہوے راجہ بیچارے بڑی مخمصے اور اندیشے مین گرفتار ہوے یہان تک نوبت
آئی کہ نواب نے لکہنو سے اونکی طلبی فرمائی آخر کو یہ مجبور ہو کر افتان و خیزان
چلے جب مقام دریاباد مین پہونچے صاحبزادے موصوف فرماتے ہین کہ ہم اون
دنون دریاباد مین ایک چکلہ دار کے ہمراہ تہے راجہ یہ خبر پاکر ہمارے پاس
آئے اور اپنا ہاتہ سامنے کیا اور کہا کہ آپ ہمارے دستگیری کیجیے ہمنے تامل
کیا اونے نہ مانا آخر جب بہت اصرار کیا تب ہمنے ہاتہ پکڑ لیا تب کہا
کہ آپ ہمارے سے کیجیے ایک عریضہ حضرت کو لکہ دیجیے کہ اوسکے ذریعہ سے
حضرت کے پاس جاؤن اور آپ کی توجہ سے اس مخمصہ عظیم سے نجات
پاؤن مینے ایک عریضہ لکہدیا راجہ اوسے لیکر حضرت کے حضور مین آئے
آپ صورت دیکہتے ہی مسکرائے اور فرمایا کہ دستگیری آپ کرین
اور پاس ہمارے بہیجین جب راجہ نے آپکا یہ ارشاد سنا اوسکے دل مین اور
بہی اعتقاد جما پہر راجہ نے اپنا حال عرض کیا آپ نے اوسی وقت
رخصت کیا اور فرمایا کہ جاؤ نواب کے عتاب سے کچہ خوف نہ کہاؤ جب
راجہ نواب کے سامنے پہونچے نواب انکی صورت دیکہتے ہی مسکرائے اور سرفرازی
کا خلعت دیا اور نہایت خندہ پیشانی سے رخصت کیا سبحان اللہ حضرت کے
تصرف سے کیا خوف آئی بجای جرم شدید کے معاوضہ مین خلعت
سرفرازی کا پایا کرامت مولوی قادر بخش صاحب کسولی
بیان کرتے ہین کہ مولوی محمد کامل حضرت کے اس کرامت کی مجہ سے ناقل تہے

کہ میرا یہ حال تھا کہ جب کبھی کسی دریا کے کنارے جاتا تو پانی کو دیکھکر میرے
بدن میں رعشہ پڑتا میں اپنی ہوش و حواس میں نہ رہتا ایک مرتبہ حسب اتفاق
بضرورت مالا یطاق اوترکو میرا جانا ہوا جب دریا کے کنارے پہونچا پانی کو
دیکھکر میرا ابترا حال ہوا اوس پار جانا محال ہوا جو لوگ میرے ہمراہ تھے وہ
بہت گھبرائے مجھے زبردستی پانی کے کنارے لائے تب ناچار ہوکر مینے کہا کہ
میری آنکھون مین ایک رومال باندہ کر کشتی پر چڑہا دو اس ترکیب سے
مجھے اوس پار پہونچا دو ہنوز رومال باندہنے کی نوبت نہ آئی تھی سامنے
سے کیا دیکھتا ہون کہ حضرت صاحب چلے آتے ہین اور یہ فرماتے ہین کہ اے
محمد کامل گھبراتے کیون ہو چلو ہم تمہارے ساتھ کشتی پر چلتے ہین دیکھو کیسے
آرام سے تمہین پار اوتارتے ہین جب حضرت صاحب تشریف لائے اور تسلی
فرمائی تو گویا میری جان مین جان آئی پھر مین آپکے ہمراہ کشتی پر سوار
ہوا وہ خوف و خطر جاتا رہا جب تک مین کشتی پر رہا آپ بھی میرے
ساتھ رہے جب مین خشکی مین آیا پھر آپ کو نہ پایا سبحان اللہ پیر دستگیر
روشن ضمیر ایسے ہی مرشدون کا نام ہے حاضر و غائب خبر لینا بڑے کاملون
کا کام ہے کرامت ٧٨ میان نبی بخش صاحب ساکن قصبہ کرسی خاص کے
چودہری نقل کرتے ہین کہ دو شخص شہر لکھنؤ کے باشندے آپسمین نزع
اور فساد کرتے حضرت کے حضور مین آئے اونمین سے ایک شخص نے عرض
کیا کہ یا حضرت مینے اپنا کچھ مال اس شخص کے پاس امانت رکھوایا تھا
اب طلب کرتا ہون نہین دیتا ہے جب مدعی نے یہ اقرار کیا تب آپنے

مدعی علیہ سے اظہار لیا اوسنے عرض کیا یا حضرت مین دے چکا ہون یہ مجھ
تہمت کرتا ہے آپ وس وقت وضو کرچکے تھے لوٹا مٹی کا سامنے رکھا تھا
فرمایا کہ تم دونون صاحب علٰحدہ علٰحدہ اپنا ہاتھ اس لوٹے مین ڈالو
جو سچا ہوگا اوسکا ہاتھ سلامت نکل آویگا جو جھوٹھا ہوگا وہ جل کرندامت
اوٹھاویگا جیسے ہی آپنے یہ فرمایا مدعی نے اپنا ہاتھ لوٹے مین ڈالا اور
سلامت نکالا مدعی علیہ نے لوٹے کے اندر جسمین آگ اور گرمی کا نام نہو ہاتھ کا
جلنا خلاف قیاس سمجھکر فوراً اپنا ہاتھ اوسمین ڈالدیا ہاتھ کا ڈالنا
تھا کہ سارے بدن مین آگ کا پڑنا تھا اب واویلا مچانے لگے مین جلا مین جلا
کرنے لگے جب عذاب نار مین گرفتار ہوگئے پھر تو بہت نادم اور شرمسار
ہوے اور کہا یا حضرت اب مجھے نجات دیجیے مین خطاوار ہون امانت
لیجیے سبحان اللہ آپکے تصرف سے جھوٹھے نے کیسی ندامت اوٹھائی اور
سچے نے اپنی امانت پائی کرامت ٧٩ صاحبزادے والاتبار کرامت شعار
بیان کرتے ہین کہ نواب سعادت علیخان کے وقت مین ایک مرتبہ حضرت
لکھنؤ مین تشریف رکھتے تھے ہم اون دنون طالب علمی کرتے تھے ایک روز
آپنے مجھے رات کو بلایا اور یہ فرمایا کہ ہم اس وقت کرسی چلتے ہین تم بھی
ہمارے ساتھ چلو اور سو روپیے مجھے دیے کہ اسے اپنے کمر مین رکھ لو مینے عرض کیا
کہ یا حضرت آپ میانہ پر سوار ہین اپنے پاس رکھ لیجیے سرکار کا حکم ہے کہ
جو اس قدر روپیہ لیکر باہر جاے وہ روپیہ ضبط ہو کر سرکار مین آے
وجہ اسکی یہ تھی کہ نواب سعادت علیخان کا یہ حکم تھا کہ جو شخص پا پیادہ ہو

وہ پانچ روپیہ اور سوار پچیس روپیہ سی زیادہ لیکر شہر سی نکلنی نہ پاے
اگر اس سی زیادہ لیجاے تو سرکار مین ضبط ہو جاے آپ نے فرمایا کہ تمہین
اس سی کیا کام ہی تم لی چلو کچھ خوف نہ کرو مینی جبر آ اپنی کمر مین وہ روپیے
رکہ لیے آپ پیادہ پا اور سوار ہوکر آگی نکل گئے ہم تنہا پیچھی رہ گئی جب ناکہ پر پہونچی
چوکیدار نی روکا اور کہا کہاں جاتی ہو کیا تمہی تمہاری پاس ہی کہاں لیے
جاتی ہو ہمنی بلا تکلف کہدیا کہ ہماری پاس سو روپیے ہین چوکیدار نے کہا
تمنی کبہی سو روپیے دیکہی ہین ہمنی کہا ہم سچ کہتی ہین اوسنے کہا کہ اگر ہوتی
تو کبہی نہ کہتی پہر کسی نی کچھ نہ پوچھا حضرت کے تصرف سے بخوبی خدا نے
بچایا بخیر و خوبی گہر پہونچایا **کرامت** ۸۰ جناب والدہ صاحبہ معظمہ تحریر
فرماتی ہین کہ سونا و جمعیت تحفہ اور زینت یہ چار بہنین حقیقی قوم طوائف
مقام کہیولی کی رہنی والے تہین انکی یہان ایک برہم راکس آیا کرتا تہا اکثر
اوقات ستایا کرتا تہا ایک روز اوس آسیب نے عجب تماشہ دکہایا سونا کی
شکم مین حلول کرکے بڑی شدت کا درد اوٹہایا جب درد نے بہت ستایا
اوسکا آدمی دوڑا ہوا حضرت کے حضور مین آیا آپ نے اوس آدمی سی فرمایا
کہ جاکر اوس سی کہدی کہ اگر صدق دل سی توبہ کری خدا کی حکم سی درد
جاتا رہیگا فوراً صحت پاے گی پہر کوئی بلا نہ ستاے گی جب اوس آدمی نے
جاکر آپ کا ارشاد سنایا فریب شیطانی سی اوسی توبہ کرنا بہت دشوار
نظر آیا جب حضرت کا فرمانا اوسنے نہ مانا تب درد نے اور زیادہ ستایا
بیتاب ہوکر پہر آدمی آپکے حضور مین دوڑایا آپ نے پہر وہی کلمہ ارشاد فرمایا

کہ اگر حرف توبہ زبان پر لائی انشاء اللہ تعالی اسی صحت پای پھر وہ آدمی آیا اور وہی حکم سنایا اوسنے پھر بھی توبہ کا اقرار نہ کیا پھر تو درد نے یہانتک ترقی پائی کہ نوبت ہلاکت کی نظر آئی جب تیسری بار آپکے حضور مین آدمی آیا آپ نے بہت غصہ و عتاب سے فرمایا کہ جاکر کہدی کہ اگر توبہ نکریگی یونہین تڑپ تڑپ کر مریگی کوئی تدبیر کام نہ آویگی کسی طرح آرام نہ پاویگی جب چوتھی مرتبہ یہ حکم آیا اور بدون توبہ چارہ نہ پایا پھر تو صدق دل سی توبہ کی اور کلمہ پڑہنا خوراً ورد جاتا رہا اسی طرح سی تین بہنون کی کیفیت ہوئی توبہ کی بعد سب کو صحت ہوئی پھر تینون بہنین آپ کی مرید ہوئین دو نی اپنی شادی کی اور ایک نے اپنی تمام عمر حیرخ زنی مین نباہ دی چوتھی بہن کی شامت سی آسیب نے نہ ستایا اوسنے اپنی بدقسمتی سی توبہ کا حصہ نہ پایا **کرامت ۸۱** شیخ غلام جعفر صاحب قصبہ کرسی خاص کے رہنی والے جو ہمارے حضرت کے مرید تھی اونکی بیٹی شیخ غلام سرور صاحب بیان کرتے ہین کہ ہمارے اخ معظم برادر مکرم شیخ سالار بخش صاحب مرحوم ایک مرتبہ ایام صغر سن مین نہایت بیمار ہوی سخت عارضہ مہلک مین گرفتار ہوے یہانتک نوبت آئی کہ قریب بہ ہلاکت پہونچے تب دادی صاحبہ نے ہمارے والد ماجد سے فرمایا تم شرماتی ہو اسی حضرت کے پاس نہین لیجاتے ہو اب اپنی شرم و حیا کو بالای طاق رکھو اور اسی لیجاکر حضرت کے قدمون پر ڈالو آخر کار والد ماجد بھائی صاحب کو حالت نزع مین حضرت کے حضور مین لائی اور عرض کیا یا حضرت اسکے واسطے دعا کیجیے کہ یہ اچھا ہو جاے آپ کی برکت

سے دوبارہ زندگی پائی آپ نے فرمایا کہ یہ مر گیا جب میں نہیں جانتا اسے لیجاؤ
میرے پاس نہ لاؤ والد آپ کا یہ کلام سنکر نہایت ملول خاطر ہوا اور عرض
کیا یا حضرت واہ واہ غیر لوگ آکر برابر اپنی مرادیں پائیں اور ہم خادم ہوکر
محروم واپس جائیں یہ کہکر مایوس ہوکر چلے جیسے ہی مسجد کے زینے کے نیچے
آئے آپ یہ حرف زبان مبارک پر لائے کہ میاں غلام جعفر دیکھو تمہارا بیٹا
اچھا ہوگیا خدا نے تندرست کردیا غلام جعفر کہتے ہیں کہ جب آپ نے یہ فرمایا
میں نے اپنے بیٹے کو بخوبی صحت میں پایا پھر حضرت کو دعائیں دیتا خوشی خوشی
اپنے گھر پہونچا **کرامت ۸۲** منقول غلام حضرت صاحب کے صاحبزادے
مولوی محمد حبیب اللہ خانصاحب بہادر صدر الصدور رئیس الاعظم شہر گورکھپور
کے حضرت کے صاحبزادے والاتبار کرامت شعار مقبول بارگاہ ربانی حضرت
مولانا شاہ محمد انی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مرید بیان کرتے ہیں کہ حقیقت و
معرفت آگاہ مولوی شاہ مراد اللہ صاحب بہرائچی کے خلیفہ شاہ غلام رسول
صاحب کانپوری جو درویش باکمال بڑے نیک خصال تھے وہ مجھ سے خود
بیان کرتے تھے کہ میں ایک مرتبہ شہر بریلی میں تھا وہاں اوس سال پانی
نہ برستا تھا بشدت خشک سالی تھی لوگوں کو نہایت پریشان حالی تھی
یہاں تک کہ شہر کے لوگ نماز استسقا پڑھنے کے واسطے شہر کے باہر آئے
اتفاق کار بفضل کردگار دہلی سے پھر کر حضرت صاحب بھی وہاں تشریف
لائے لوگوں نے آپ ہی کو امام کیا آپ نے چند اشعار فارسی بگریہ وزاری
پڑھے مجھے ایک ہی شعر یاد ہے مگر شاہ صاحب کئی شعر پڑھتے تھے—

شعر قاضی نظیم راضی باران چہ گونہ بارد * مفتی بحیلہ سازی باران چہ گونہ بارد * بعد فراغت نماز و دعا کے جب لوگ شہر کو چلے اثناء راہ میں تھے اس قدر بارش ہوئی کہ لوگ پانی میں بھیگتے ہوے اپنے اپنے مکانوں پر پہونچے

کرامت ۸۴ راوی موصوف سے دوسری روایت ہے بڑی معتبر حکایت ہے کہ سردار علماء دین متین مولوی زین العابدین ساکن کٹرہ مانک پور جو بڑے سچے اور دیندار مشہور تھے الہ آباد کی جامع مسجد کے مدرس تھے ہم بھی کچھ اون سے پڑھتے تھے ایک وقت میں فرمانے لگے کہ حضرت صاحب کی اس کرامات کی شہر لکھنؤ میں بڑی شہرت تھی کہ جو شخص آپ کے یہاں سے روٹی لیکر حج کو جاتا ہے اوسے ہرگز زاد راہ کے واسطے سوال کی ضرورت نہیں ہوتی ہے خدا کی قدرت سے روزی پہونچتی ہے مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ میں اون دنوں جوان تھا جب آپ کا یہ شہرہ سنا حج کی نیت سے روٹی لینے میں بھی آپ کے حضور میں گیا آپ نے فرمایا کہ تمکو ابھی جانا ضرور نہیں ہے راقم کے خیال میں یہ آتا ہے کہ مولوی صاحب نے شاید اوس زمانہ تک تحصیل علوم سے فراغت نہ پائی تھی یہ ظاہر ہے کہ حاصل کرنا علوم دینیہ کا ہر فرد بشر پر فرض ہے اور حج بدون استطاعت کے فرض نہیں پس آپ کے ارشاد کا یہی مطلب ہوگا کہ فرض کو ترک کر کے نفل کے واسطے جانا ضرورت نہیں فائدہ واضح ہو کہ مولوی زین العابدین صاحب کا واسطے لینے پارہ نان کے آپ کے پاس آنا اور آپ کا نہ دینا بظاہر آپ کی کوئی کرامت کا اظہار نہیں ہے مگر مطلب اس بیان سے یہ ہے

کہ جو شخص بہ قصد بیت اللہ شریف و اعلیٰ یعنی بار چہ نان کے آپ کی خدمت
مین حاضر ہوتا تہا اور آپ اپنی دست مبارک سی ایک ٹکڑا روٹی کا اوسی
عنایت کرتے تہی تو وہ شخص تمام سفر مین زادراہ کا محتاج نہوتا اور نہ
سوال کرنے کی نوبت آتی تہی پس کیسی بڑی کرامت ہے کہ ایک ٹکرہ روٹی
کی برکت سی ایسی سفر دور دراز مین خداوند تعالے بلا تردد و مشقت وہی
پہونچای اور سوال کی نوبت نہ آی کرامت نمبر ۸ راوی موصوف
یہ تیسری کرامت بیان کرتے ہین کہ زمانی سابق مین ہماری حضرت والا جاہ
سکالی خان کو کہ مرید اوسی آستانہ فیض کاشانہ کے تہی کرسی شریف
بہیجا کرتے تہی چنانچہ ایک دن کالیخان ہم سی بیان کرتے تہی کہ ہم ایک
مرتبہ کرسی شریف جاتی تہی کچہ روپیہ ہماری ہمیانی اور کمر مین بندہی تہی
جب کرسی شریف کے متصل مقام کہیولی کے جنگل مین پہونچے تو آٹہ دس
راہزنون نے آکر ہمکو گہیر لیا ہمارا قدم آگی بڑہنی نہ دیا ہر چند ہم منع
کرتی تہی مگر وہ کب مانتی تہی آخر ایک راہزن نے لاٹہی چلائی وہ ہماری
کمر پر پڑی وہان سی روپیہ کی آواز آئی تب ہمنی اپنی دل مین خیال
کیا کہ روپیہ کی آواز انکی کان مین پہونچی ہے اب یہ کسی طرح
نہ چہوڑین گے بے لیے ہرگز منہ موڑین گے تب ہمنی ہمیانی کہول کر زمین پر
ڈال دی اور پکار کر کہا کہ اسمین روپیہ ہے جسکا جی چاہی اوٹہا لی یہ
کہکر سیف کہینچ کر ہلانی لگے اوس وقت آپ کے تصرف باطنی سی اون سب
راہزنون کے دل مین ایسا خوف آیا کہ سبہون نے یہ غل مچایا ارے بہاگو یہ

بڑا بہلکٹ ہی اس سی ہرگز روپیہ نہ پائینگے مفت مین مارے جائینگے یہ کہکر
وہ سب چلے گئے ہم روپیہ لیکر اوسی طرح سی ننگی سیف ہلاتی ہوئی کرسی شریف
مین پہونچی دیکہا تو حضرت صاحب جلدی جلدی مسجد کے صحن مین ٹہلتے
اور باہر کی طرف دیکہتی تہے جیسے ہمیں دیکہا فرمایا کہ کالیخان تم خیریت سی
پہونچ گئے عرض کیا کہ حضور کی توجہ سی پہونچی **کرامت ۸۵** نقل ہے
کہ نواب معتمد الدولہ آغا میر غازی الدین حیدر بادشاہ کے وزیر جب
بہت ظلم کرنے لگی آخر کو قید ہوگئی ایک شخص عبد الکریم خان سوار دیان
مین نوکر تہی اونکو نواب نے اپنی رہائی کے واسطی حضرت کے حضور مین
بہیجا پہلے انہون نے بہت عرض و معروض کیا مگر آپ نے کچہ جواب
نہ دیا آخر کو جب بہت منت و سماجت کی تب فرمایا کہ اچہا ہمکو ایک چہلکا
لکہدو کہ نواب کسی کو نہ ستائین ظلم و تعدی سی اپنا ہاتہ اوٹہائین
خان مذکور نی فوراً چہلکا دیا آپنے نواب کی رہائی کا حکم دیا پہر
جس وقت یہ آپسے رخصت ہوکر لکہنؤ پہونچا اور نواب سے عرض حال کا
تہوڑی دیر نہ گذری تہی کہ بادشاہ نے نواب کو طلب کرکے پہر خلعت
وزارت کا دیا پہر تو نواب آپکے بڑی معتقد ہوئی اور تین سو روپیہ
ماہوار عبد الکریم خان کا مقرر کرکے بہت خلعت و انعام دیا پہر اوسروز
سی خان مذکور نواب کی طرف سی ہمیشہ آپکے حضور مین آتے تہے
جو مطلب ہوتا تہا اوسی عرض و معروض کرجاتے تہی **کرامت ۸۶**
جناب بہائی مولوی عبد الجلیل صاحب حضرت کے صاحبزادہ ہوالاتبار

کرامت شمار بیان کرتی ہین کہ مولوی تقی اورخان صاحب رئیس
قصبہ سانکوری جو شہر گورکھپور مین صدالصدور تھی ایک مرتبہ شہر مذکور سے
مرید ہونیکے واسطے ہمارے حضرت کے حضور مین حاضر ہوے اور یہ امتحان
کیا کہ جس وقت ہم حضرت کے حضور مین پہونچین اوسی وقت آپ ہمکو
تلی ہوئی مچھلی کھلائین تو ہم فوراً مرید ہوجائین پھر جس وقت آپکے
حضور مین آے آپ تلی ہوئی مچھلی اونکے سامنے لاے اور فرمایا کہ یہ بات
کیا خلاف شان ہے جو فقیرون کا امتحان ہو مولوی صاحب نے نہایت
شرمندہ ہو کر عرض کیا کہ میری خطا معاف کیجیے اور مجھے بھی اپنی غلامی
مین لیجیے آپنے فرمایا کہ پہلے ہم تم سے ایک بات پوچھتے ہین تم اوسکا جواب
دے لو پھر تمکو مرید کرین عرض کیا بہت اچھا آپنے فرمایا کہ اگر کوئی
شخص ایک باغ بڑی محنت ومشقت کرکے اپنے ہاتھ سے طیار کرے
اور جب پھلنے کا وقت آے تب کوئی شخص آکر اوسے کاٹ جاے
تو جس شخص نے اوسے طیار کیا تھا اوسکا کیا حال ہوگا عرض کیا کہ
نہایت صدمہ وملال ہوگا فرمایا ایسا ہی معاملہ پیری اور مریدی
کا ہے کہ جو شخص اپنے خاندان آبائی کو چھوڑ کر کہین دوسری جگہ مرید
ہوتا ہے تو اوس مرشد کو ایسے ہی رنج وملال ہاتھ آتا ہے یہ فرماکر آپنے
اونکو واپس کیا اور خاندان قدیم مین مرید ہونیکا حکم دیا کرامت ۸۲
جناب مولوی نوازش علی صاحب فرماتی ہین کہ مینے اپنے ماموں جناب
مفتی غلام حضرت صاحب سے سنا فرماتی تھی کہ صاحبزادہ والا تبار کرامت شعار

مقبول بارگاہ ربانی حضرت مولانا شاہ محمد حمدانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے
پہلے نکاح مین جو برات مقام سندیلی کو گئی تہی اوسمین لوگون کا بڑا
اژدہام تہا اور وہان کہانے کا بہت ہی کم انتظام تہا اوس برات مین
حضرت صاحب بہی تشریف رکہتے تہے جب لوگون نے یہ کثرت دیکہی تو
بہت گہبرائے اور دوڑے ہوے حضرت کے پاس آئے اور عرض کیا یا حضرت
آدمیون کی بڑی کثرت ہے اور کہانے کی نہایت قلت ہے آپ ہی کے
ہاتہ عزت اور حرمت ہے آپ نے اپنی ہمراہی کی ایک چاندنی عنایت
فرمائی اور یہ ارشاد کیا کہ پہلے کہانا نکلوا کر حسب دستور بچہا رکہو اور پہر
چاندنی اوس کہانے پر ڈال دو اوسکے اندر ہاتہ ڈال ڈال کر حصے نکالتے جاؤ
اور لوگون کو کہلاتے جاؤ چنانچہ ایسا ہی کیا کئی ہزار آدمی تہے سب کو
بخوبی کہانا پہونچا کوئی متنفس باقی نہ رہا جب چاندنی اوٹہائی تو سب
حصے بجنسہ موجود تہے یہ معلوم ہوتا تہا کہ ایک حصہ بہی نہیں اوٹہا ہے
جس قدر تہا ویسا ہی رکہا ہے سبحان اللہ کیا تصرف کیا کرامت کیا برکت
تہی سراسر خدا کی عنایت و رحمت تہی کرامت ۸۸ برادریم دینی
چودہری مہدی حسن چودہری نبی بخش صاحب مرحوم کے بیٹے جو
صاحب ادہی و الاتبار کرامت شعار مقبول بارگاہ ربانی حضرت
مولانا شاہ محمد حمدانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہین بیان کرتے ہین
کہ شاہ علی حسن صاحب للہ آبادی درویش خاندانی بڑے عزیز با وقار شہر کانپور
کے متصل رہتے ہے ایک روز ذکر کرتے تہے کہ ہمارے حضرت والد ماجد

عالم و فاضل اور درویش کامل تھی ایک مرتبہ حسب اتفاق حضرت صاحب نے
شہر الہ آباد میں قدم رنجہ فرمایا والد ماجد آپ کے تشریف آوری کی خبر
پاکر آپ کے پاس ملاقات کو آئے بعد سلام علیک اور دریافت مزاج کے
آپ نے فرمایا کہ کس ارادے سے آئے ہو کیا ضرورت لائے ہو کہا صرف آپکی
ملاقات کو آیا ہوں کوئی غرض نہیں لایا ہوں فرمایا کہ جس مطلب کے لیے
آئے ہو اوسی بتاؤ فقیر سے نہ چھپاؤ عرض کیا تو پھر میرے اظہار کی
کیا ضرورت ہے آپ پر تو ہویدا سب کیفیت ہے بعد اسکے آپ نے ایسی
توجہ فرمائی کہ والد ماجد کو حالت وجد اور بیخودی کی نظر آئی پھر جب
اوس بیخودی سے ہوش آیا تو اپنے تئیں نعمات باطنی سے مالامال پایا
پھر عرض کیا یا حضرت میری دعوت قبول فرمائیے کہا بہت اچھا کھانا
پکا کر یہین لائے پھر دو ایک روز آپ کی دعوت رہی جبتک آپ یہان
رہے والد ماجد کے حال پر بڑی شفقت و عنایت رہی کرامت ۸۹
برادرم مذکور سے یہ دوسری روایت ہے خانہ خویشین کی حکایت ہے
کہتے ہیں کہ ہمارے بڑے چچا چودھری علی بخش صاحب اور چودھری
امام بخش صاحب چچا زاد بھائیوں میں تقسیم علاقہ کی بابت نزع و فساد
ہوا بڑا انقباض ہوا آخر کو جب چودھری امام بخش سے کچھ نہ بن آئی
تو علی بخش کی ہلاکت کے واسطے سیفی پڑھا وہ بیچارے بیمار ہوے بڑی
مرض شدید میں گرفتار رہے ایک روز کہا کہ ہمکو کرسی لے چلو ہم حضرت
کے ہمراہ ملے ہوائیں ایسا نہو کہ لب پھر رہ جائیں اور یہی خیال تھا

کہ اگر آپ ہماری واسطے دعا فرمائینگے تو ہم اچھی ہی ہو جائینگے پھر جب آپ کے
حضور مین پہونچے اور ملازمت سے مشرف ہوے تو عرض کیا یا حضرت مجھ پر
دم کر دیجیے آپ نے دم نہ کیا باتون مین ٹال دیا سیفی کا فقط حیلہ تھا
اون بیچارے کی اجل آچکی تھی بموجب آیۃ شریفہ کے فاذا جاء اجلہم
لا یستاخرون ساعۃ ولا یستقدمون جس وقت اجل آتی ہے پھر ایک
ساعت کا توقف نہین کرتی ہے آپ کو اپنی کشف سے معلوم ہو چکا تھا
کہ انکی حیات کا پیالہ لبریز ہو چکا ہے اس وجہ سے آپ نے دم نہ کیا تب
چودھری صاحب اپنی زندگی سے مایوس ہو کر مرید ہوے پھر ایک تعویذ
کے واسطے عرض کیا اوسکے دینے مین بھی آپ نے تامل فرمایا جب بہت
مبالغہ کیا تب ایک تعویذ لکھوا دیا جب حضرت سے رخصت ہو کر مکان پر
آئے تو تعویذ کو نہ پایا ہر چند تلاش کرایا مگر ہاتھ نہ آیا پھر دو چار
روز کے بعد انتقال کیا انا للہ وانا الیہ راجعون کرامت ۹۰
مولوی نوازش علی صاحب نقل کرتے ہین کہ ایک بار رباڑی کی قاضی
پالکی پر سوار ہماری حضرت کی تمنائے زیارت مین بغور آئے آپ انکی
صورت دیکھتے ہی اپنے حجرہ مین لے گئے اور کواڑ بند کر لیے ہم
متعجب ہو کر دراز سے دیکھنے لگے کہ حضرت نے ایکبار گی ضرب الا اللہ کے لگائی کہ
ضرب کے ساتھ ہی تمام حجرہ نور علی نور ہو گیا اور در و دیوار وجد کرنے لگے
قاضی صاحب نشہ معرفت سے بیہوش ہو گئے جب ہوش مین آئے آپ نے
فرمایا کہ بھائی اب ہم بوڑھے ہوے ہمکو طاقت نہین رہی بموجب ہماری

خواہش دلی کے ہمنی ایک ضرب لگائی اوسکی کیفیت ہمکو دکہائی پہر اوسی وقت
آپنے اونکو رخصت کیا ایک دم ٹھرنے نہ دیا مولوی صاحب فرماتی ہین کہ جب
حضرت حجرہ سی مسجد مین تشریف لائی مینی عرض کیا کہ یا حضرت قاضی صاحب
کہان آئی تہی فرمایا ہمارے پاس کچہ سیکہنی آئی تہی اونکی کہنی کی نوبت نہ آئی
ہمنی ایک ضرب لگائی قاضی صاحب اپنی مراد پاگئی پہر رخصت ہوکر اپنی گہر گئی

کرامت ۹۱ مولوی ذوالفقار علی صاحب خلف مولوی محمد کامل حضرت
کی اس کرامت کے ناقل ہین کہ ہم جب اپنی اوستاد مولوی غلام طہ سی پڑہتی تہی
تو حضرت کی یہ کرامت اونکی زبان سی اکثر سنتے تہی اور وہ جب موقع
پاتی تہی تو اسی فخریہ بیان کرتے تہی کہ ہم جس پلٹن شاہی مین نوکر تہی وہ پلٹن
قصبہ بارہی مین تعینات تہی وہان حضرت کی کشف کرامات کا ذکر اکثر
رہتا تہا ایک روز کئی سپاہی آپسمین آپکا کچہ ذکر کر رہی تہی اور ہم سن رہی تہی
ہمنی کہا کہ فی الحقیقت ہماری حضرت ایسی ولی زبردست ہین کہ جس وقت
جس بات مین اگر کوئی ازمائی تو اوسی وقت اوس آزمایش کا جواب
پائی یہ سنکر چار سپاہی نوجوان اوٹہ کہڑے ہوئی اور مجہ سی کہا کہ چلیی
اسی وقت ہم چلتی ہین ہم تو مدتون سی ایسا ہی پیر ڈہونڈتی ہین مینی
کہا بسم اللہ اوسی ابہی چل کر جو جی چاہی امتحان کیجیی پہر چارون شخص
میری ساتہ چلے اثناء راہ مین ایک صاحب بولی کہ ہمارا یہ امتحان ہی کہ
جس وقت حضرت کے حضور مین جائین تو آپ اوسی وقت ہمکو شہد کی
پکی ہوئی گاجرین کہلائین دوسری بولی کہ ہمکو ملاقات کے ساتہ ہی کوئی

حلوائی کی دکان کے تازی پوڑیان کہلائین تیسرے بولے کہ حضرت ایسا تصرف باطنی فرمائین کہ جس وقت ہم آپکے حضور مین جائین تو آپ ہمکو تازی شیر برنج چکہائین چوتہی بولے کہ ہمارا توجی گرما گرم شیرمال و کباب کہانیکو چاہتا ہے بندہ تو ہی امتحان کرتا ہے مختصر یہ ہے کہ جب کرسی کے کنارے عیدگاہ مین پہونچے تو مجہسے کہا کہ تم یہین ٹہرو ہم حضرت کے پاس جاتے ہین مینے کہا ہم بہی تمہارے ساتہ چلتے ہین کہا نہین اگر تم ہمارے ساتہ چلوگے تو کسی نہ کسی طرح ہمارے امتحان کی حضرت کو اطلاع کرو گے تم یہین ٹہرو ہم جاتے ہین جب اپنے مطلب کو پہونچین گے تب تمکو بلا بہیجینگے یہ کہکر مجہے عیدگاہ مین بیٹہا چہوڑ کر چارون صاحب حضرت کے حضور مین پہونچے آپ مسجد مین تشریف رکہتے تہے اور چارون چیزین سامنے رکہی تہین آپنے صورت دیکہتے ہی فرمایا کہ آؤ تمہارے حسب خواہش چارون چیزین موجود ہین کہاؤ آپکا یہ ارشاد سنکر اور اپنے امتحان کے موافق چارون چیزین موجود دیکہکر چارون شخص نہایت حیرت مین آئے اور اپنے امتحان کرنے سے بہت شرمائے اور آپکے قدمون پر گرکے اپنا قصور معاف کرایا اور ایک آدمی دوڑاکر مولوی صاحب کو عیدگاہ سے بلوایا بعد اسکے اپنی تمنا کے موافق مرید ہوے اور رخصت ہوکر پلٹن کو گئے مولوی صاحب فرماتے تہے کہ پہر تو جب مین پلٹن کو گیا ہر جگہ حضرت کی کشف و کرامات کا ذکر تہا

کرامت ۹۲ جناب مولوی عبدالجلیل صاحب فرماتے ہین کہ ایک شخص ٹہاکر داس نامی برہمن

ساکن لکھنو ایسی محتاجی اور افلاس مین گرفتار تھی کہ گویا اپنی زندگی سی بیزار تھی ایک مرتبہ بہ نیت اپنی بہبود اور فراغت کے حضرت کی خدمت فیض درجت مین حاضر ہوئی آپ اونکی خبر پاکر ایک ٹکڑا روٹی کا اپنی دست مبارک مین لیکر برآمد ہوئی اور فرمایا کہ اسی لو اونہون نے بڑی خوشی سی اوس روٹی کو لیکر اپنی دامن مین رکھ لیا اور اوسی وقت رخصت ہوکر عرض کیا کہ جس مطلب کے واسطی مین آیا تہا وہ مراد میری حاصل ہوگئی پہر تو ہاکر اس اوس روٹی کے ٹکڑی کی بدولت ایسی بڑی مہاجن ہوئی کہ جنکا بنگلہ بڑی نمود اور کروفر کا مرتےدم تک موجود تہا اوس ٹکڑہ روٹی کو زندگی بہر اپنی پاس رکھا کبھی جدا نہ کیا کرامت ۹۳ بہائی صاحب موصوف بیان کرتی ہین کہ برادرم مولوی نصیر اللہ حضرت میاں صاحب کے حقیقی پوتے مرض صرع مین مبتلا تھی ہرچند کہ دوا کی مگر صحت کی صورت نظر نہ آئی اور آپنے کچھ توجہ نہ فرمائی ایک روز گھر مین کسی نے عرض کیا کہ جب تک آپ توجہ نہ فرمائین گے یہ صحت نہ پائین گے کسی طاق پر ایک خط پڑا تہا اوسمین سی ایک پرچہ آپنے پہاڑ کے دیا اور فرمایا کہ اسی بجای تعویذ اسکے گلی مین باندہ دو جیسہی ہی اوس پرچہ کو باندہا خدا نے صحت کامل و شفاء عاجل عنایت فرمائی پہر اوس وقت سی وہ بیماری قریب نہ آئی اور یہ بہی سنا ہی کہ جب لوگون نی آپ سے عرض کیا تو آپ نے یہ حکم دیا کہ حضرت سید صاحب کا حلوی پہ فاتحہ مانو ابہی آرام ہوجائیگا جب فاتحہ مانا گیا خدا تعالی نے فوراً صحت عنایت فرمائی

ن آتا تھا اوسکے اوٹھانے کا حکم دیتے لوگ سمجھ جاتے کہ آج چاند نکلیگا اور
جس سال آپ اونتیسوین کو اسباب اوٹھانیکا حکم نہ دیتے تو لوگ سمجھ جاتے آج چاند
نکلیگا کرامت ۹۶ جناب والدہ صاحبہ مدظلہا فرماتی ہین کہ ایک روز
آپ باہر تشریف رکھتے تھے اور لوگ بہت جمع تھے جب وقت کھانے کا آیا آپنے
طلب فرمایا جب کھانا آچکا تو فرمایا کہ تھوڑا دودھ بھی لاؤ اور جلدی آؤ
آپنے ایک بھینس پالی تھی اوسکا دودھ بکثرت ہوتا تھا ایک بڑی مٹکی مین
بہا رہتا تھا جس وقت آپنے طلب فرمایا وہ مٹکی چولھے پر رکھی تھی اور بڑی
آنچ سے جلتی تھی اور دودھ خوب جوش کھا رہا تھا بی بی صاحبہ اسی تردد مین
تھین کہ کون تدبیر کرون جو اس جلتے دودھ کو ڈھالون جب دیر ہوئی آپ خود
تشریف لائے اور فرمایا کہ دودھ کیون نہین بھیجا عرض کیا کیونکر اوتارون
اپنا ہاتھ جلالون آپنے کٹورہ اوٹھا لیا اور اوسی طرح جوش کھاتے ہوئے
دودھ مین اپنا ہاتھ ڈالدیا اور دودھ بھرا ہوا کٹورہ اوسی طرح ہاتھ پر رکھ لیا
اور فرمایا کہ ہمارا ہاتھ تو نہین جلتا ہے یہ دودھ تو صاف ٹھنڈا ہے یہ فرماکر
چلے دیکھنے والے حیرت مین رہے کرامت ۹۷ شیخ سعید الدین ابن نصیر الدین
ساکن احمد پور ضلع بارہ بنکی نواحی زیدپور بیان کرتے ہین کہ ہمارے دادا منشی محمد علی
بھوی غفر اللہ ذنوبہ اور ہماری دادی اور دادی کی ہمشیرہ حقیقی سب
حضرت صاحب قدس سرہ العزیز کے مرید تھے اور دادا صاحب کے حال پر آپ کی
عنایت بے نہایت تھی اور دادا صاحب کی اولاد نہین ہوتی تھی ہمیشہ کے
رہتی تھی ایک روز حضرت صاحب نے ہمارے جد امجد کو دو آم دیکر بفضل

کے عنایت فرمائے اور یہ ارشاد کیا کہ ایک تم کھا لینا اور ایک اپنی بی بی کو
کھلا دینا خداوند تعالیٰ تمکو دو بیٹے عطا فرمائے گا جو تمہارا مطلب دلی ہے وہ
بر آئیگا دادا صاحب آم لیکر مکان پر آئے اور ایک آپ کھا لیا اور ایک دادی صاحبہ
کے واسطے گھر میں پہونچا دیا اونہوں نے وہ آم نصف آپ کھایا اور نصف اپنی
ہمشیرہ زادے کو کہ بہ سبب نہونے اولاد کے بطور فرزندانہ پرورش کیا تھا کھلا دیا
حضرت صاحب نے اس حرکت کو ناپسند فرمایا اور ارشاد کیا کہ خدا تمہیں دو بیٹے
عطا فرمائیگا مگر بسبب اس حرکت کے ایک بیٹے کی پیدایش کے بعد اوسکے کسی عضو
مین نقصان آ جائیگا اور یہ بھی فرمایا کہ تمہارے گھر مین جب لڑکا پیدا ہو تو
تم ہمکو خبر کر دینا ہم آئینگے اور نام رکھ جائینگے اور اگر تم خبر کرنا بھول
جاؤگے تو ہمکو بد دن بلائے اپنے مکان پر پاؤگے بعد اسکے آپ کی برکت اور
خدا کی عنایت سے ایک فرزند ارجمند پیدا ہوے اور دادا صاحب اون دنون
مین تلاش معاش کہیں باہر تشریف رکھتے تھے اور دادی صاحبہ اس فکر
مین تھین کہ فرزند ارجمند کے تولد کی خبر حضرت صاحب کو پہونچائین اور
آپ کو بموجب ارشاد کے بلا لیئین دوسرا یا تیسرا روز تھا آپکے خادم ہمراہی
نے دروازے پر دستک دیکر کہا کہ حضرت صاحب آئے ہین تمہارے دروازے
پر تشریف لائے ہین یہ خبر سنکر سبھون نے ایسی خوشی پائی کہ گویا سارے
جہان کی دولت ہاتھ آ لگی دوسرے دادی صاحبہ موصوفہ نے حضرت کو
مکان کے اندر بلایا اور نہایت تعظیم و تکریم سے بٹھایا اور صاحبزادے کو پردے
سے باہر لاکر آپ کو دکھایا آپ نے مبارک باد دیکر فرمایا کہ ہمنے انکا نام نصیرالدین احمد

پھر اوس قدسی اوس عارضہ کی شکایت کبھی نہ پائی مگر اتفاق سے فاتحہ والا نیاز و
نہ رہا بالکل سہو ہو گیا اب سنیے کہ حضرت صاحب نے ایک مرتبہ ڈومن شاہ کو
دو چار منزل پر کہیں بھیجا تھا اوس راہ میں ایک جنگل بہت بڑا تھا جب یہ
پلٹ کر اوس جنگل میں آئے کسی نے دفعتہً انکو پکارا اونہون نے جو پیچھا پھر کر
دیکھا تو معلوم ہوا کہ ایک درویش صاحب جمال گیروا لباس پہنے بڑے بڑے بال
گھوڑے پر سوار چلے آتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ تم کہان جاتے ہو اور کہان کے
رہنے والے ہو اونہون نے عرض کیا کہ گھوسی میں رہتا ہون اور وہین جاتا ہون
فرمایا کہ مولانا شاہ نجات اللہ صاحب سے بعد سلام کے ہمارا یہ پیغام کہدینا
کہ اپنا کام نکال لیا اور ہمکو فراموش کر دیا جب شاہ صاحب نے آکر آپ سے یہ کیفیت
بیان کی آپ گھر میں گئے اور فرمایا سید صاحب کا فاتحہ مانا تھا کیون نہین کیا
آخر سید صاحب نے طلب کیا بہرحال سید صاحب کی اس حکایت میں ہمارے حضرت
صاحب کی بھی کرامت ظاہر ہے صاف صاف ظاہر ہے کرامت ۴۹ حضرت کے
صاحبزادے قبلہ و جہانی و کعبہ جاودانی حضرت مولوی شاہ محمد نورانی صاحب
کی جو اولاد ہوتی تھی زندہ نہ رہتی تھی یہان تک کہ ایک فرزند ارجمند نہایت
اتوان و نحیف جیسے ستوا سا اٹھوا سا لڑکا ہوتا ہے پیدا ہوئے جب لوگون نے
فرزند ارجمند کے تولد کی خبر پائی کسی نے یہ خوشخبری حضرت کو سنائی آپ
خبر فرحت اثر پا چکے تھے کہ حضرت کی بی بی صاحبہ آپ کے سامنے آئین آپ نے
پوچھا کیا پوتا پیدا ہوا ہے بی بی صاحبہ نے نہایت پژمردگی خاطر سے عرض کیا
ہان ہوا تو ہے پر دو چار گھڑی کا مہمان ہے اسی سبب سے ہم لوگون کا دل

نہایت پریشان ہی آپ بمجرد سننے اس کلمہ کے اوٹھے اور جہان لڑکا تھا وہان پہونچے
اور ارشاد کیا کہ لڑکے کو میرے سامنے لاؤ جب لڑکے کو آپ کے سامنے لاے
آپنے ایک خرما لیکر پہلی اپنے منہ مین رکھا پہر نکال کر صاحبزادی کے منہ مین
دیا اور ارشاد کیا کہ مینے اسکی درازی عمر کے واسطے جناب باری مین دعا کی سو قبول
ہوئی جس وقت آپنے یہ فرمایا خداوند تعالی نے آپ کی دعا کی قبولیت کا
اثر فوراً دکھا یا یعنے اوسی وقت صاحبزادی موصوف چنگی ہو گئی اور ضعف
و نقاہت سب جاتا رہا اسکے بعد آپنے صاحبزادی موصوف کے دو نام رکھے
ایک محمد دوسرا الہ دیا مگر چند عرصہ کے بعد صاحبزادی کے حضرت والد ماجد
نے اسم محمد کے ساتھ امام المتقین ملایا یعنے محمد امام المتقین نام رکھا اور یہی نام
مشہور ہی ان صاحبزادی کے بعد بہی کئی لڑکے بہن بہائی پیدا ہوے لیکن کوئی
زندہ نہ رہا خداوند تعالی کی عنایت سی صاحبزادی موصوف الی الآن مع الخیر
والعافیت زندہ موجود ہین سائہ برس کے قریب سن آیا ہی مگر خدا کی عنایت سے
کسی اعضا مین پیری و ضعیفی کا اثر ابہی نہین دیکہا یا ہی خدا وند تعالی انکو سو برس
برس کی عمر عطا فرماوی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل مین راقم آثم کی
بہی دعا قبول ہو جاوی آمین رب العالمین بحرمت طٰہٰ یٰسین جب حضرت صاحب نے
انتقال فرمایا تہا اوس وقت صاحبزادی موصوف کی عمر بہت کم تہی مگر آپنے
اپنی مریدی مین داخل کر لیا تہا کرامت ۹۵ حضرت کا معمول تہا کہ
رمضان شریف کے آخر عشرہ مین اعتکاف کرتے تہے جس سال اونتیسوین کا
چاند نکلنے کو ہوتا تو آپ بعد نماز ظہر خواہ عصر کے اسباب ضروری جو مسجد

ہوجاتی اور چلن کے موافق بازار میں قیمت ملتی ہے بسبب نہونے اشد ضرورت
کے امتحان کے بعد کوٹھریا تالاب میں ڈال دیتی تھی بوجہ مخالفت کے صرف میں
نہ لاتی تھی **کرامت ۹۹** شیخصاحب ممدوح سے یہ بھی روایت ہے حضرت
سلیمان علیہ السلام کی انگشتری ملنے کی حکایت ہے بیان کرتے ہیں کہ حضرت صاحب
نے ہمارے جد امجد کو حضرت سلیمان علی نبینا علیہ السلام کی انگشتری ملنے کا عمل
بتایا تھا ایک چلہ پڑھنے کو فرمایا تھا چنانچہ شیخصاحب ممدوح نے حسب الارشاد
ایک مقام پر علیحدہ پڑھنا شروع کیا ۳۵ پینتیسویں روز ایک عورت نہایت خوبصورت
زیور مجبولی سے آراستہ جوہر معشوقی سے پیراستہ سامنے نظر آئی اوس روز سے معمول
تھا کہ ہر روز آتی تھی نہایت قریب ہوجاتی تھی یہاں تک کہ ۳۹ اونتالیسویں روز
تخت کے کنارے پہونچی چالیسویں روز آکر تخت پر آپ کے برابر بیٹھی اور ایک انگوٹھی
نگینہ ہاتھ میں پہنے تھی اوسنے اپنا ہاتھ بڑھا کر شیخصاحب کی چھنگلیا پکڑی
اور انگوٹھی پہنانے کا قصد کیا مگر شیخصاحب نے اپنی انگلی خوب زور سے دبالی
کہ کسی طرح نکلوالی وہ اس حرکت سے نہایت افروختہ خاطر ہوئی اور بڑے
غصہ سے مارنے اور ایذا پہونچانے کا قصد کیا اتنے میں دیکھی کہ اوسکے رخ کی بدلتی ہی
حضرت صاحب تشریف لائے اور بڑے زور سے للکارا کہ خبردار یہ کیا حرکت ہے
ایسی بدنیتی ہے وہ آپ کی صورت دیکھتے ہی غائب ہوگئی آپ نے شیخ صاحب
سے فرمایا کہ تمسے یہ حرکت وقوع میں آئی چالیس روز کی محنت خاک میں ملائی
یہ فرمایا کہ آپ بھی نظروں سے پوشیدہ ہوئے شیخ صاحب اپنی اس حرکت سے
نہایت شرمندہ ہوئے **کرامت ۱۰۰** جناب بھائی عبد الجلیل صاحب حضرت کے

تواسی فرماتی ہین کہ ایک روز حضرت صاحب اپنی مسجد کے چبوترے پر تشریف
رکھتی تھی اور ہم سب لوگ بھی آپکے حضور مین حاضر تھی دیکھتی کیا ہین کہ ایک
ڈولی پر ایک جوان زبردست کو رسون سی جکڑی ہوئی سات آٹھ آدمی ہمراہ
چلے آتے ہین دیکھنے والے گھبرائی ہین یہان تک اوس ڈولی کو لاکر حضرت کے
سامنی رکھدیا اور عرض کیا کہ یا حضرت اسکو جنون ہو گیا ہی آپنے فرمایا کہ
اسکو کھولدو اون لوگون نے دست بستہ عرض کیا کہ اسنے ایک شخص کو جان سے
مارڈالا ہی شورش جنون سی نہایت متوالا ہی بڑی دشواری سی باندہ کر اس ڈولی
مین بٹھایا ہی تب یہ حضور کے سامنے آیا ہے آپنے پھر ارشاد کیا کھولدو تب
اوسکے ہمراہیون نے ناچار ہو کر کھولدیا وہ نکل کر باہر کھڑا ہوا آپنے اپنے
نزدیک بلایا وہ نہایت ادب سے آپکے قریب آیا آپنے اپنی کسی خادم سی فرمایا
کہ اسکو وضو کراو جب اوسنے وضو سی فراغت پائی تو آپنے اوسی دو رکعت نماز
پڑھائی اوسی وقت ایسا اچھا ہو گیا کہ گویا اوسکو کبھی جنون نہ تھا آپنے
اوسی وقت اوسکو رخصت کیا وہ صحت اور تندرستی سی اپنی گھر گیا سبحان اللہ
عجب تصرف احمد کیا برکت تھی آپکے سامنے جاتے ہی صحت تھی کرامت ۱۰۱
حضرت کے مکان کے قریب ایک ٹیلہ تھا سنتے ہین کہ قوم بہر کا وہ قلعہ تھا بسبب
ویرانی کے شیاطین کا وہان دخل تھا آپنے اوسی پسند فرمایا ایک مکان پختہ
نہایت وسیع اپنی اون چارون صاحبزادون کے واسطے طیار کرایا اور وہین
آپ کی تجویز سی آپکا روضۂ شریف بھی قرار پایا اور روضۂ شریف کے
متصل آپکے صاحبزادے والا تبار کرامت شعار نے ایک مسجد بھی ایسی عمدہ

ما پھر دادی صاحبہ نے آپسے عرض کیا کہ یا حضرت صاحب آپ پر سب
وشن ہو رہا ہی پھر آپسے کس چیز کا پردہ ہی بالفعل گھر کی یہ کیفیت ہی کہ عین
شرت مین عسرت ہی ہم لوگون کو نہایت ندامت اور حسرت ہی اور منشی جی کی
مان سی کچھ خرچ آیا ہی اور تقریبا ہی اونکو تولد کا مژدہ پہونچا یا ہی یہ سنکر آپنے
رمایا کہ خاطر جمع رکھو اور ایک کام کرو کہ جس قدر برتن تمہارے گھر مین ہون
ور بڑی تھوڑی چیز اشیاء ضروری مثل جنس ہر قسم اور غلہ وغیرہ سب
تنون مین ڈال دو اور کسی قدر روپیہ پیسہ ایک صندوقچہ مین رکھدو اور
یک کوٹھری مین یکجا کرکے ہمین اطلاع کرو پھر خدا کی قدرت کا تماشا دیکھو چنانچہ
دی صاحبہ موصوفہ نے حسب الارشاد حضور کے ویسا ہی انتظام کرکے آپکو
طلاع دی آپنے گھر مین تشریف لیجا کر کوٹھری کے اندر قدم رنجہ فرمایا اور
ر آگے واپس آئی اور فرمایا کہ لو اب جس قدر تمہارا جی چاہی اپنے حوصلہ کے
افق چلہ تک خوب خرچ کرو مگر نہ حساب لگانا اور نہ شمار کرنا پھر بعد فراغت
لہ کے یہ کیفیت نہ رہیگی چنانچہ بموجب فرمان والا شان ہر ایک شی مین
یسی افزایش بے پایان ہوئی کہ جسکا حساب شمار نہ تھا اور اس قدر اپنا دل
ولکر خرچ کیا کہ بخوبی حوصلہ دل کا نکل گیا پھر تو آپ کی توجہ سے دادا صاحب کو
بت کچھ ملا اور فراغت وبرکت کا دروازہ کھلا پھر ڈہائی یا تین برس کے بعد
و سے صاحبزادی بخوبی صحیح الاعضا پیدا ہوئی اور مثل سابق کے حضرت صاحب
ر تشریف لائی اور انکا نام حمید الدین احمد رکھا اور فرمایا کہ اس لڑکی مین
لی نقص ہو جاویگا تھوڑی ہی عرصہ کے بعد وقوع مین آویگا انکی ماں نے

نصف آم کہا یا ہو وہی نقص انکی حصہ مین آیا ہی چنانچہ چہ مہینے کے بعد ایک روز
اپنی دادی کے گود مین تہی یکایک چیخ مارکر رونا اور آنکہین ملنا شروع کین چند روز
یہی حالت رہی دوا علاج سے سب طرح کفایت رہی مگر کچھ فائدہ نظر نہ آیا آخر تقدیر
نے نور بصر لیکر نابینا بنایا بعد حد بلوغ کے جناب والدہ ماجدہ نے ہر چند چاہا کہ عقد
نکاح کر دین مگر اونہون نے منظور نہ کیا اور اپنی نسل کو منقطع کر دیا اور ہمارے
والد ماجد کو حضرت صاحب کے تصرف سے خدا نے صاحب اولاد بنایا اور مال و دولت
سبہی کچھ عطا فرمایا کرامت ۹۸ شیخ صاحب موصوف سے یہ دوسری روایت
ہی کاغذ سے اشرفی بننے کی حکایت ہے بیان کرتے ہین کہ ہمارے دادا صاحب کو
جناب حضرت صاحب قدس سرہ العزیز نے ایک اسم بتایا تہا اور یہہ ارشاد فرمایا تہا
کہ تمکو جب کوئی شدید ضرورت پیش آوے یا تین فاقون کی نوبت ہو جاوے تو ایک
کاغذ زرد رنگ لیکر گول مقدار اشرفی کے تراشنا اور دونون ہاتہون مین دبانا
اور اس اسم کو پڑہنا تو وہ کاغذ اسم کی برکت سے زر خالص کے اشرفی ہو جاوے گا
وانشاء اللہ تعالے کبہی اسمین فرق نہ آوے گا مگر جب شدید ضرورت ہو یا تین فاقون
کی نوبت ہو تب اسکو کرنا اور بغیر ضرورت کبہی صرف مین نہ لانا ہر چند کہ
دادا صاحب کو آپکے تصرف سے کبہی ایسی ضرورت نہین آئی کس واسطے کہ
سرکار انگریزی مین بعہدہ منشی گری ہزارہا روپیہ کمایا اور اپنے صرف مین
لاے اور خدا کے نام پر بہی بہت کچھ دیتے تہے فقیرون اور محتاجون کے کام
نکالتے تہے مگر دوست و احباب کے اصرار سے بارہا اسکا امتحان ہوا کہ جب کاغذ کو
اوسی طور سے لیکر اوس اسم کو پڑہتے تو اوس کاغذ کے زر خالص سے اشرفی

طیار کرائی ہی کہ کمتر دیکھنے مین آئی ہے الغرض جب آپ نے اوس ٹیلہ پر عمارت طیار کرائی
اور حضرت بی بی صاحبہ مع آل و اطفال اوس مکان مین تشریف لائین پھر تو
اوس جگہ نے کیسی رونق اور آبادی پائی اور اوس وقت سے کوئی بلیات کسی قسم
کی نظر نہ آئی مگر ایک روز حضرت بی بی صاحبہ کے سامنے ایک شیطان خبیث صورت
ظاہر آیا اور کوئی چیز مانگنے کو اپنا ہاتھ پھیلایا آپ نے اوسے دیکھکر فرمایا کہ اوفوہی
ایک تو باقی رہ گیا ہے دیکھ تو صبح کو تجھے کیسی سزا دلاتی ہون اس ہاتھ پھیلا کر
مانگنے کا مزہ چکھاتی ہون یہ سنکر وہ خبیث غائب ہو گیا صبح کو حضرت مسکراتے
ہوئے بی بی صاحبہ کے سامنے تشریف لائے اور فرمایا کہ سب کو جو بلا اس گھر مین
تھی اوسنے خوب سزا پائی تھی ایک خبیث رہ گیا تھا سو خداوند تعالے نے
وہ بھی دفع کیا اس مکان مین ایک تصرف آپکا اب تک جاری ہے وہ یہ ہے
کہ بڑے بڑے کالے سانپ اس ٹیلہ پر بکثرت رہتے ہین مگر آپکے تصرف سے
کسی کو ایذا نہین دیتے ہین کرامت ۱۰۳ برخوردار نور چشم منشی عبد الہادی
حضرت صاحب کے صاحبزادے قبلہ و کعبہ جاہ و والی مولوی محمد روحانی صاحب کے
واسطے جو آپکے چھوٹی صاحبزادی صاحبہ کی حقیقی پوتی ہین نقل کرتے ہین کہ
ایک مرتبہ کسی شخص نے گورکھپور سے آپ کو سو روپیہ بھیجے ایک صاحب لیکر چلے جب
دریا میں گھاگرا مین کشتی پر سوار ہوئے وہ سب روپیہ واللہ عالم کس طرح کھل کر
دریا مین گر پڑے وہ بیچارے ندامت سے بھرے حضرت کے حضور مین پہونچے
آپ نے فرمایا کہ تم پھر جاؤ اور گھاگرا کو ہمارا سلام پہونچاؤ پھر جس جگہ پر روپیے
گرے ہون اوسی جگہ کو ڈھونڈھنا اور غوطہ لگا کر زمین پر ہاتھ ڈالنا ایک ہی دم

کچھ خوف نہ کرنا چاہیے چنانچہ بموجب ارشاد حضور کے دریا مذکور میں خط لگایا ایک ہی
دفعہ میں سب سپاہ پار ہو گیا اب غور کرنا چاہیے اول تو جو شی مثل روپیہ وغیرہ کے دریا
میں گرتے ہیں تو پراگندہ ہوکر پھیل پڑتے ہیں صحیح سالم سو روپیہ کا کھول کر گرنا اور
ایک ہی دفعہ میں پار آنا خدا تعالے کی قدرت ہے بیشک بڑی کرامت ہے دوسرے
اسکو خیال کرنا چاہیے کہ ایسی دریا میں خون خوف سے بلا تکلف کود پڑنا اور خط لگانا
یہ بھی تصرف سے خالی نہ تھا کرامت ۱۰۳ آپکا معمول تھا کہ اگر کسی مریض
کی خبر پاتے تو بلا رقت شب جمعہ کے روز اوسکی عیادت کو جاتے ایک روز کا
ذکر ہے کہ مولوی مدد بخش صاحب کہ جو خاص [illegible] کے رہنے والے ہمارے حضرت کے
مرید تھے اونکا دستور تھا کہ جب کسی میں ہوتے تو جمعہ کی نماز آپ ہی کے
پیچھے پڑھتے ایک روز جمعہ کی نماز پڑھکر جب مکان پر پہونچے دفعتاً بہت سخت
بیمار ہوئے سخت مصیبت میں گرفتار ہوئے بیہوشی کی باتیں کرتے تھے ہذیان بکتے تھے
اوس وقت بستی میں کوئی اور شخص بیمار نہ تھا آپ اونکی حالت کی خبر پاکر عیادت
کو تشریف لیگئے مولوی صاحب پر ایک جن سوار تھا بڑا پاجی اور نابکار
تھا اوسنے آپ سے کچھ بیجا گفتگو کی آپنے نہایت غصے سے اوسکے منہ پر تھوک
مارا اور فرمایا کہ او نامعقول تو پاجی ہے ہم تجھسے گفتگو نہیں کرتے آج شب کو
تیرے بادشاہ کو بلائینگے اور تجھے سزا قرار واقعی دلائینگے یہ فرماکر آپ
چلے آئے اوسی شب کو جنوں کا بادشاہ آپکے حضور میں حاضر ہوا اور
بہت منت عرض کی کہ میں مدت سے آپکے پیچھے جمعہ کی نماز پڑھتا ہوں اور

اسی لایا ہی پہونچا دی باوجودیکہ غلام حسین اوس پر عاشق تہی مگر کچہ نہین آیا جہان
سی لای تہی وہین پہونچایا فائدہ میان غلام حسین اکثر دل لگی بہی کیا کرتے تہے
معمول تہا کہ مسجد شریف کے بیچ کے گنبد کے اندر برتن وغیرہ رکہی رہتی تہی جب
ضرورت ہوتی تہی لوگ نکال لایا کرتے تہی ایک روز کوئی صاحب برتن لینی اوسکی اندر
گئی میان غلام حسین نے اوسکا در بند کر دیا سارا گنبد ایک ڈال ہو گیا کہین ستہ نرہا
وہ صاحب نہایت گہبرا کر غل مچانی لگی جب بہت شور مچایا تب غلام حسین کو حضرت صاحب کا
خوف آیا ڈر کی مارے گنبد کو کہولدیا جب وہ صاحب باہر آئے تب سارا قصہ نقل کیا۔
شیخ محمد دارا ب کیتبادی کہ رسی شریف کے رہنی والے آپکے مرید تہی اکثر مسجد شریف
مین رہا کرتے تہی ایک روز اونکو نہانی کی احتیاج ہوئی ہنوز اونکو اوٹہنی کی نوبت
نہ آئی تہی کہ میان غلام حسین نے اونکی ٹانگ پکڑ کر جکڑ دینا شروع کیے وہ غل
مچانے لگے آپنے اونکی آواز سنکر غلام حسین کو للکارا وہ بہاگے پہر صبح کو آپنے
میان محمد داراب سے ممانعت فرمائی کہ گہر کے ہوتے مسجد مین کیون سوتے ہو
اور یہ بہی غلام حسین کا معمول تہا کہ جس روز گہر کے کواڑ ہی کہلی رہجاتے اور سب
لوگ سوجاتے تو یہ پاؤن پکڑ کر لوگون کو جگاتے تہی اور اپنی صورت نہ دکہاتی تہی
لوگ سمجہ جاتی تہی کہ آج دروازہ کہلا رہ گیا ہے پہر جب جا کر دیکہتی تو فی الحقیقت
کہلا پاتی صاحبزادی والا تبار کرامت شعار بیان کرتے ہین کہ ایک مرتبہ شب بارہ
مین ابر تہا دفعتہ مجہی یہ معلوم ہوا کہ بالکل صبح ہوگئی مین گہبرا کر اوٹہا اور اپنے
دل مین نہایت افسوس کیا کہ آج نفس نے ایسا سلایا کہ نماز تہجد مین خلل آیا یہی
افسوس کرتا ہوا مسجد کو گیا وہان اپنے چہوٹے بہائی مولوی محمد نورانی صاحب کو

دیکھا کہ بیٹھی ہین اور وظیفہ پڑہتی ہین اونکا دستور تھا کہ جب صبح کو مجھی مسجد مین آتی دیکھتی
فورًا اوٹھکر سلام کرتے اوس روز کچھ خبر بھولی ہینی خود سلام کیا تو بہی جواب دیا مین
سمجھا کہ بسبب وظیفہ پڑہنے کے نہین بولتی ہین پہر مین بہی اوسی جگہ بیٹھ گیا اور خیال
کیا تو معلوم ہوا کہ ابہی رات بہت ہے یہ روشنی مگر چاندنی کی ہے تب مینی کہا کہ میان
نورانی صاحب ہمکو تو ابہی رات بہت معلوم ہوتی ہی شاید مگر چاندنی ہے ہسکا
بہی جواب کچھ نہ دیا تب تو مین نے غصہ کیا کہ آج تمہین کیا ہوا ہی کہ نہ صاحب سلامت
کرتے اور نہ بات کا جواب دیتے ہو میرا یہ کہنا تہا کہ غائب ہوگئی تب مین سمجھا کہ
ذات شریف میان غلام حسین تہی پہر مسجد سی مکان پر آیا قریب نصف شب کے
باقی تہی مینی تہجد کی نماز پڑہی اور کل وظائف معمولی سی فراغت کے بعد اسکے
صبح ہوئی پہر اور موصوف نی اذان کہی مین مسجد مین گیا اور حسب دستور نماز پڑہی
بعد فراغت نماز کے کیفیت شب کی پہر اور مذکور سی بیان کی اونہون نے سنکر
تعجب کیا اور کہا کہ مین نہ تہا ایکمرتبہ میان غلام حسین نے اور بہی صاحبزادے
والاتبار کرامت شعار سے مذاق کیا تہا حضرت مولٰنا شاہ محمد نورانی صاحب
کی صورت پکڑکر آئی تہی آپ نے صورت دیکھتے ہی پہچان لیا اور ارشاد کیا کہ
اب مین تمہاری دم مین نہ آؤن گا جب میرے سامنے آؤگے پہچان جاؤن گا
واعظ احکام شرع متین مولوی حافظ محمد فخر الدین عالم و فاضل بے بدل ارونق فرد
فرنگی محل فرماتے ہین کہ ایک شاہ صاحب کلن شاہ نام میرے پاس تشریف
لائی ہین اونکا بیان ہی کہ مجھکو غلام حسین جن مرید حضرت شاہ نجات اللہ علیہ الرحمۃ
سے فیضان ہی اور مین اونہین کا مرید ہون۔ اور سوا ہی غلام حسین کے کہ یہ

جنون کے بادشاہ کے حقیقی بھانجے تھے اُنھی جن آپکے مرید تھے چنانچہ آپکے
انتقال کے بعد اکثر واقعات جنون کے ظہور پائے جنکو دیکھکر لوگ حیرت مین آگئے
ایک شخص ملا نامی نورباف حضرت کے مرید تھے ایک مرتبہ کئی آدمی اپنے ہمراہ لیکر
آتے اور صاحبزادے والا تبار کرامت شعار کی مسجد مین کہ درگاہ شریف کے
متصل ہے اوترے نصف شب کو کیا دیکھتے ہین کہ بڑی شان وشوکت کی
سواری ہے اور ایک فیل مع عماری ہے اوس پر ایک شخص نہایت معزز و
باوقار سوار چلے آتے ہین جب درگاہ شریف کے قریب پہونچے تو ہاتھی سے نیچے اوترے
اور مع ہمراہیون کے بڑھکر درسی روضہ شریف کے اندر گئے اور اوس ہاتھی
کو اوسی جگہ چھوڑدیا وہ جھومتا ہوا مسجد کی طرف چلا اسپر لوگ ڈر کے مارے مسجد
کی کیواڑے بند کرکے بیٹھے رہے پھر تھوڑی دیر کے بعد وہ سب لوگ درگاہ شریف
سے نکلے اور ہاتھی پر سوار ہوکر چلے گئے ان لوگون کی جان مین جان آئی مگر دہشت
کے مارے ساری رات پلک نہ لگائی پھر صبح کو صاحبزادے صاحب سے کیفیت عرض
کی آپنے فرمایا کہ وہ جن تھے اکثر یونہین آتے ہین فاتحہ پڑھکر چلے جاتے ہین
ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ خان زمان خان لکھنؤ سے آتے تھے صمدپور اپنے مکان کو
جاتے تھے شب کو یہان آکر پہونچے جب کھانا کہا چکے تب مسجد مین رہنے کو چلے حضرت
والد نے منع فرمایا مگر کچھ اونکی خیال مین نہ آیا بعد اسکے مسجد مین جاکر نماز
پڑھی اور وظیفہ پڑھنے کی فکر کی دیکھتے کیا ہین کہ دو شخص درگاہ شریف سے
نکلے اور مسجد مین آکر نماز پڑھنے لگے نماز کے بعد اونمین سے ایک شخص نے انکے پاس آکر
اشارہ سے تسبیح مانگی انہون نے نہ دی اور اشارہ کیا کہ مین خود پڑھتا ہون پھر

پھر اونھون نے اشارہ سے طلب کیا مگر انھون نے نہ دیا تیسری بار جب پھر مانگا
اور نہ پایا تو تسبیح چھین کر ایک طمانچہ اونکے منھ پر لگایا اونھون نے نہایت غضب
سے جھپٹ کر اپنی سپر اور تلوار اوٹھالی انکا تلوار اوٹھانا تھا کہ اون دونون
صاحبون کا غائب ہونا تھا جب وہ غائب ہوگئے انکا ڈر کے مارے برا حال ہوا
مسجد مین ٹھہرنا محال ہوا خدا خدا کرکے رات کٹی صبح کو یہ کیفیت حضرت ممدوح سے
کہی آپنے فرمایا کہ ہمنے اسی واسطے تمکو منع کیا تھا مگر تمہارے خیال مین نہ آیا اسکا
یہ ثمرہ پایا نقل ہے کہ جن دنون حضرت کے صاحبزادے حقیقت و معرفت آگاہ
حضرت مولوی محمد حزب اللہ صاحب اپنے اخ معظم برادر مکرم برگزیدہ درگاہ ربانی
مولوی محمد نورانی صاحب کے مکان مین جو درگاہ شریف سے ملا ہوا ہے رہتے تھے
ایک مرتبہ قریب نصف شب کے کیا دیکھتے ہین کہ روشنی کی شعاع مکان کے
دیوارون پر ایسی کھلی ہے کہ جسکے دیکھنے سے دل کو نہایت بیکلی ہے آپ بڑے
متعجب ہوکر کوٹھے پر چڑہے تو دیکھا کہ درگاہ شریف کے اندر بہت مشعلین
روشن ہین اور لوگ بکثرت آپسمین ہمسخن ہین واللہ عالم فاتحہ پڑہتے تھے
یا حضرت سے کچھ التجا کرتے تھے جب صاحبزادے موصوف نے یہ کیفیت دیکھی تو دوسرے
کوٹھے پر چڑھ کر صاحبزادے والاتبار کرامت شعار سے خبر کی آپنے فرمایا کہ
تمکو اس سے کیا غرض ہے جاکر سو رہو اسکے فکر مین نہ پڑو راقم آثم ہیچمدان کہ اوس
زمانے مین بہت ہی صغر سن تھا اور حضرت والد ماجد کے پاس ہی لیٹا تھا
لیکن اوس وقت جناب چھوٹے چچا صاحب کا آنا اور حضرت والد ماجد کا فرمانا
سمجھ لیا تھا اور اوسی روز ہمارے چچا قبلہ و کعبہ دو جہان مولوی محمد نورانی

صاحب نے ایک ناگہن میان غلام محمد صاحب کے ہمراہ لکہنو سے بہیجا تہا وہ اوس وقت
شب کو ایکبہ پہونچی تہی اور وہ شب عید الضحیٰ تہی اوہنون نے بہی بعینہٖ یہ کیفیت دیکہی
تہی اور لوگون سے کہتی تہی اسی طرح اکثر واقعات جنون کی آپکے انتقال کے بعد
لوگون نے بچشم ظاہر دیکہی اور دیکہتے ہین برابر ایسے ساتہہ گذرے ہین اب جاننا چاہیے
کہ ہمارے حضرت سے اس قدر کمالات اور خوارق عادات ظہور مین آئی کہ حد شمار
سے خارج ہین اور علاوہ اسکے آپکے انتقال کو پچپن ۵۵ سال کے قریب مانہ گذرا اس
حال مین کوئی آپکے دیکہنے والون اور مریدون سے باقی نہ رہا لہذا مجبور ہوکر اسی قدر
پر اکتفا کیا **ذکر وفات شریف** آپکے انتقال کا وہ حال لکہا جاتا ہے کہ جسکے
صدمہ سے راقم کا کلیجہ منہ کو آتا ہے آج جس وقت سے مین آپکے انتقال کی حالات
اپنی حضرت والدہ ماجدہ مدظلہا سے تحقیقات کی اور اوہنون نے بیان فرمائے اوس وقت
سے مجہہ پر عجب حالت طاری ہے دل کو نہایت بیقراری ہے اشک آنکہون سے چلے آتے
ہین ہر چند ضبط کرتا ہون نہین رکتے ہین جب پچپن سال کے بعد آپکے انتقال کی
حالات سننے سے میری یہ حالت ہے تو خدا جانے اوس وقت کے دیکہنے اور سننے
والون کی کیا کیفیت ہوگی عین اشک روانی مین یہ سلسلہ جنبانی ہے کہ ایک روز آپ
مسجد شریف کے محراب مین قرآن مجید کی تلاوت فرماتے تہے کہ یکایک ہاتف غیب نے
یہ ندا کی کہ اب تمکو خداوند تعالیٰ نے بلایا ہے اور تمہارے ساتہہ دو عورتون کو بہی
طلب فرمایا ہے آپ یہ ندا سنکر اور تلاوت سے فراغت پاکر گہر مین تشریف لائے
اور چشمان مبارک سے اشک حسرت نہایت فرط محبت سے روان فرمائے اور
ارشاد کیا کہ خداوند تعالیٰ نے ہمکو بلایا ہے اور دو عورتون کے نام لیے کہ اونکو بہی

ہمارے ساتھ طلب فرمایا ہے جناب والدہ صاحبہ فرماتی ہین کہ جس وقت آپ اپنی زبان مبارک
پر یہ حرف لاے اوس وقت کی حالت کو کیا کہون عجب طرح کا کہرام اور ماتم تہا ہر
مرد وزن مبتلاے رنج والم تہا آپکے صاحبزادے والا تبار کرامت شعار یہان تشریف
نہ رکہتے تہے لکہنو مین تحصیل علوم کرتے تہے لوگون نے یہان سے بہت جلد آدمی دوڑایا
صاحبزادے کو اپنی ہمراہ لیکر آیا مگر صاحبزادے صاحب کا یہ حال تہا کہ شدت رنج وغم
سے نہ کہانا کہاتے تہے نہ پانی پیتے تہے نہ کسی سے بات کرتے تہے علحدہ منہ لپیٹے
رات دن پڑے رہتے تہے ایک روز صاحبزادے صاحب آپکے اندوہ فراق مین
نہایت بیقرار ہوے بڑے رنج وغم مین گرفتار ہوے حضرت صاحب آپکے پاس
خود تشریف لے گئے اور فرمایا کہ تم غم نکرو ابہی چند روز ہمارا یہان دنیا مین قیام
ہے زیادہ رہنے سے کیا کام ہے ہرچند آپ بہولی کی باتین فرماتے تہے مگر تسکین
نہ آتی تہی دل کی بیقراری نہ جاتی تہی حضرت کے اوسی تاریخ سے یہ کیفیت تہی کہ
ظاہر مین نہ کوئی بیماری اور نہ علالت تہی مگر گہڑی گہڑی طاقت کو زوال تہا چند روز مین
عجب حال ہوا کہ اوٹہنا بیٹہنا محال ہوا کرسی پہ بیٹہا کر جمعہ کی نماز کے واسطے لیجاتے تہے
مگر آپ خدا کی قدرت سے کل نماز کہڑے ہوکر ادا فرماتے تہے اور ارشاد کرتے تہے
کہ جس وقت مین دو رکعت نماز بیٹہ کر پڑہونگا اوسی دن پہر دنیا مین نہ
رہونگا پہر جب آپکے انتقال کا وقت قریب آیا تب آپنے ایک روز یہ
فرمایا کہ ہمکو باہر لے چلو ہم اپنی مدفن کی جگہہ تم لوگون کو دکہا دین اپنے سامنے
بتا دین پہر جس وقت آپ کو کرسی پر بیٹہایا اور چار دن صاحبزادون نے لیجا کر
اوس مقام پر پہونچایا اور آپنے اپنی جگہ بتائی اوس وقت ساری شیعہ کے

لوگ جمع تھے لوگوں کی بیقراری اور گریہ وزاری سے عجیب ہنگامہ اور شور تھا ہر
طرف سے صدائے درد و واویلا و امصیبتا کا بلند تھا سب یہی کہتے تھے کہ جدا جانی آپکے بعد
ہمارا کیا حال ہوگا صدمہ مفارقت سے جینا وبال ہوگا پھر آپ مکان پر تشریف
لائے اور چند روز اپنے یہاں قیام فرمایا بعد اسکے ایک روز بطور وصیت کے
آپ کی زبان مبارک سے یہ کلام آیا کہ ہمارا مقبرہ نہ بنانا اور قبر پختہ نکرنا اور ہماری
قبر پر روشنی اور چراغ کبھی نہ آئے اور کسی طرح کی بدعت ہونے پائے پھر کئی
روز کے بعد آپنے فرمایا کہ اب ہمکو مقبرہ بنانے کی اجازت ہے اور باقی بدستور
وصیت ہے اور اپنے فرزندوں کے حق میں یہ وصیت فرمائی کہ کبھی کوئی امر
خلاف شرع نکرنا اسکا خیال بہت کچھ رکھنا اور اپنے صاحبزادے والا تبار کرم شعار
مقبول بارگاہ ربانی حضرت مولانا شاہ محمد حمدانی صاحب کو اپنے سامنے اپنا جانشین
کرکے اپنے اور صاحبزادوں سے حکم دیا انکو سجادہ سمجھنا کوئی کام انکی
خلاف مرضی نکرنا اور اوسی وقت یہ بھی ارشاد کیا کہ میری اولاد سے جو
راہ راست پر چلیگا وہ تمام عمر نان ونفقہ کا محتاج نرہیگا اور یہ بھی فرمایا
کہ جو شخص میری اولاد کو ایذا و رنج پہونچائیگا یا اونکے ساتھ گستاخی یا دغا بازی
سے پیش آئیگا وہ ضرر شدید پائیگا اور خوب سزا پائیگا اس وصیت کا
امتحان تو بارہا ہوتا رہا ہے ایک شخص بے ادب نے آپکے نواسہ صاحب سے
آپکے تشریف کے سامنے کچھ گفتگو بیہودہ کی ہنوز دو ہفتہ بھی گذرنے کی نوبت نہ آئی
کہ خوب سزا پائی اور اوسی وقت یہ بھی فرمایا کہ میں نے حق تعالی کی جناب میں
دعا کی کہ میری اولاد زمانہ دجال تک باقی رہے سو قبول ہوئی اور اخیر وصیت

یہ فرمائی کہ ہماری یہی چار فرزند یعنی مولانا شاہ محمد حمد انی اور مولوی شاہ محمد
نورانی اور مولوی محمد روحانی اور مولوی محمد حزب اللہ ہمکو غسل دیکر کفن پہنائیں
انکی سوا اور کوئی صاحب ہان نہ آئیں اور یہی پہلے ہمارا جنازہ اوٹھائیں اور
انہیں چارون فرزندون میں سے کوئی فرزند ہماری جنازی کی نماز پڑہائیں
اسی طرح سے بہت وصیتیں فرماکر پانچوین شعبان ۱۲۴۵ھ ہجری کو پنجشنبہ کے
روز صبح کی نماز دو رکعت بیٹھکر پڑہی اور اوسی دن پہر دن چڑہی اوناسی برس
چہہ مہینی کی عمر مین آپکے روح پر فتوح نے جانب علیین کی پرواز فرمایا ساکنان
ارض وسمانی انا للہ وانا الیہ راجعون کا شور مچایا افسوس صد افسوس ہیہات
ہیہات جس وقت اوس ذات سراپا فیض وبرکات نے عالم فنا سے عالم بقا کی طرف
اپنا رخ انور پہیرا ہے تو یہ معلوم ہوتا تہا کہ ساری جہان کو تاریکی اور اندہیری
نے گہیرا ہے اوس وقت کی صدمۂ مفارقت اور رنج ومصیبت کا کیا بیان
ہی جسکی شرح کرنے سے سراسر قاصر قلم کی زبان ہے جس وقت یہ چارون صاحبزادی
حسب وصیت غسل دینی کو چلی تو پیچہے سے مولوی محمد حیدر صاحب ساکن فرنگی محل
یہ بہی پہونچے شاید مولوی صاحب نے بہی حضرت صاحب سے بروقت غسل دینے کے
اپنی صاحبزادی کی اجازت لی لی تہی اب سنئے کہ جب غسل دینی لگے تو ایک مرتبہ
حضرت کے دست راست کی انگشتان مبارک پر نگاہ پڑی تو دیکہا کہ آپکے حسب عادت
برابر چلتی ہین اس حالت مین بہی یاد خدا سے غفلت نہین کرتے ہین تب مولوی صاحب
نے پکار کر فرمایا کہ دیکہو جو ہمنے سنا تہا وہ آج ہماری مرشد نے ہمکو دکہایا وہ یہ
سنا ہی کہ آپنے اوسی حالت مین ایک مرتبہ آنکہ کہولی اور پہر بند کرلی اب معلوم

کرنا چاہیے کہ یہ آنکھ کا کھولنا اور بند کر لینا اور عقد انامل کا جاری ہونا فقط
اسواسطے تھا کہ لوگوں کو اس مصرعہ پر کہ ؎ نباشد موت ہرگز اولیا را ۔ یقین کامل
ہو جاوے دیکھنے والوں کے دل پر کبھی خلاف شبہ نہ آوے جب آپکے تجہیز و تکفین
کر چکے اور جنازہ مبارک کو چاروں صاحبزادے باہر لے چلے تو باوجودیکہ مہینہ اساڑھ
کا تھا مگر پانی برستا تھا اوسی وقت کئی ٹکڑے ابر کے گھر آئے اور خداوند تعالے
نے چند قطرات باران رحمت کے برسائے آخر کار بڑی ہجوم اور کثرت سے آپکے
جنازے کی نماز پڑھکر بموجب وصیت کے دفنایا بعد ازاں ہر شخص صدمہ مفارقت
سے گریہ وزاری کرتا ہوا اپنے گھر آیا آپکا کفن نہایت پاکیزہ و لطیف تھا ایک بی بی
کہ آپکی مریدنی تھیں وضو کر کے درود شریف پڑھتی جاتی تھیں اور خاص اسی
نیت سے سوت کاتتی جاتی تھیں جب اس طور سے سوت طیار ہوا تب ایک
نورباف ساکن زیدپور کہ آپکے مرید حافظ قرآن تھے تلاوت کرتے جاتے تھے
اور اوسی سوت سے کپڑا بنتے جاتے تھے جب سارا کپڑا کفن شریف کا اسی طرح سے
بنکر طیار کیا تب ایک ہندو مسلمان معتقد نے ظاہر و مطہر کر کے اوسی شوق سے لیے
اسکے بعد آپنے اپنے سامنے اپنا کفن قطع کرایا اور وہی کفن آپ کو دیا گیا اور
آپکے وفات شریف کی تاریخیں لوگوں نے بکثرت کہی ہیں انمیں سے چند تاریخیں
یہاں لکھی ہیں تاریخ وفات شریف خمیس خامس شعبان ز لوح حق آگاہ ۔
بخلد شد یقین ہفتاد و ند سن و شش ماہ ۔ بگفت مخبر امر نجات تاریخش ۔ زہی نجات
حق ہلم نجات اللہ ۔ دیگر صد کرسی بعرش شد ناگاہ ۔ طور گریدی کلیم اللہ
زیر الم لسر برہنہ خورشید ۔ داغ افروز گشت سینہ ماہ ۔ سبز رخت کشیدہ نوان

گفت * قدوۃ السالکین نجات اللہ * آپ یہان سے وہ حال کرامت اشتمال جو
بعد انتقال کے آپکی ذات بابرکات سے وقوع مین آئی لکھی جاتی ہین اسکے بعد
پھر مریدون کے حالات آئینگے کرامت آپکے روضہ شریف کی برابر آپکے
صاحبزادے والاتبار کرامت شعار کی مسجد ہے اور اوسکے برابر کنوان ہے
اوسکا پانی پیشتر نہایت ٹھنڈا اور شیرین تھا دفعۃً ایسا کھاری ہوگیا کہ منہ
مین نہ دیا جاتا تھا ایک روز آپکے چھوٹے صاحبزادے حقیقت و معرفت آگاہ
مولوی محمد حزب اللہ صاحب نے خواب مین دیکھا کہ مین اوسی کوے سے پانی
بھرتا ہون اور کیا دیکھتا ہون کہ حضرت صاحب درگاہ شریف کے چبوترے کے
کنارے کوے کے متصل تشریف لائے اور مجھ سے پانی طلب فرمایا مین نے عرض
کیا کہ یا حضرت یہ پانی نہایت کھاری ہے پھر ارشاد کیا کہ ڈول پانی کا ہمارے
سامنے لاؤ مین نے حاضر کیا آپنے اوس مین سے ایک کلی پانی لیکر اپنے دہن شریف
مین رکھا اور پھر اوسی ڈول مین چھوڑ دیا اور فرمایا کہ آپ یہ پانی کوے
مین ڈالدو مین نے وہ پانی لیکر کوے مین ڈالدیا پھر جب مین خواب سے اوٹھا
تو فوراً کوے پہ جاکر پانی بھر کر پیا تو نہایت شیرین پایا پھر جب اپنے والد
والاتبار کرامت شعار کی خدمت مین حاضر ہوکر سب ماجرا بیان کیا آپنے فرمایا
کہ تمنے بڑا غضب کیا بے نمازی لوگ پانی پینے کو اس کوے پہ چڑھتے ہین یہ کھاری
پانی بہر لو تھی اسی وجہ سے مین نے دعا مانگکر کھاری کرایا تھا مین نے عرض کیا
یا حضرت میرا کیا قصور ہے یہ تو سراسر حضرت صاحب کے تصرف کا ظہور ہے
کرامت ایک مرتبہ حافظ سعد الدین صاحب نے چاہا کہ آپکے عرس شریف

میں قوالوں وغیرہ کو لائیں اور آپ کے مزار شریف پر حال و قال کا خوب رنگ جمائیں
چنانچہ حضرت کے صاحبزادے والا تبار کرامت شعار سے عرض کیا کہ یا حضرت آپ کے
عرس شریف میں قوالوں کو لاؤں گا مقام امر پنڈی سے ڈھولکی اور تنبورا بجوایا بلوا
شور محشر کرتا ہوا اپنے مرشد کی مزار پر آؤں گا آپ نے فرمایا خبردار ایسا ارادہ ہرگز
نکرنا کبھی اپنے دل میں یہ خیال نہ لانا عرض کیا یا حضرت جو چاہے کیجیے جو سزا چاہے
دیجیے مگر میں اپنے ارادے سے باز نہ آؤنگا ضرور سے قوالوں کو لا کر گواؤں گا
آخر جب عرس شریف کے ایام قریب آئے اور حافظ صاحب نے قوال وغیرہ ٹھہرائے
اور صبح کو قصد چلنے کا کیا دیکھتے کیا ہیں کہ حضرت صاحب سامنے کھڑے ہیں اور
اپنی انگلی دندان مبارک کے نیچے دبائی ہیں اور فرماتے ہیں کہ اے سعدالدین یہ کیا
حرکت ہے خبردار ایسا نکرنا نہیں تو بڑی سزا پاوگے یہ فرما کر آپ تشریف لے گئے
حافظ صاحب کے ڈر کے مارے ہوش اڑ گئے اور جس قوال نے حافظ صاحب کے
ساتھ چلنے کا وعدہ کیا تھا وہ شدت درد شکم سے ساری رات تڑپا کیا یقین تھا
ہلاک ہو جاوے جب حافظ صاحب کو قوال کی علالت کی خبر پہونچی تو اوسکے پاس جا کر
یہ کیفیت کہی اوسنے اوسی وقت توبہ کی فوراً درد جاتا رہا صحت پائی
دوبارہ زندگی ہاتھ آئی **کرامت** حافظ ابو سعید جناب بھائی مولوی
عبدالجلیل صاحب کے فرزند ارجمند بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ شب کو بکر چاندنی
کے دھوکھے سے یہ معلوم ہوا کہ صبح ہو گئی حالانکہ رات بہت تھی حضرت والد مجید
جلدی سے اوٹھے اور تہانے کے واسطے دروازہ کی طرف سے مسجد کو چلے اور میں بھی بہت
جلد کچہری کی طرف سے چلا جب کھڑکی کھولکر مسجد میں پہونچا تو دیکھا کہ ایک صاحب

لباس سفید پہنے ہوئی ممبر کے پاس نماز پڑھتے ہین مین سمجھا کہ یہ صاحب کوئی
مسافر ہین جب والد صاحب تشریف لائے مین نے پوچھا کہ یہ صاحب کون
ہین اور کہان سے آئے والد صاحب نے اشارہ سے فرمایا کہ چپ ہو پہر وہ بزرگ
نماز پڑہ کر حجرے کی طرف چلے اور کہڑکی تک پہونچے پہر آگے مین نہ جانتا کہ کہان
تشریف لے گئے صبح کو والد ماجد نے مجہسے فرمایا کہ تم جب اس طور سے دیکہنا
تو کبہی خوف نہ کرنا یہ حضرت صاحب تہے جو شب کو مسجد مین نماز پڑہتے تہے آپ
اکثر یونہین آتے ہین اور نماز پڑہکر تشریف لیجاتے ہین اور حافظ صاحب موصوف
کا یہی بیان ہے کہ حسب اتفاق جب مینے حاجی شاہ وارث علی صاحب سے بیعت
کی تو ایک روز اسی طرح حضرت کی زیارت مجہے ملی کہ جب مینے اوسی سال ماہ صیام
کی تراویح مین محراب سنائی تو ۲۷ تاریخ بعد فراغ ختم قرآن شریف کے جب مکان
میں جاکر لوٹا بت سونے کی آرزو دفعتہً خواب مین کیا دیکہتا ہون کہ مین مسجد کے
اندر حجرے کی دہلیز کے برابر چراغدان کے متصل بیٹہا تلاوت کرتا ہون
ایک مرتبہ نگاہ جو اوٹہائی تو یہ کیفیت دیکہنے مین آئی کہ باہر سے دروازہ سے
ایک بزرگ نہایت پاکیزہ صورت جناب حضرت مولوی نورانی صاحب کے
شباہت بڑی شان اور شوکت اور وجاہت سے ایک لیا وہ بہت بہاری
اوڑہے اور پایجامہ رولی دار پہنے اور دوہری ٹوپی سر مبارک پر رکہے اور
اور جوتی چیراہوا ان پہنے اور عصا ہاتہ مین لیے ہوئے تشریف لاتے ہین
اور آپکے پیچہے تین شخص اور بہی آتے ہین یہان تک کہ آپ مسجد کے اندر
تشریف لائے اور بیچ کے در مین قدم رنجہ فرمائی مینے چاہا کہ اوٹہکر آپ کی

تعظیم بجالاؤن آپنے فرمایا تم قرآن شریف پڑھتی ہو تمہین تعظیم معاف ہی
پھر آپ جس جگہ مین حاضر تھا وہین بیٹھے اور مجھسے فرمایا کہ تم کسکے مرید ہوئی
ہنوز مین عرض کرنے نہ پایا تھا کہ اون تینون صاحبون مین سے ایک صاحب
بولے کہ یہ حاجی وارث علی صاحب کے مرید ہوئی آپنے فرمایا کہ کچھ مضائقہ
نہیں تم اپنا ہاتھ ہمکو دو یعنی ہمسے بیعت کرو مینے ہاتھ دیا آپنے مجھے مرید
کیا اور یہ آیت اِنَّ اللّٰہَ بالغ امرہٖ آخر تک پڑہا لی اور پھر اوہیون کی طرف
مخاطب ہوکر فرمایا تم شاہد رہو کہ یہ لڑکا ہمارے مریدی مین آیا یہ فرماکر تشریف
لیگئے یہی حال حضرت والد ماجد اور قبلہ و کعبہ دو بھائی حضرت مولوی
محمد نورانی صاحب اور حضرت مولانا ابو البقا عبد الحکیم صاحب سے عرض کیا
سبھون نے مجھے مژدہ دیا کہ بیشک وہ حضرت صاحب تھے کہ تمکو مرید کیا اور یہ
بیعت تمہاری صحیح ہوئی کرامت مولوی عبد اللہ والد ماجد حافظ فضل اللہ
اول ہندو قوم کایتہ سے تھے اور انکا نام منسکھرای تھا یہ حضرت صاحب کے مرید
ہوئے اور ایمان لائے مگر حضرت کے انتقال کے بعد انکی نیت مین کچھ فتور آیا
اپنی طبیعت کو مذہب باطلہ کی طرف پھر مخاطب پایا اسکے بعد بیمار ہوئے بڑی
سخت عارضہ مین گرفتار ہوئے ایک روز دیکھا کہ حضرت صاحب سامنے کھڑے
ہین اور فرماتے ہین کہ توبہ کرو نہیں تو اس سے زیادہ سزا پاؤ گے بہت پچتاؤ گے
مولوی صاحب کہتے ہین کہ جب مینے یہ کیفیت دیکھی تو پھر توبہ کے بعد چند ہی
شیطان نے پھر اپنا جال بچھایا اور اوسی فتور مین مجھے پھنسایا اب کی مرتبہ
اس قدر بیمار ہوا کہ ہلاکت کے قریب پہونچا پھر حضرت صاحب کو اوسی طرح

دیکھا فرماتی ہین کہ اپنی نیت کی سزا پائی ہو مگر باز نہین آتے اب کی صدق دل سے
توبہ کرو نہین تو اسی بیماری مین ہلاک ہو جاؤگے ہرگز صحت نہ پاؤگے مولوی
عبداللہ صاحب کہتی ہین کہ پہر تو مین نہایت خجل اور پشیمان ہوا اور اعتقاد کامل اور
صدق دل سی مسلمان ہوا حضرت کے تصرف سی اوسی وقت خداوند تعالے
نے صحت عنایت فرمائی اور حلاوت ایمان کی کیفیت دکھائی اسی طرح سی
ہزارہا حالات اور خوارق عادات آپکے حیات اور انتقال کے بعد آپ کی
ذات بابرکات سی جیسے وقوع پائی ایسے کم سننے مین آئی واللہ عالم بالصواب
واللہ المرجع والمآب تمام ہوا تیسرا باب **بشارت مقبولیت ملفوظات**
طیبات آج اس مہینے صفر ۱۲۸۹ ہجری کی چوتھی تاریخ ہفتہ کے روز
جب اس فقیر سراپا تقصیر نے باب سوم اس ملفوظ کا جسمین سراپا کرامتین جناب
حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی لکھی ہین ختم کیا اور دوپہر کو حسب معمول اپنی
کمرہ مین سونے گیا اوس وقت دل مین یہ خیال آیا کہ آج ملفوظ کے مضمون
کی صداقت اور اوسکی قبولیت کا امتحان کرنا چاہیے چنانچہ اسی نیت
سی اوسی کمرہ مین فرش پہ لیٹا اور نجات المومنین یعنی اس ملفوظ کو
اپنے سرہانے رکہا اور آپ کی طرف رجوع کی کہ یا حضرت صاحب جدامجد
رحمۃ اللہ علیہ اگر یہ ملفوظ مقبول ہے اور مضمون اسکے صحیح و راست
ہین تو اسوقت اپنی زیارت سراپا برکت سی مجہی مشرف فرمائیے پہلے
بڑی دیر تک قبلہ کی طرف منہ کیے ہوے لیٹا رہا مگر نیند نہ آئی اور کچھ
خنکی معلوم ہوئی مین اوٹھ بیٹھا اور چادرہ اوسی جگہ علحدہ رکہا تھا

اوسی اوٹہا کر اوڑہ لیا اور منہ بند کرکے لیٹ رہا پہر تو خوب غافل ہوکر سو گیا ایک بارگی کیا دیکھتا ہون کہ مین اپنی جناب والدہ ماجدہ مدظلہا کے پاس کہڑا ہون اور جناب والد ماجد برگزیدۂ بارگاہ ربانی حضرت مولانا شاہ محمد حمدانی صاحب رحمتہ اللہ بہی اوسی جگہ تشریف رکھتے ہین حضرت والدہ صاحبہ فرماتی ہین کہ حضرت صاحب نے ہمسی فرمایا ہے کہ آج ہم گہر مین آتے ہین پانچ روز برابر رہینگے چہٹے روز چلے جائینگے جسکا جی چاہے آئے اور ہماری ملاقات کرجائے یہ سنکر حضرت والد ماجد نے فرمایا کہ اگر حضرت صاحب نے وعدہ فرمایا ہے تو ضرور تشریف لائینگے اور اپنی زیارت سے مشرف فرمائینگے بعد اسکے کیا دیکھتا ہون کہ مین اپنے مکان کی ڈیوڑہی مین تنہا بیٹہا ہون اور جناب حضرت صاحب لباس سبز پہنے نہایت پاکیزہ صورت بڑی شان وشوکت سے باہر کی جانب سے تشریف لیے آتے ہین آپ کی صورت دیکھتے ہی مین باغ باغ ہوگیا اور اپنے دل مین کہا کہ سبحان اللہ آپ بموجب وعدہ کے تشریف لائے اور اوٹہکر آداب بجالایا آپ نہایت خوشی سے اندر کو تشریف لے چلے مین بہی آپکے پیچہے چلا آپ گہر مین داخل ہوئے اور سب لوگ زیارت بابرکت سے مشرف ہوئے اوس وقت اندر سے باہر تک یہ معلوم ہوتا تہا کہ برابر ایک نور چہا گیا ہے اور عجب برکت و آبادی ہے تمام بستی کے لوگ آپ کی تشریف آوری کی خبر سنکر آتے ہین اور زیارت سے مشرف ہوکر جاتے ہین خوشی کے مارے پہولے نہین سماتے ہین پہر آپ نے ہمشیرہ کے مکان مین جہان ہمشیرہ عزیزہ رہتی ہین اوسکے دالان

کی طرف گھر ہی مین تشریف لیجا کر پانچ روز برابر قیام فرمایا اور آپکا یہ معمول ہی کہ دن بھر مین دو چار مرتبہ گھر سے باہر آکر گورستان مین تشریف لاتے ہین اور جناب والدہ صاحبہ وغیرہ کے پاس گھڑی گھڑی تھوڑی دیر ٹھہر کر پھر اوسی گھر مین چلے جاتے ہین اور جو لوگ کہ آپکی زیارت کے واسطے آتے ہین وہ مشرف ہوتے ہین لیکن حال یہ ہی کہ آپکے رعب و دبدبہ سے کوئی آپکے پاس ٹھہر نہین سکتا بھی جو جاتا ہی زیارت کر کے جلد ہی سے چلا آتا ہے اب سنیے کہ اوسی پانچ روز کی میعاد مین جو آپنے اپنی قیام کے واسطے مقرر کی تہی ایک روز کیا دیکھتا ہون کہ مین اوسی ڈیوڑھی مین بیٹھا ہون اور آپ اندر سے باہر کو تشریف لائے اور عصر کی نماز کے واسطے مسجد کو چلے مین بھی آپکے ساتھ ہو لیا اور دیکھا کہ مسجد کے چبوترہ پر نمازی لوگ جمع ہین اور حضرت والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ مسجد کے کوے پر وضو کرتے ہین اور جناب منجھلے چچا قبلہ وکعبہ و بھائی حضرت مولوی شاہ محمد نور الی اور جناب چھوٹے چچا قبلہ وکعبہ حقیقت و معرفت آگاہ مولوی محمد حرز اللہ صاحب مسجد کے چبوترہ پر بیٹھے ہین حضرت صاحب بھی اوس جگہ بیٹھ گئے اور سب لوگون کی طرف مخاطب ہو کر کچھ باتین فرمانے لگے اوس وقت مینے حضرت والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ خداوند تعالے نے ہمارے حضرت دادا صاحب کو ایسا مرتبہ عالی عطا فرمایا ہے کہ کبھی سننے مین نہین آیا ہے پچپن سال کے بعد قبر سے اوٹھ کر اس طرح سے آنا اور با خلاف پانچ روز برابر تشریف رکھنا اور بخوبی تمام لوگون سے ملاقات کرنا اور مخاطب ہو کر باتین فرمانا یہ کسی بزرگ کو نہیں سنا فرمایا کہ فی الحقیقت

خداوند تعالی نے آپ کو ایسا ہی رتبہ دیا ہے پہر اوسی پانچ روز کی میعاد مین
ایک روز کیا دیکھتا ہون کہ آپ وسی کمرہ سی برآمد ہوی اور بیرانی حویلی
یعنی اپنی مسجد خاص مین نماز پڑہنی تشریف لے چلے اور فرمایا کہ آج ہم
اپنی مسجد مین نماز پڑہنے چلتے ہین اور پڑہ کر پہر آتی ہین پہر تہوڑی دیر کے
بعد آپ تشریف لای اور اوسی کمرہ مین قدم رنجہ فرمائی پہر اوسی میعاد
مین ایک روز دیکہا کہ آپ ظہر کی نماز پڑہنی اپنی مسجد شریف مین تشریف
لے گئے اور مین اس مسجد مین نماز کی واسطے آیا یہان حضرت والد ماجد اور
حضرت منجہلے چچا صاحب عمر ہم کو پایا اور مینے بدستور نماز پڑہا لی جب نماز
فرض سی فراغت پائی تہا اوس وقت میرے دل مین یہ خیال آیا کہ آج
حضرت صاحب کو تشریف لای ہوی پانچ روز ہو چکی کل آپ چلے جاینگی پہر ہم
آپ کی زیارت کہان پاینگی یہی خیال کر کے روتا ہوا حضرت والد ماجد کے
پاس کہ اوسی جگہ دوسرے درجہ مین کہڑی ہوی بعد نماز فرض کے حسب
معمول کچہ وظیفہ پڑہ رہی تہی گیا اور عرض کیا کہ آج حضرت صاحب کو
تشریف لای ہوی پانچ روز ہو گئی کل آپ تشریف لے جاینگی آج اچہی طرح
سی مجہ سی ملاقات کرا دیجیی آپ نے اشارہ سی فرمایا کہ اچہا پہر مین نماز پڑہ کر
مکان پر آیا اور جناب والدہ ماجدہ صاحبہ سی پوچہا کہ حضرت صاحب کہان
ہین فرمایا کہ بیرانی حویلی مین نماز پڑہنی گئی ہین مینے عرض کیا کہ کہ یہان
تشریف لائینگے یا نہیں فرمایا کہ ہان آتے ہونگی اوس وقت مینے اپنے
ل ہین بڑی افسوس سی خیال کیا کہ کل چہٹا روز ہے آپ تشریف

لیجائینگی پہر واللہ عالم کب آئیں یا نہ آئیں اسی خیال مین تہا کہ آنکہ کہل گئی
جب مینی حضرت والد ماجد سے عرض کیا تہا کہ آج اچہی طرح سے زیارت کر چکی
اوس وقت مجہے رقت آگئی تہی جب آنکہ کہلی تو برابر آنسو جاری تہے
اور دل کو ایسی فرحت وکیفیت حاصل تہی جو ہرگز تحریر مین نہیں آسکتی

چوتہا باب آپکے مریدان راسخ الاعتقاد اور خلفا کے بیان مین اور اولاد امجاد کے حالات مین

اب واضح ہو کہ ہمارے حضرت کے مرید ایسی کثرت سے تہے کہ جنکی شمار وتحقیقات کی نہایت
دقت ہے اور بہت لوگ آپکے مریدون مین بڑے بڑے عالم وفاضل اور درویش
صاحب نسبت واہل دل تہے واللہ عالم کن کن ملکون اور ولایتون سے لوگ
آتے تہے بعد امتحان مرید ہو کر فیض پاتے تہے چنانچہ مولانا عبد اللطیف
سمرقندی کہ جنکا حال باب سوم کی پہلی حکایت مین لکہا گیا ہے کیسے عالم
وفاضل اور درویش کامل تہے کس زور وشور سے سمرقند سے آئے اور
بعد امتحان کے کیسا فیض پایا جو مطلب تہا وہی ہاتہ آیا مولانا سلیمان فارسی
یہ بہی بڑے ایرانی عالم وفاضل معزز باوقار تہے مرید ہونے کے بعد یہین
شہر لکہنؤ مین قیام رہا ہمیشہ درس وتدریس سے کام رہا مولوی منور علی صاحب
بدوالی یہ مرید ہونے کے بعد تا حیات آپہی کی خدمت بابرکت مین رہے
اور یہین کہ سہی شریف مین انتقال ہوا یہ بہی درویش بڑے کامل صاحب نسبت
واہل دل تہے انکا معمول تہا کہ پوشیدہ عبادت کرتے تہے شب کو جب
سب لوگ سو جاتے تو یہ جنگل کو نکل جاتے اور ساری رات عبادت
الہی مین مصروف رہتے جب کچہ رات باقی رہتی تو چپکے آکر اپنی جگہ پر

بیٹھے رہتی انکی انتقال کے بعد لوگون نے اکثر دیکھا کہ اپنی قبر سے نکلی ہین اور
اوسی باغ مین جہان قبر تھی ٹہلتی ہین چنانچہ ایک فقیر انورشاہ کہ حضرت
صاحب کے بڑی خادم تھی اور اوسی باغ مین ہمیشہ رہتی تھی مولوی صاحب کی
دیکھا کہ اپنی قبر سے بجسم اصلی حضرت صاحب کا ایسا لباس پہنی ہوئی باہر تشریف
لائی اور باغ مین ٹہلنے لگے پھر جب انکو دیکھا تو جلدی سے جا اوسی قبر مین چلی گئی
اسی طرح سے اکثر کمالات اور خوارق عادات مولوی صاحب کی حیات و
انتقال کے بعد وقوع آئی مولوی صاحب مرحوم فرماتے تھے کہ ہماری حضرت صاحب
حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے محفل شریف مین ہر روزہ جاتے ہین
اور آپکے پاس بیٹھ کر آپکے چوبدار ہی ہین یہی آپ کو خدمت ہے اسی کی یہ برکت
اور عظمت ہے مفتی غلام حضرت صاحب رئیس اعظم شہر گورکہ ہماری حضرت کے مرید
اللہ اکبر ارادت و عقیدت مین لاثانی اپنے پیر و مرشد پر عاشق زار جان و مال
سے پیر و مرشد پر نثار فی الحقیقت جو حق خدمت گزاری اور جان نثاری کا مفتی
صاحب بجا لائی ایسا کاہیکو کسی سے ہوتا ہے یون کہنی کو تو ہر شخص کہتا ہی
مگر کرنا بہت دشوار بڑی خدا پرستون کا کام ہے مفتی صاحب جب عدالت
انگریزی مین سو روپیہ ماہوار کے نوکر ہوئی اور پہلا مشاہرہ پایا تو کل روپیہ
آپکے حضور مین پہونچایا اور عرض کیا کہ آپ ہی اسکے مالک ہین غلام کو
چاہیی کہ جو کچھ کمائی اپنی آقا کے سامنی لائی پھر آقا مالک و مختار ہے غلام کو کیا
اختیار ہے حضرت صاحب مفتی صاحب کے اس سعادت اور لیاقت سے نہایت
خوش ہوئی اور بیس روپیہ اوسمین سے لیے اور باقی واپس کیے اور فرمایا

کہ خدایا یہ ہمیشہ خوش وشاد رہی اسکے دین و دنیا کی دولت کا خانہ آباد رہے
حضرت صاحب بھی انکو اس قدر چاہتی تھے کہ خاص اپنا فرزند جانتے تھے
سچ ہے جو خدمت کرتا ہی وہی عظمت پاتا ہی ؎ ہر کہ خدمت کرد او مخدوم
شد ؛ باقی آپکے اور حالات فیض سمات کے لکھنے کی کیا ضرورت ہے خود بخود
تمام عالم میں شہرت ہے عالم و فاضل با علم حکیم حاذق و کامل و بہیبل صاحب
عزت ذی مرتبہ ذی شان بڑی معزز باوقار عالی خاندان سرکار انگریزی
کی عدالت کے مفتی نہایت محتاط و متقی باوصف اسکے کہ سرکار انگریزی
کے نوکر تھی مگر سود کی ڈگری کبھی نہ کرتے اور تعطیل کے واسطے جمعہ کا روز بجای
اتوار کے مقرر کیا تھا اور اپنی کچہری کے اہلکاروں کو یہ حکم دیا تھا کہ جمعہ کے
روز کوئی صاحب کچہری مین نہ آئین اور اتوار کے روز ہم سب کو کار سرکار
مین مصروف پائین حکام بالا دست نے بہت چاہا کہ یہ فعل انکا موقوف
ہو جاوی جمعہ کے روز تعطیل نہونی پاوی مگر خدا کی عنایت سے کسی کا کچھ کیا ہرگز
نہ چلا ہمیشہ آپ برابر مفتی عدالت رہی بعد اسکے جب سرکار انگریزی نے اپنی
قلمرو سے اس عہدہ کو موقوف کیا تو مفتی صاحب خانہ نشین رہے بعد اسکے
صدر الصدوری کی عہدہ پر مامور ہوئی پھر چند سال قبل از انتقال نوکری
چھوڑ کر خانہ نشین ہوئی اور بقیہ عمر عبادت الٰہی مین صرف کی بعد اسکی انتقال
فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون مولوی شمس الدین مفتی صاحب کے منجھلے بھائی
و مولوی سراج الدین چھوٹے بھائی یہ سب بڑی ابرار و ذی شان تھے یہ بھی
مرید مع تمام خاندان تھے جناب مولوی نوازش علی صاحب مفتی صاحب کے حقیقی

ہو ابھی تک خدا کے فضل سے بقید حیات موجود ہین راقم اثم نے مفتی صاحب کے
حالات تو سنے ہین مگر آپکے بچشم خود دیکھے ہین الحق ایسے عاشق جانباز سراپا
سوز وگداز کا ہے کو ہوتے ہین اپنے مرشد کے نام پر ہر وقت جان ومال سے
حاضر کسی طرح خدمت گذاری مین نہین قاصر جب سے حضرت صاحب نے
انتقال فرمایا ہے ہر مہینے کی پانچوین تاریخ فاتحہ دلاتے ہین کسی حالت مین ناغہ
نہین فرماتے ہین اور فاتحہ سالانہ یعنی عرس شریف بھی بڑی دہوم سے
کرتے ہین ہر حال مین مرشد ہی کی یاد رکھتے ہین فی الحقیقت اپنے مرشد کے
عشق ومحبت مین مولوی صاحب کی عجب حالت ہے راقم کی چشم دیدہ کیفیت
ہے کہ جس وقت آپکے سامنے مرشد کا ذکر آجاتا ہے عجب حالت وکیفیت ہوجاتی
ہے دیکھنے والون کو بیساختہ رقت آتی ہے تیس برس برابر حضرت کی خدمت
فیضدرجت مین آتے جاتے رہے سب طرح کی کیفیت دیکھی اور صحبت بابرکت
سے حظ اوٹھاتے اور فیض پاتے رہے فی الحقیقت ارادت وعقیدت شے دیگر
اور عشق ومحبت امر دیگر ہے حضرت کے نزدیک انکا بھی یہ مرتبہ اور وقار
تھا کہ صاحبزادون مین شمار تھا حضرت نے اپنے راز ونیاز کی جو حالات انسے
فرمائے وہ کسی کے سننے مین بھی نہین آئے چنانچہ باب سوم کی حکایتون
سے بخوبی صداقت ہے دوبارہ بیان کی کیا ضرورت ہے پھر ایسے شخص کی
بزرگی اور کمال کا کیا ٹھکانا ہے جنکے اوپر سراسر رحمت پروردگار ہے انکو ساتھ
حضرت کے ادنے تصرف کا یہ حال ہے کہ نہ کسی کے نوکر نہ چاکر نہ کوئی ریاست
نہ کوئی حکومت مگر عجیب دبدبہ اور رعب وشوکت وشان ہے بیشک حضرت کے

اونکی تصرف کا یہ اعلان ہی تمام شہر کے عالم و فاضل ہر فن کے اوستاد کامل صاحب ریاست و اہل حکومت سب بہ تعظیم و تکریم پیش آتی ہین اپنا پیشوا و مقتدا جانتے ہین یہ کیا مجال کہ کوئی حاکم شہر مین آ ہی اور آپ کی ملازمت نہ کر جا ہی تحریر و تقریر کا یہ حال ہے اگر کوئی سامنا کری کیا مجال ہے فصاحت و بلاغت کلام مین یہ لطف و لطافت ہی کہ نبات و قند مین بہی نہین یہ حلاوت ہی مجہے تو جس وقت اونکی سخنان شیرین یاد آتی ہین کیا کہون جو میرے کام و زبان حظ اوٹہاتی ہین بڑی عابد و زاہد و متقی و پرہیزگار بے ریا خدا کی یاد مین شب بیدار اور تہجد گزار راقم آثم نے ہرگز مبالغہ نہین کیا ہی جو کیفیت واقعی تہی اوسیکو لکہدیا ہی بزرگون کے حالات مین مبالغہ کا کام نہین لن ترانی اور زیادہ گوئی کا نام نہین حافظ محمد ابراہیم خوش نویس بن حافظ نور اللہ نور اللہ مرقدہما آپکے مریدان والا شان اور ارادت مندان عقیدت نشان مین بڑی ممتاز اور سرفراز تہی مراسم آداب و تعظیم جیسی یہ بجالاتی ایسی اور کسی سے وقوع مین نہین آئی آپکے آداب و لحاظ کا یہ حال تہا کہ کسی حالت مین اپنی مرشد کے سامنی نہ بیٹہتی تہی بہروں دست بستہ کہڑے رہتی تہی اس سی زیادہ حد ہے کہ راقم آثم کے جناب والدہ ماجدہ مدظلہا حافظ ابراہیم صاحب کی سگی لوتی اور حافظ سعد الدین صاحب کے حقیقی بہتیجی ہین مگر جب کبہی والدہ صاحبہ کا ان دونون صاحبون سی سامنا ہو جاتا تہا تو جہک کر فراشی سلام بجالاتے تہے اور جہٹ کر قدم چہوتی تہی اور خاک نعلین کو آنکہون سی ملتی تہی حافظ ابراہیم صاحب تو اپنی طریقہ خوش نویسی مین ہمیشہ مصروف تہی اور جب حضرت صاحب کی

طلبی مین منادی غیب نے ندا سنائی اور حافظ صاحب نے خبر پائی تو زیارت
کے واسطے حاضر ہوئے اور درگاہ مجیب الدعوات مین مناجات کی کہ خداوندا
مجھے میرے مرشد کا غم نہ دکھانا میرے تئین پہلے ہی اس دنیا سے اوٹھانا چنانچہ
حضرت صاحب سے دو مہینے پیشتر انتقال فرمایا حاجی سید خادم علی صاحب لوہی کو
رہنے والے یہ بھی ہمارے حضرت کے مرید تھے بہت اچھے بزرگ بڑے نیک بخت مسکین
صفت تھے جب لوہی محمد حیدر صاحب حج کو جانے لگے تو صاحبزادے والا تبار
کرامت شعار کو انکو ساتھ کر دیا بڑے اعزاز و اکرام سے اپنے ہمراہ لیا پھر جب کعبہ
شریف سے لوٹ کر لکھنؤ مین آئے تو پہلے حضرت شاہ مینا صاحب کی مسجد مین
قیام کیا مگر وہان کے لوگون نے حسب دستور چند روز کے بعد ٹھہرنے نہ دیا
آخر کار صاحبزادے والا تبار نے قسائی کے پل کی مسجد مین لیجا کر ٹھہرایا پھر
تا زندگی وہین قیام فرمایا پھر تو حضرت کے تصرف سے ایسی شہرت ہوئی کہ
مریدون اور معتقدون کی نہایت کثرت ہوئی چنانچہ آپ ہی کے مرید و خلیفہ
حضرت حاجی وارث علی شاہ صاحب ہین کہ جنکی بزرگی نے ایسی شہرت
پائی ہے کہ لاکھ آدمیون سے زیادہ مرید کرنے کی نوبت آئی اور ہر روز ایسی
ترقی اور شہرت ہوتی جاتی ہے کہ خدا جانے کون کون ملکون اور شہرون کی
خلقت آپ کی زیارت کے واسطے آتی ہے حاجی صاحب نے فقط اپنے چھپانے کے واسطے
ظاہر شریعت کے خلاف قدم مارا ہے مگر انکی بیعت مین بعض بعض مرید ایسے ہی
کہ بعض جاہل ہین اپنا دین و ایمان ناحق بگاڑا ہے بلکہ سچ تو یہ ہے کہ دین محمدی
مین ایسا رخنہ پڑا ہے کہ جسکا بہت ہی بڑا مواخذہ ہے حاجی صاحب کی بزرگی [illegible]

ہرگز شبہ نہیں نعوذ باللہ کسی طرح کی بدگمانی کا دل میں وسوسہ نہیں مگر جہلا
مریدون کے واسطے بڑی بڑی خرابیان ہین اللہ اکبر کیسی کیسی گمراہیان ہین
نماز روزہ کے نام سے نفرت ہے بدعات و امور خلاف شریعت کے طرف نہایت
درجہ کی رغبت ہے راقم آثم اکثر لوگون کو سمجھاتا ہے کہ حاجی صاحب کو
خدائی صاحب کمال بنایا ہے بڑا مرتبہ عنایت فرمایا ہے اسی وجہ سے فقط انہون
نے اپنے چھپانے کے واسطے ظاہرا یہ حیثیت بنائی ہے تم لوگون کی ناحق شامت آئی
ہے کہتے ہین کہ ہم تو حاجی صاحب کے سوا کسی کو نہین جانتے ہین شریعت و طریقت
کچھ نہین مانتے ہین غرض کہ جاہلون سے کچھ زور نہین چلتا ہے جو جسکے جی مین
آتا ہے وہی کرتا ہے خیرات علی شاہ حضرت بندگی میان کی امیٹھی کے رہنے والے
ہمارے حضرت کے مرید یہ فقیر آبائی تہے پہر حضرت کے تصرف کی بدولت بڑے صاحب
دولت ہوے انکی فقیری نے بڑی شہرت پائی حتی کہ وزیر بادشاہ تک رسائی
کی نوبت آئی بادشاہ غازی الدین حیدر کا دیوان راجہ سیوا رام انکا بڑا
معتقد تہا اوسی کی مصاحبت مین ہمیشہ رہتے تہے اور بہت کچھ پیدا کرتے تہے
جب خداوند تعالی نے حضرت کے تصرف کی بدولت مال و دولت ہاتہی گہوڑے
سب کچھ دی تو اونہون نے حضرت کی مسجد و مکان کی نقل مع حجرے و کوٹہے
پختہ عالیشان بنوائی اور ایک باغ بہت عمدہ لگا کر اوسکی چار دیواری
پختہ طیار کرائی اپنے انتقال کے قریب ایک ہاتہی لا کر حضرت صاحب کی
مزار پہ نذر کر دیا پہر چند روز کے بعد ملک عدم کا رستہ لیا انکو مرید ہونے کی
کیفیت اور انکی شہرت کی مفصل حقیقت باب سوم مین لکہی ہے اسی وجہ سے

یہان ورج نہین کی ہے مولوی امیرالدین صاحب عظیم ابادی آپکے مرید نہایت
خوش اوقات متصف بجمیع صفات تہے عالم باعمل اور درویش بے بدل تہے
مولوی جمیل الدین صاحب فرخ ابادی خاص رہنے والے قصبہ شیخ پور کے
جو متصل فرخ اباد کے ہے یہ بہی ہمارے حضرت کے معززترین مریدان مین بڑے
نامی گرامی ہوے بڑے ذی علم صاحب استعداد آپکے اکثر صاحبزادون کے
اوستاد تہے مولوی صاحب ممدوح کی یہ مناجات بڑی مقبول مشہور رہے چنانچہ
منہاج العارفین جو مطبع نظامی مین چہپی ہے اوسکے آخر مین مسطور ہے
مناجات الٰہی بحسن وجمال محمد ✽ الٰہی بفضل و کمال محمد ✽ الٰہی بحق نبی مکرم ✽
الٰہی بجود و نوال محمد ✽ الٰہی بروح نبی حجازی ✽ الٰہی بجاہ و جلال محمد ✽ الٰہی بآن
ختم النبیین ✽ الٰہی بصدق مقال محمد ✽ الٰہی بتصدیق صدیق اکبر ✽ وزیر صداقت
آل محمد ✽ الٰہی بانصاف فاروق اعظم ✽ امیر عدالت سگال محمد ✽ الٰہی باکرم
عثمان عفان ✽ کہ شد کشتہ در امتنان محمد ✽ الٰہی بتکریم و اعزاز حیدر ✽ کہ ظاہر
شد از وی کمال محمد ✽ الٰہی بتطہیر خاتون جنت ✽ کہ جان داد از قال محمد ✽
الٰہی با فضال سبطین اقدس ✽ جگر گوشہ و فخر آل محمد ✽ الٰہی باعزاز روح خدیجہ ✽
کہ بو دست محو وصال محمد ✽ الٰہی بتقدیس روح حمیرا ✽ کہ بودہ فدای جمال محمد ✽
الٰہی باخلاص عباس و حمزہ ✽ کہ بودند غمخوار حال محمد ✽ الٰہی بتوقیر زید ابن
حارث ✽ الٰہی بعشق بلال محمد ✽ الٰہی بسوز دل ویس قرنی ✽ کہ بود عاشق
زلال محمد ✽ الٰہی بمقبولی غوث اعظم ✽ کہ عین علی بود آل محمد ✽ دلم را عنایت
کنی تازہ عشقے ✽ بمجبوری خط و خال محمد ✽ مراد دلم را برآری الٰہی ✽ بتائید صحابہ

آلِ محمد * مراد جمیل ست آنی کاش بنید * بر رویا ہی صادق جمال محمد * لیل از مردان خود بصر و وس ملے * بشنید بصفت نعال محمد * بروز یکہ نفسی یکوئید مرسل * شفیعم بود جملہ آل محمد * شیخ عابد علی صاحب کن عقیدہ مذکور رکھتی تہے کہ ہماری لبستی کے تیس چالیس آدمی آپ کے مرید تہے حافظ جمال احمد صاحب ابن مفتی محمد عوض ساکن بالس بریلی بڑی نامی گرامی حضرت صاحب کے معزز مریدون مین تہے حافظ صاحب اپنی ذات سے مع اہل عیال شہر لکہنؤ مین تشریف رکہتے تہے اور حضرت کے حضور مین ہمیشہ حاضر رہتے تہے حافظ صاحب قران شریف کے پڑہنے مین بڑی شہرت رکہتے تہے اور فقیر محمد خان بہادر آپ کی بہت تعظیم و تکریم کرتے تہے کچہ درماہہ بہی مقرر کیا تہا اور اپنے احاطہ مین جو گولہ گنج کی متصل ہے ایک مکان بہی بنوا دیا تہا ہمیشہ اوسمین رہتے تہے اور کہین آنے جانے سے غرض نہ رکہتے تہے مولوی جمال الدین مولوی ہمارے حضرت صاحب کے مرید یہ بہی بڑے ابرار تہے عابد و زاہد متقی و پرہیزگار تہے جس وقت کہانا کہاتے ہر لقمہ پر تین بار بسم اللہ پڑہتے تب لقمہ منہ مین رکہتے قریب انتقال کے صاحبزادے والا تبار کے حضور مین حاضر ہوئے پانچ چہہ مہینے بیمار رہے بعد اوسکے آپ ہی کے مکان پر انتقال کیا آپ نے بڑی عزت اور حرمت سے اونکو دفن کر دیا مولوی عبد اللہ صاحب جنکا ذکر تیسرے باب مین ہو چکا ہے یہ قوم سکے کا یستہ شہر لکہنؤ کے رہنے والے تہے ہمارے حضرت کے یہان آکر مسلمان ہوئے اور ایمان لائے علم فقہ وغیرہ کی خوب تحقیقات کرکے توکل اختیار کیا اور اوسی توکل مین اوقات عزیز کو تا دم مرگ بخوبی نباہ دیا عبادت و ریاضت

مین لاثانی تہی بیشک مقبول بارگاہ ربانی تہی میر امید علیصاحب آپکے مرید
بہ خدمت جسمانی مین لاثانی ہوی یعنی خدمت کے درجہ کو یہان تک پہونچا دیا
کہ مرشد کا پاخانہ تک اپنی ہاتہ سی صاف کیا اس خدمت کے صلے مین حضرت کے
بارگاہ سی جو کچہ عظمت پائی وہ ظاہر ہی کہ حضرت سید احمد صاحب شہید کی
حکایت سی جو باب سوم مین لکہی ہی بخوبی ظاہر ہے مولوی سید عبد العلی بداونی
آپکے مرید جنکا ذکر باب سوم مین ہو چکا ہے جو کیفیت واقعی ہے وہ یہ
فقیر لکہ چکا ہے عبد اللہ شاہ عرف مٹہو شاہ یہ بہی قوم ہنود سی بہرام پور
کے قانون گو تہی جو لب گہاگرا ہی اور سنتے ہین کہ اوسی مقام کو نواب گنج
بہی کہتی ہین آپکے حضور مین حاضر ہوکر ایمان لائی اور مرید ہوی اور
فقیری اختیار کی انہون نے بہی ساری عمر آپکی خدمت مین گزاردی
اول کرسی شریف مین اپنا مکان بنایا اور نکاح کیا اور اولاد بہی ہوئی مگر
حضرت کے انتقال کے بعد جب انکی زوجہ نے قضا کی تو پہر یہان سی لکہنو
چلی گئی اور اشرف اباد کی مسجد مین رہنا اختیار کیا آخر واصلان حق مین پہونچکر
بڑا مرتبہ پایا اور پیر ضعیف ہوکر وہین انتقال فرمایا انور شاہ ساکن شیخ پور
جو قصبہ فتح پور کے متصل ہے یہ قوم ہنود سی راجپوت تہی یہ بہی آپکے حضور
مین حاضر ہوکر مشرف باسلام ہوی اور فقیری اختیار کی ہمیشہ عبادت
و ریاضت سی کام تہا شب و روز آپ ہی کی باغ مین قیام تہا مولوی غلام حیدر صاحب
ساکن شیخ پور متصل فرخ اباد یہ سرکار انگریزی مین بعہدہ جلیل القدر
نوکر تہی حضرت کے حضور مین حاضر ہوکر ترک روزگار کیا خدا نے بڑا مرتبہ دیا

کہ تہبند باندہ کر نکر و تامت دنیاوی سے فارغ البال ہوی مرشد کے تصرف سی
درجہ ولایت کو پہونچکر صاحب کمال ہوی ایک روز حضرت صاحب نے اون کے
بہت لوگون کے سامنی یہ ارشاد فرمایا کہ ہماری جنازی کی چادر تم لینا اور
کسی کو نہ دینا بعد چندی مولوی صاحب حضرت صاحب کے حیات مین کعبہ شریف
کو چلی گئی اور وہین رہنا اختیار کیا سرمہ بیچتی تہی اور صاحبون کو تقسیم کرتی تہی
جب آپکا انتقال ہوا تو صاحبزادی والاتبار کرامت شعار کو چادر کے بارہ
مین بموجب وصیت کے تردد ہوا کہ مولوی صاحب کعبہ شریف مین ہین یہ چادر
کیا کی جاوی وصیت کے خلاف کسو [illegible] ہی جاوی جیسی ہی آپکے جنازہ کی نماز
پڑہ کر قبر شریف کے اندر اوتارا تو دفعتہ مولوی صاحب آ ہی اور سب لوگون نے
بخوبی دیکہا اور ملاقات کی پہر بموجب وصیت کے چادر لی اور فوراً نظرون سے
غائب ہوی پہر جو دریافت کیا گیا تو معلوم ہوا کہ مکہ شریف مین بدستور
سرمہ بیچتی ہین اور وہین رہتی ہین میان درگاہی شاہ صاحب بٹیں کر وال
متصل فتح پور آپ کی خدمت مین حاضر ہو کر مرید ہوی اور فقیری اختیار
کی ساری عمر آپ ہی کے حضور مین گزاردی ہمیشہ آپ کی مسجد مین رہتی تہی
اور اذان کہتی تہی اور تعویذ بہی لکہا کرتے تہی اور شاہ صاحب اہل برادری
بہی تہی انکی بہانجی کی اولاد نہو تی تہی اونہون نے ایک روز اس طور سے
آپ کے حضور مین عرض کیا کہ اگر آپ کی دعا سے میری بہانجی کی اولاد ہو تو
اوسے آپ ہی کی نذر کردون پہر آپ کی دعا کی برکت سے شاہ صاحب کے بہانجی
کے ایک صاحبزادی پیدا ہوئین تو اپنا وعدہ پورا کیا یعنی بعد بلوغ کے

حضرت کی صاحبزادی مقبول بارگاہ ربانی مولوی شاہ محمد نورانی صاحب کے
عقد نکاح مین دیا شیخ مخدوم بخش صاحب ساکن ٹریل متصل نواب گنج بارہ بنکی
سب لوگ انکی بہت عزت و حرمت کرتے تھے اور ذی علم تھے یہ بھی آپکے مرید
تھے انکی بھی اولاد نہین ہوئی تھی چنانچہ انہون نے بھی اولاد کے بارہ مین آپسے
التجا کی ایسا ہی وعدہ کیا پھر جب آپ کی دعا سے انکی گھر مین بھی دختر نیک اختر
پیدا ہوئین بعد دو چار سال کے انکی بی بی نے قضا کی چونکہ یہ اہل برادری بھی تھے
صغر سن مین صاحبزادی صاحبہ کو اپنی والدہ ماجدہ کے ہمراہ آپکے حضور مین حاضر
کیا آپنے اپنی صاحبزادی مقبول بارگاہ الہ مولوی محمد حزب اللہ صاحب کے ساتھ
اونکا نکاح کر دیا گنگا پرشاد قوم کا بیتہ ساکن لکھنؤ یہ بھی آپکے حضور مین حاضر
ہوکر مسلمان ہوکر مرید ہوے صوم و صلواۃ بخوبی کرلی تھی اور گاہی گاہی گوشت
بھی کہا لیتے تھی مگر واللہ عالم ظاہر مین کس مصلحت سے اپنی وضع کو تبدیل نکرتے تھے
حیثیت قدیم پر رہتے تھے ایک روز صاحبزادی والا تبار کرامت شعار نے فرمایا
کہ میان گنگا پرشاد تم ظاہر مین مسلمان ہو جاؤ نہین تو بعد مرگ تمہارے عزیز
و اقارب تمہین جلا دینگے مفت مین رسوا و بدنام کرینگے عرض کیا یا حضرت
مین جلایا نہ جاؤنگا اسواسطے کہ پندرہ ہزار بار درود شریف ہر روز پڑھتا ہون
اور کبھی ناغہ نہین کرتا ہون اور صدق دل سے مسلمان اور حضرت صاحب
کا مرید با ایمان ہون آخر کار بفضل کردگار جس دنون انکا انتقال ہوا وہ ایام
ہنود کے پچکون کے تھے ہنود کے مذہب مین جو کوئی ان دنون مرتا ہے
اسے نہین جلاتے ہین یونہین دفن کر دیتے ہین ایک روز کا ذکر ہے کہ حقیقہ

بہت پیتے تھے ایک مرتبہ نصف شب کو یکایک انہیں جوش آیا اوسی حالت مین
ایک چھوٹا سا نقارہ دیکھہ پایا تو اوسکی چوب اوٹھا کر بڑے زور سے اوسی نقارہ پر
لگائی اور تین مرتبہ یہ آواز بلند فرمائی کہ اس وقت کوئی ہے جو ایک چلم حقے
کی ہمین بھردے اور اوسکے عوض مین دلی کی سلطنت لے مگر تقدیر سے کوئی خبر نہوا
جب صبح کو حضرت صاحب سے ملاقات ہوئی آپنے صورت دیکھتے ہی فرمایا کہ کہتی
کو کبھی ہضم نہین ہوتا ہے جب آپنے یہ فرمایا تو لالہ صاحب کو بہت حجاب آیا
منشی درگا پرشاد قوم کائتہ ساکن لکھنو یہ بھی آپکے حضور مین حاضر آئے
اور مسلمان ہوکر صدق دل سے ایمان لائے اور مرید ہوے مگر چند روز انکا
مسلمان ہونا کسی پر ظاہر نہوا بجز رازدارون کے کوئی ماہر نہوا ایک روز
انہون نے اپنے افلاس کا حال آپسے عرض کیا آپنے فرمایا کہ تم اپنے
مکان پر جاؤ انشاء اللہ تعالے تمہارا افلاس مٹ جاویگا اور بہت کچھ
تمہارے ہاتھ آئیگا پھر جب یہ رخصت ہوکر لکھنو آئے اور منو خان
میر عمارت سے نواب سعادت علیخان نے مدت کا کاغذ طلب کیا
اور خان مذکور نے اوس کاغذ کو پیش کیا تو نواب نے دیکھکر اختصار چاہا
اور بڑے بڑے منشیون نے زور مارا مگر حسب خواہش نواب کے مختصر
نہوسکا تب درگا پرشاد نے رسائی کرکے منو خان سے اوس کاغذ کو
لیکر درست کیا پھر جب نواب نے ملاحظہ کیا تو بہت پسند آیا اور درگا پرشاد
کو بلاکر انعام و خلعت عطا فرمایا اور محکمہ عمارت شاہی کا دیوان بنایا پھر انہون نے ہزار
روپیہ کمایا اور اپنا اسلام ظاہر کیا اور نام انکا عبد الصمد رکھا گیا جب خدا وند تعالے نے

انکو غریب سے امیر بنایا تو اونہون نے حضرت کا روضہ شریف کہ نہایت
وسیع اور رفیع ہے بلا شرکت غیرے تعمیر کرایا راجہ گنجن سنگہ راجہ مولی سنگہ کے
بیٹے جو نواب صفدر الدولہ کے مصاحب تہے آپکے حضور آکر مشرف باسلام
ہوے اور مرید ہوکر پڑہے نمازی اور قران خوان ہوے مگر ظاہر مین یہ بہی
وضع ہندؤن کی بنائے رہتے تہے آخر کو یہ حال ہوا کہ ترک دنیا کر کے نیپال کے
پہاڑ پر رہنا اختیار کیا اور وہین انتقال ہوا اور باقی حال انکا باب سیوم
مین بیان ہوا اسوڑہی کے راجہ بابو نراین سنگہ اور راجہ ابہے سنگہ
یہ بہی آپکے حضور مین حاضر ہوکر مشرف باسلام ہوے بیشتر اپنے تئین چہپائے
رہے مگر بروقت قضا کرنے کے ان دونون گورکہپور مین تہے اپنی قوم
سے وصیت کی کہ مجہے ہرگز نہ جلانا مین حضرت صاحب کا مرید ہون پہر جب
اونہون نے قضا کی لوگون نے چاہا کہ اونکو لیجا کر گہاٹ پہونچا دین اور اونکی
وصیت سے گہر والون کو آگاہ کرین جب دریا پر رامتی مین جو گورکہپور کے
کنارے بیٹہی ہے کشتی پر سوار کیا تو خدا کی قدرت سے کشتی دریا مین غرق
ہو گئی لاش پانی مین کہو گئی مفتی غلام حضرت صاحب ہین دریا کے
کنارے موجود تہے اونہون نماز جنازہ کی پڑہ دی بیشک خدا انکی مغفرت کرے
منشی میٹہو لال قوم کایتہ ساکن لکہنو یہ بڑے معزز کوتوال شاہی کے نامی گرامی منشی ہے
یہ بہی ہمارے حضرت کے مرید ہوے اور ایمان لائے نماز پنجگانہ بقید پڑہتے تہے اور
تلاوت قران مجید ہمیشہ کرتے تہے اور دلائل الخیرات کا بہی ورد رکہتے تہے
اور علاوہ اسکے بہت کچہ وظائف پڑہتے تہے اور یہ سب باعلان کرتے تہے

اور اپنی صورت بہی مثل مسلمانون کے بنائی رہی مگر ظاہر مین ہندو بنی رہی
جہان کہین اپنی برادری مین جاتے جب وقت نماز کا آتا فوراً پڑہ لیتے
اور یہ بہی کہتی کہ مین مرید حضرت مولانا شاہ نجات علی قدس اللہ سرہ العزیز
کا ہون جسکا جی چاہی مجکو شریک کرے اور جسکا جی چاہے نہ کرے حضرت کی
برکت سے اونکا کوئی اہل برادری دم نہ مارتا تہا ہمیشہ تا زیست اسیطرح
رہی اور بوقت انتقال کے اپنے اسلام کا اقرار کیا ہر شخص کو بخوبی خبردار
کیا چنانچہ اونکے انتقال کے بعد کوئی ہندو اونکے قریب آیا مسلمانون نے
اپنے دین و آئین کے موافق جنازہ اوٹہایا منشی سید عبد اللطیف عرف
نواب بشیر الدولہ بہادر رئیس لکہنؤ یہ بہی آپکے مرید تہی لکہنؤ کی سرکار مین
اہل سنت و جماعت مین بعہدہ نائب شرف الدولہ کے اس سرکار مین جو ورود
انکا ہوا وہ کسیکا نہین ہوا امجد علی شاہ بادشاہ کے زمانہ سے زمانہ واجد علی شاہ
تک برابر وہی اعزاز و اکرام رہا تازیست تعلق خزانہ کا کام رہا میر آلو لطیف
بدوالی آپکے مرید سرکار انگریزی مین بعہدہ جلیل القدر شہر دہلی مین
نوکر تہی انکا قصہ بہی تیسرے باب مین ہو چکا ہے میان گہیسا نوربافت
آپکے مرید جنکا بیٹا اندہا مادرزاد تہا اور آپکی دعا سے بینا ہوا تہا باوجودیکہ
یہ قوم کے نوربافت تہی مگر آپکے بڑے مقرب و صاحب وصاف تہی ایک روز
تفضل حسین خان نائب نواب سعادت علیخان حضرت کی ملازمت کو
آئی اوس وقت میان گہیسا اپنی ہیئت گدائی مین حضرت کے پاس بیٹہی
تہی خانصاحب کو دیکہکر چاہا کہ اوٹہکر علحدہ ہو جائین آپنے اونکا ہاتہ

پکڑکے اپنے پاس بٹھا لیا خانصاحب نے جب آپ کی عنایت اونکی حال پر اس قدر
دیکھی تو پوچھا کہ یا حضرت یہ کون بزرگ ہین فرمایا کہ یہ میان گھیسا قوم کے
نورباف ہمارے بڑے دوست ہین خانصاحب آپکا ارشاد سنکر مسکرائے اور
میان گھیسا سے بہ تعظیم وتکریم پیش آئے اللہ اکبر آپ جنکو اپنا دوست فرمائیں
پھر لوگ اون سے کیونکر بہ تعظیم پیش نہ آئین شیخ حفیظ الدین شیخ زادہ لکھنو
آپکے مرید بڑے رئیس عالیخاندان تھے اور یہی لوگ رئیس لکھنو کے تھے مگر انقلاب
زمانہ سے تباہ حال وپریشان حال ہوگئے منشی ناصر علی ساکن ملاوان آپکے
مرید بڑے نامی گرامی تھے میر ببر علی ملیح آبادی آپکے مرید بڑے نیک نہاد
اور راسخ الاعتقاد تھے حبیب خان قندہاری اور اونکے صاحبزادے
عبدالکریم خان یہ دونوں صاحب آپکے مرید تھے عبدالکریم خان پنشنر
لکھنو کی سرکار شاہی مین زمرۂ سواران مین نوکر تھے جب نواب معتمدالدولہ
عرف آغامیر بادشاہ غازی الدین حیدر کے وزیر قید ہوگئے تو
نواب مذکور نے خانصاحب موصوف کو آپکے حضور مین اپنی رہائی کے
واسطے بھیجا اور آپ کی توجہ سے نواب کو پھر خلعت وزارت ملا تو نواب نے انکے
ساتھ بہت کچھ سلوک کیا اور تین سو روپیہ ماہواری مقرر کئے باقی انکے اور حالات
اوپر گذر چکے ہین ہم مفصل لکھ چکے ہین عبدالغفور خان قندہاری یہ
بھی آپکے مرید تھے اور شیخ محمد قطب قند والے ساکن سرسنڈہ اور میر مدا ساکن
مقام مذکور ضلع نوابگنج بارہ بنکی یہ بھی آپکے مرید اور بڑے معتقد تھے چودھری
امام بخش تعلقدار قصبہ کرسی خاص اور اونکے بھائی چودھری غلام مرتضی اور

چودہری علی بخش برادر چچازاد چودہری مذکور اور شیخ غلام جعفر اہل برادری چودہریان مذکور قارئ ظہور اللہ کرسوی مولوی محمد کامل کیقبادی کرسوی مولوی پیر بخش یہ ذی علم صاحب معتقد اور بڑی نامی گرامی راجہ میورام دیوان بادشاہ غازی الدین حیدر و راجہ بالکشن دیوان بادشاہ نصیر الدین حیدر کے اوستاد تہی ہماری حضرت کے مرید بڑی راسخ الاعتقاد تہی اور شیخ کریم برادر حقیقی اور مولوی مدار بخش والد ماجد مولوی صاحب موصوف کے یہ بہی مرید تہی مولوی نظام الدین کرسوی مولوی بدر الدین کرسوی آپکے مرید تہی اور برادران حقیقی مولوی منعم بخش صاحب آپکے خلیفہ تہی مولوی نظام الدین خطیب کرسوی مولوی امام الدین کرسوی مولوی عبد السلام کرسوی میانجی محب اللہ کرسوی میانجی امان اللہ کرسوی یہ سب لوگ آپکے مرید بڑی معزز و ممتاز آپکے حضور میں سرفراز تہی یہ وہی میانجی امان اللہ ہیں کہ جنکی پوتے میان عزیز اللہ کی تعریف نور اللہ مولف ملفوظ مولانا شاہ عبد الرحمن صاحب نے اوسی ملفوظ میں لکہی ہے کہ عزیز اللہ مرید مولانا صاحب کے تہی اور بسبب انکی غربت و مسکینت کی اور حاصل کرنے علم وحدت وجود اور مثنوی شریف وغیرہ کی توجہ مولانا صاحب کی انکی حال پر بہت تہی چنانچہ اس جگہ عبارت کاتب ملفوظ کی ملفوظ مسطور سے بجنسہ نقل کیجاتی ہے چونکہ عزیز اللہ کم سخن و کم گو و مسکین وش بود حضرت عزیز می داشتند و درحق او بشارت دادند که روشنی کرسی عزیز اللہ ست عزیز اللہ عرض کرد که در کرسی رشد شاہ بجات اللہ صاحب ست مرا که خواہد رسید

حضرت فرمودند کہ پرستش تو زیادہ از اوشان خواہد شد بعد وصال حضرت
مولانا عزیز اللہ در لکھنؤ بیمار شد ہمان سال در کرسی رفتہ فوت کرد ہمون جا
دفن شد بمجرد انتقال قبرش سنجتہ شد و سکنہ آنجا را اعتقاد عزیز اللہ زیادہ از نشاء نجات اللہ
صاحب پیدا شد و نذر و نیاز بر قبرش شروع گردید چنانچہ الحال مزار او زیارت
تبرک واہ واہ کاتب مذکور کی کیا سچی کتابت ہی فی الحقیقت میان عزیز اللہ
کی ایسی شہرت ہے اول تو یہ کرسی نہایت مختصر قصبہ اور ویران ہی نہ کوئی
بڑی آبادی اور نہ شہر عالیشان ہی اکثر ایسا ہوتا ہے کہ بڑے شہرون مین
ایسے ویسے لوگون کا پتا اور نشان نہین ملتا ہے دوسرے اس بستی کا کوئی
شخص ایسا نہین کہ اس فقیر کے یہان نہ آتا ہو اور یہ کمترین کسی کو نہ جانتا ہو
مگر مجھ سے لا یزال کبھی میان عزیز اللہ کا نام بھی قبل اسکے سننے مین نہین
آیا جب مینے ملفوظ مذکور مین یہ کیفیت دیکھی تو نہایت حیرت مین آیا آخر بعد
تحقیقات کے دریافت ہوا کہ میانجی امانت اللہ کے پوتے میان عزیز اللہ تھے سبحان اللہ
جنکی ذات بابرکات سے اس کرسی کا بلند پایہ ہے اونکی رشک و حسد مین
ایک شخص گمنام بے نشان کو کاتب مذکور نے اس قدر بڑھایا ہی جس روز
سے مینے ملفوظ مذکور کو دیکھا ہے اوس روز سے میان عزیز اللہ کا ذکر اکثر
لوگون کے سامنے آیا ہے جو شخص یہ کیفیت سنتا ہے نہایت گھبراتا ہے
کاتب مذکور کی غفلت اور بناوٹ پر لوگ مسکراتے ہین ساری ملفوظ
کی صداقت پر حرف لاتے ہین سچ ہے ایسے بزرگ آفتاب عالمتاب کے
نسبت مین ایک شخص بدحقیقت نے لیاقت کو ترجیح کیا دیتا ہی درحقیقت

تھی الدارین اپنی منہ مین خاک لیتا ہے مولانا صاحب کی نسبت مین نعوذ باللہ
ہم کچہ نہین کہہ سکتی وہ بیشک بہت بڑی بزرگ تھی مگر افسوس ہی کہ مولف مذکور
مرگئی اگر زندہ ہوتے اور ہماری حضرت کے ملفوظ کی حالات دیکھتی تو البتہ آنکھین
کھل جاتی بہلا ذرہ کو آفتاب سے کیا نسبت ہی جسکا جی چاہے دیکھ لی کتاب
سے کتاب کی صداقت ہی اگر ایک بہی کرامت یا کوئی حکایت ہماری حضرت
کے ملفوظ کے مقابلہ مین کتاب مذکور کی ساری کتاب مین نکل آئی تو یہ
عاصی بیشک معقول ہوجاتی ورنہ اس سی کیا فائدہ ہے بیوجہ حسد
کرنا شیطان کا قاعدہ ہی شیخ محمد داراب کیقبادی کرسوی شیخ اسد علی
کرسوی شیخ محمد نجیب کرسوی شیخ راحت علی کرسوی شیخ کریم بخش کرسوی
شیخ مدار بخش ابن شیخ کریم بخش کرسوی مرزا نتھو بیگ کرسوی شیخ پیر غلام کرسوی
مدار بخش برادرزادہ میانجی محب اللہ کرسوی شیخ سلام اللہ خوشنویس کرسوی
شیخ نصرت اللہ کرسوی صاحب داد خان کرسوی محمد منیف ثابت خانی کرسوی
یہ سب لوگ آپکے مرید تھے اور علاوہ ان لوگون کے بہت آدمی اور بہی
اس قصبہ خاص کے آپکے مرید تھی چنانچہ میان عباد اللہ قوال کرسی
خاص کے رہنی والے یہ بہی آپکے مرید تھی اور خادم خاص تھی جہان کہین
حضرت تشریف لیجاتی تھی تو میان عباد اللہ آپکا کھڑاون اور عصا
لیکر ساتھ ہوتی تھی دیکھنی والے پہچان جاتے تھے کہ حضرت صاحب
تشریف لاتی ہین میان عباد اللہ آگے آگے آتے ہین میان عباد اللہ
کا عجیب غریب ساتھ ہوا ایک روز یہ تنہا اپنے گھر مین تھی شب کو بعد

بعد فراغت ضروریات معمولی کے عشا کی نماز پڑھ کر کنڈی اندر سے دیدی
اور جا نماز واسطے پڑھنے نماز واسطے پڑھنے نماز تہجد کے بچھی رہنے دی اور
اوسی پر اپنی تسبیح اور شاید ٹوپی بھی رکھدی اور کرتا بھی اوتار کر اوسی
جا نماز پر رکھدیا اور وضو کے واسطے لوٹا پانی کا بھی بھر کر اوسی جگہ رکھ لیا
اور سو رہے صبح کو حسب معمول جب اونکے گھر کا دروازہ نہ کھلا تو اہل محلہ نے
ہر چند اونکو پکارا مگر کچھ جواب نہ ملا جب ان زیادہ چڑہا اور دروازہ نہ کھلا
تو بہت لوگ جمع ہوگئے ہر چند آوازیں دیتے تھے مگر اندر سے کچھ جواب نہ پاتے تھے
اوسکا بیٹا کہیں باہر گیا تھا وہ بھی اوسی وقت آگیا یہ کیفیت دیکھ سنکر گھبرا گیا
کسی تدبیر سے دیوار پر چڑھ کر مکان کے اندر آیا وہان اپنے والد کو نہ پاکر
زیادہ تر گھبرایا جا نماز اوسی طرح سے بچھی پائی تسبیح اور ٹوپی اوس جگہ دیکھکر
اوسی اور بھی حیرت آئی عجب ماجرا تھا کہ کرتا اور لوٹا بھی اوسی جگہ رکھا تھا
نہ کسی جا نور کے آنیکا نشان اور نہ کسی اور طرف سے نکل جانیکا گمان پھر اسکے
بعد اونکے بیٹے نے انتہا درجہ کو تلاش کیا مگر کہیں سراغ نہ پایا اوس روز سے
کر بیب پچیس برس کا زمانہ گزرا ہے الی الآن کہیں نہیں پتا ہے واللہ عالم کیا
سانحہ تھا کیسا ماجرا تھا میان شبراتی حجام یہ بھی کرسی خاص کے
رہنے والے آپکے مرید اور دیکھنے والے ہیں یہان بجز انکے آپکے
مریدوں میں اہل بستی سے اب کوئی باقی نہیں رہا نوے برس سے
زیادہ عمر آئی ہے مگر خدا کے فضل سے ایسی قوت و توانائی باقی ہے کہ
دس کوس چلنے کی طاقت ہے مگر بیچارے مجبور رہتے کہ چند روز سے

بہت ضعف بصارت ہی الٰہ بخش خیاط کرسولی آپکے مرید اور خادم خاص تہے
حافظ دولاری قوم کے نداف آپکے مرید اور خادم خاص تہے اور حافظ
قران تہے بشارت اللہ عرف میگزی یہ بہی آپکا مرید کرسی خاص کا
رہنیوالا تہا محمد ہاشم قوم کے نوباف آپکے مرید تہے بڑے راسخ الاعتقاد
تہے اول کہیولی مین رہتے تہے ہر روز حضرت کی زیارت کے واسطے آتے آپکے ساتہ
نماز پڑہتے اور لوٹ جاتے آخر کو ہین کرسی شریف مین آکر قیام کیا پہر
تا زیست یہین رہے شیخ غلام قادر زمیندار موضع وہرسنڈ شیخ امام بخش
زمیندار مہنڈ میر قمر علی زمیندار موضع منٹی شیخ ظہور اللہ زمیندار موضع حسین
شیخ قدرت علی ابن ظہور اللہ یہ سب لوگ آپکے مرید ساکنان مواضع
ملحق کرسی شریف کے ہین اسی طرح سے ہزارہا لوگ آپکے مرید تہے کہ جنکی تحقیقات
اور نہین ہوسکتی اب کچہ احوال آپکے خلفاے والا اقتدار ولایت شعار
کا لکہا جاتا ہے اسکے بعد انشاء اللہ تعالیٰ آپ کی اولاد امجاد کا مفصل
حال آتا ہے یہ بہی خیال کرنا چاہیے کہ جیسے آپکے مریدون کی کثرت تہی
اسی طرح بہت لوگون کو خلافت تہی لیکن بسبب گذرنے زمانہ
دراز کے اکثر خلفا کے مفصل حالات ہاتہ نہین آتے ہین لہذا پانچ ہی
خلفا کی کیفیات لکہی جاتی ہین خلیفہ اول درویش کامل صاحب نسبت اہل دل
برگزیدہ بارگاہ خالق اکبر مولانا محمد حیدر علم و فضل مین بے بدل سرامد علماے
فرنگی محل ابن مولانا بحر الاعظم فخر امت رسول مکرم باعث بقاے دین متین
مولانا محمد مبین قدس اللہ سرہما ہمارے حضرت قطب الاقطاب کے مرید

خلیفہ فی الحقیقت بزرگی اور فضیلت مین بڑھی شہرۂ آفاق ہوی یہان تک کے والی
دکھن حیدراباد آپکے مشتاق ہوی چنانچہ کئی برس حضرت کی خدمت بابرکت
مین حاضر رہی بعد اسکے کچھ شرائط کرکے مرید و خلیفہ ہوی شرائط مذکورہ کا
ذکر باب سوم مین ہو چکا ہی راقم آثم مفصل کیفیت لکھ چکا ہے جب مرید ہوکر اور
خلافت پاکر لکھنو تشریف لیگئے جاتی ہی اشتہار بڑی دھوم دھام سی اپنی خلافت
کا اظہار کیا پہر تو آپ کی ذات سے اس قدر لوگون نے فیض ظاہری و باطنی
پایا کہ جسکا جو مطلب تہا فوراً آتا تہ آیا چنانچہ آپکے حقیقی نواسے واعظ احکام
شرع متین باعث استحکام سلسلہ دین وآئین مولوی حافظ محمد فخر الدین احمد صاحب
نے حسب استدعا اس فقیر کے آپ کی کچھ حالات اس ملفوظ مین داخل کرنے کو
قلمبند فرمای ہین وہی یہان بجنسہ لکھی مین آئی ہین ہرچند کہ راقم آثم نے اس ملفوظ
مین بجز مضمون کے کسی کی عبارت کو دخل نہین دیا ہے خواہ اچھا یا برا جو لکھ سکا
وہ لکھدیا ہے اول تو مولوی صاحب کی عبارت بجنسہ داخل کرنیکا باعث یہ ہے
کہ مولوی صاحب ممدوح کو علاوہ حاصل ہونے علوم عربی اور فارسی کی زبان
اردو کے محاورات کے خوب تحقیقات ہے یہان تک کہ مولوی صاحب کی فصاحت
وبلاغت اور خوش بیانی اور محاورہ دانی پر ساری شہر کے لوگ متفق ہین دوسرے
یہ لوگ صاحب سند نہایت مستند ہین جو کتاب یا عبارت انکی نظر سے گذر جاے
اوسکی سند معتبر ہو جاتی ہی پس اس بیچارہ و بیحالی کی کیا حقیقت کہ ایسی
صاحب لیاقت کی عبارت کا کوئی حرف گھٹا دی یا بڑہا دی لہذا مولوی صاحب
موصوف کی تحریر دلپذیر بجنسہ قلمبند ہوئی ہے ملاحظہ ہو بسم اللہ الرحمن الرحیم

بحمدہ و بفضلہ جناب مولانا مقتدانا عارف باللہ فنا فی اللہ مع اللہ حضرت شاہ نجات اللہ صاحب صادق قادری کرسوی قدس اللہ سرہ العزیز کے خلیفہ اول پیشوای ارباب علم و فضل عاشق پیغمبر ملک العلماء مولانا محمد حیدر علیہ الرحمۃ کا مفصل احوال کرامت شمال اگر اظہار ہو تو ایک ملفوظ جداگانہ طیار ہو شعر

دامان نگہ تنگ و گل حسن تو بسیار ٭ گلچین نگاہ تو ز دامان گلہ دارد ٭ لہذا یکی از ہزار و قسم ہوتا ہی اندکی از بسیار تحریر قلم ہوتا ہے کہ ملک العلما یعنی مولانا محمد حیدر

حضرت قدوۃ المحققین زبدۃ العارفین ملا محمد مبین اسکنہما اللہ تعالے بحر اعلی علیین کے ولد اکبر تھی شہر لکھنؤ اونکا وطن دار العلم و عمل فرنگی محل اونکا مسکن سلسلہ نسبت حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی طرف منجر ہے جنکی ذات فیض آیات نبی علیہ السلام مین مفتخر ہے اول محل سی اولاد نہ پیدا ہوئی کی باعث ملا مبین اسکنہ اللہ تعالی فی اعلی علیین نے اپنے زمانہ کے بعض اولیا کامل فقرا اہل دل کی طرف اس بات خاص مین دعا کی واسطے رجوع کی مصرعہ مردی از غیب برون آید و کاری بکنند ٭ ایک مرد صاحب باطن نے جمعہ کے روز ملا علیہ الرحمۃ کا وعظ سننے کے بعد نکاح ثانی کا ایمان کرکے اولاد پیدا ہونی بلکہ ملک العلما کی شکل شمائل کرامات و فضائل کی خبر دی اعتماداً ملا علیہ الرحمۃ نے دوسرا عقد قصبہ سہولی مین کیا اس محل سی پہلی ملک العلما پیدا ہوی وہ بزرگ اہل دل درویش کامل جنہون نے بشارت دی تھی زندہ تھی جب ملک العلما پاؤن چلنے لگے ایک روز ملا علیہ الرحمۃ کے ساتھ محفل وعظ مین مسجد گئے اون مرد با خدا نے جب صورت دیکھی تعظیم کی اور ملا علیہ الرحمۃ سی کہا کہ

کہ انہین صاحبزادی کو حالت کشف مین مینی مشاہدہ کیا تہا انکی شکل وشمائل سی آپ کو مطلع کردیا تہا پہر ملا علیہ الرحمۃ جبل اہل اللہ سے ملاقات فرمائی ملک العلما کے حق مین دعای سعادت دارین کروائی غرض کہ ملک العلما کی ذات ابتدا سی مورد عنایت الہی تہی کہ خاصان خدا کی دعا اور توجہ شامل حال ہوئی **فائدہ مولف کتاب** فی الحقیقت خداوند تعالی نے ملک العلما کو بڑا مرتبہ دیا تہا بیشک ولی مادرزاد پیدا کیا تہا یہ فاضل اپنے مرشد کے قدم بقدم تہی جیسی ہماری حضرت صاحب قدس اللہ سرہ العزیز کی ولادت شریف کی قبل بڑی بڑی بزرگان دین واولیای کاملین زیارت کی آرزو رکہتی تہی اور ولادت باکرامت کی خبر دیتی تہی اسی طرح سی ملک العلما کی ولادت باسعادت کی خبر ایک ولی کامل نے دی اور قبل پیدایش کے شکل وشمائل بزرگی اور فضائل سی بہی خبر کی چنانچہ ویسا ہی ظہور مین آیا اون بزرگون کا فرمانا بعینہ خداوند تعالے نے دکہایا۔ زمانہ طفولیت مین ملک العلما کو جس طرح تحصیل علوم ظاہری کا شوق تہا ویسی طرح سلوک راہ الہی کا بہی ذوق تہا عنفوان شباب سی خوش اوقات مشغول مجاہدات ومراقبات چنانچہ اپنی کتاب لطایف حمیدیہ مین خود تحریر فرمایا ہے ایک طریقہ مراقبہ رقم فرماکر ترغیب و تحریص مریدین کے واسطے اوسکا اثر زبان قلم ہدایت رقم پر آیا ہے کہ مین اس مراقبہ مین مشغول تہا کہ حضرت والد ماجد قدس سرہ سامنے آئے اور کوئی بات زبان مبارک پر لائے مشغولی کی وجہ سے مین اوسکا جواب دے سکا اونہون نے سبب سکوت استفسار فرمایا دیر کے بعد مین نے قدمون پر

گر کر عرض کیا کہ اوس وقت دل بات نہ کرنی دیتا تہا حالانکہ ملک العلما اپنے
والد ماجد کی حیات مین نوجوان تہی مگر طالب لی بدل وجان تہے اور ظاہر ہے
کہ آغاز تزکیہ نفس و تصفیہ قلب مین بہی اپنے والد ماجد ہی سے تعلیم پائی چنانچہ ایسے
وظایف جید رہی سے ثابت ہوتا ہے یہان اذکار کے عنوان مین ملک العلما
تحریر فرماتی ہین کہ ان اذکار سے بعضے اذکار حضرت والد ماجد قدس سرہ نے
مجہی تعلیم فرمائی ہین اور باوصف اسکے کہ ملک العلما کی والد ماجد ملا محمد مبین
علیہ الرحمۃ حضرت مستحق باخلاق ربانی مولانا محمد حقانی قدس اللہ کے مرید
اور خلیفہ صاحب حال وقال مدرس اعظم انام مرشد طالبان خدای ذو الجلال
والاکرام تہی مگر ملک العلما کو اون سے بیعت کرنے کی نوبت نہ آئی اغیار اونکی
مرید ہوی اور مرتبہ کمال کو پہونچی ظاہرا اسکی وجہ یہ ہے کہ ملا علیہ الرحمۃ کو
مرض الموت در پیش ہوا اوسمین ملک العلما کو بیعت کرنیکا محل و موقع
نہ ملا جب ملا علیہ الرحمۃ نے انتقال فرمایا ملک العلما منصب آبائی پر قائم
مستقل ہوی افاضہ ظاہری مین کامل تہے مسند افتا کو خوب زینت دی
مجلس تدریس گرم کی ہر ایک طالب علم سبق اور طبق دونون سے بہرہ یاب
تہا ملک العلما کا ملتزم مزدوہم تو اب تہا جمعہ کے دن فرنگی محل کے اندر
والی مسجد مین قران اور حدیث کا بیان مستفیدون کا اعتنان یا احسان
فصاحت بیانی مین ملک العلما کی ہمتیلی پر ہیبت وعظ سننے والے ابتک
گواہ ہین اثر خوش بیانی یاد کرکے نالہ و آہ ہین بیان مین وہ اثر کہ
اللہ اکبر جسنے وعظ سنا اوسے تقوی طہارت کا ذوق و شوق فورا آ

پیدا ہوا باینہمہ کمالات ظاہری وصفات باطنی چونکہ طلب مولی آب و گل میں تھی مرشد کامل بلیغ شریف کی تلاش دل میں تھی حضرت فرشتہ خصلت شریعت پناہ حقیقت آگاہ عمدۃ العارفین زبدۃ الواصلین مظہر صفات صمدی مولانا شاہ نجات اللہ صاحب ودق کرسوی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی صحبت بابرکت میں داخل ہوی حضرت کی ذات بابرکات کو جامع شریعت و طریقت دیکھکر معتقد کامل ہوی پہلے کئی برس آمد و رفت رہی پھر بیعت کی خلعت خلافت سے سرفراز ہوی خود شیخ وقت رہی حضرت مولانا شاہ نجات اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی حیات میں چند آدمیوں نے ملک العلما سی بیعت کی حضرت مولانا علیہ الرحمۃ کو یہ خبر فیض اثر سننے سے کمال مرتبہ مسرت ہوئی **قائل مولف** بلکہ افضل العلما مولوی محمد نعیم ابن مولانا ابو البقا محمد عبد الحکیم صاحب فرماتے ہیں کہ جس روز حضرت صاحب نے ملک العلما کو مرید کیا اور مرتبہ خلافت کا دیا تو ملک العلما نے اپنی ایک معتقد سی کہ ہمراہ تھی بیعت لی گویا اوسی وقت اپنی خلافت کی سند کامل کی حق یہ ہے ملک العلما حضرت مولانا کی خلیفہ اول تھے تعلم افاضی و استفاضی میں اکمل و افضل تھی چنانچہ وظائف حیدری میں خود تحریر فرماتے ہیں کہ بارہ برس تک حضرت مولانا کی خدمت فیض درجت میں جب میں حاضر ہوا ہر بار تخلیہ میں لیجا کر حضرت مولانا نے ایک نہ ایک ذکر و وظیفہ فکر مراقبہ مجھی تعلیم کیا سبحان اللہ ایسا اسے مرید صادق صاحب ہمت پر جب مرشد کامل کی نظر عنایت ہو تو اوسکو دین و دنیا ورد اہ مولی میں کیونکر نہ حصول سعادت ہو حضرت

مولانا علیہ الرحمۃ کے عنایت کا یہ حال کہ ملک العلما جو مدعا زبان پر لاتے
حضرت مولانا اکثر اوسی قبول فرماتی چنانچہ ایک بار ملک العلما نے حضرت
مولانا کو ایک مرد ناخواندہ کے پیچھے اپنی مسجد مین نماز پڑہتے دیکھا عرض کی
کہ صاحبزادہ عالی شان زہد و تقوی مین لاثانی حضرت مولانا محمد حمدانی
سن بلوغ کو پہونچ چکی ہین اب آپ اونہین اپنی مسجد کا امام مقرر کر دیجیے
اور اونکی پیچھے نماز پڑہا کیجیے حضرت مولانا نے قبول کیا اور حضرت مولانا
محمد حمدانی علیہ الرحمۃ کو امام کر دیا پہر حضرت مولانا کی آخر عمر مین ملک العلما
بمقتضای شفقت جناب مولوی ابو البقا محمد عبد الحکیم رحمۃ اللہ تعالی
کو ساتھ لائے اور حضرت مولانا سے اونکی بیعت کی باب مین تحریک کی مولانا
نے کئی روز کے بعد اون سے بیعت لی اور جو ملبوس جسم مبارک پر تہا اوتار
دیا اور اونہین بہی اپنا خلیفہ کیا اور سال بہر کے بعد انتقال فرمایا مرض الموت
مین یہ حکم بطور وصیت زبان مبارک پر آیا کہ مولوی حیدر ہمین غسل
دین اپنے ہاتہ سے تجہیز و تکفین کرین چنانچہ ملک العلما شریک ہوکر اس
خدمت آخری سے بہی شرف یاب ہوے رہ عنایت روحانی حضرت رحمت
مآب سے بہی چنانچہ بعد وفات بہی ملک العلما پر حضرت مولانا کی توجہ روحانی
برابر رہی حضرت مولانا نے حالت خواب و مراقبہ مین ملک العلما کو تعلیم کی
چنانچہ وظائف حیدری مین ایک طریقہ مراقبہ کے عنوان مین ملک العلما
تحریر فرماتی ہین کہ حضرت مولانا کی وفات کے بعد ایک شب کو مین مراقب
بیٹہا تہا مولانا کو دیکہا کہ فرماتی ہین کہ ایک مراقبہ حضرت رسول اکرم

صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تعلیم فرمایا وہ مین تمھین تعلیم کرتا ہون اور
یہ مراقبہ مولانا نے مجھے تعلیم فرمایا ملک العلما نے حضرت مولانا علیہ الرحمتہ سے
بیعت کے وقت تین خواہش ظاہر کین ایک یہ کہ عمر بہر امیر وکبیر رہون دوسرے
کثیر الاولاد ہون تیسری عرفان کامل اور دخول جنان حاصل ہو حضرت
مولانا علیہ الرحمتہ نے پہلی دو خواہش کی نسبت ارشاد فرمایا اللہ برلائیگا اور
تیسری خواہش کا حصول کثیر ریاضت پر موقوف ہی چنانچہ حضرت مولانا
علیہ الرحمتہ کے فرمانے کے موافق ملک العلما کے پہلی دونون خواہشین کماحقہ
پوری ہوئین اسواسطے کہ ملک العلما عمر بہر امیر کبیر رہی اور نو بیٹے چار بیٹیان
چہوڑکر داخل جوار رحمت الہی ہوئی اور کثرت ریاضت وعبادت کی
بدولت صاحب کشف وکرامات ہوی بعد وفات بعض اشخاص کے رویای
صالحہ سے یقین ہے کہ مورد رحمت جناب احدیت ہوی اسکی تفصیل یہ ہے
کہ اپنی عہدہ وزارت مین نواب معتمد الدولہ نے ملک العلما کی نہایت
خاطرداری کی بڑی خدمت گزاری کی سواری کو ہاتھی دیا ایک باغ
مع مکان عالیشان نذر کیا عہدہ ہای جلیلہ تفویض کرنے پر نواب کو
اصرار تہا مگر ملک العلما نے ہرگز قبول نہ کیا بعض مقدمات مرجوعہ محکمہ
وزارت مین فتوے پوچہنے کی ضرورت ہوتی بانیوجہ ملک العلما اور
نواب سے اکثر خلوت اور جلوت مین ملاقات اور مصاحبت ہوتی اور
نواب ضیافت کرتے خاصہ تناول کرنے مین ملک العلما کی شرکت کرتے
ایک دن عجب معاملہ پیش آیا ملک العلما نے کمال شرع کو کام فرمایا نواب کے

حسن اخلاق کا ظہور بے تحاش قبیل ہوا یہ معاملہ گویا ملک العلما کے تصرف باطنی
دلیل ہوا یعنی نواب کے یہان ملک العلما کی ضیافت تھی اور خود نواب نے خاصہ
تناول کرنے مین شراکت کی بادشاہ نے اپنے دستر خوان پر سے نئی قسم کا کوئی
عمدہ خاصہ ایک قاب مین نواب کو بھیجا نواب نے ایک آدہ لقمہ خود کہایا اور
اپنے ہاتہ سے مصاحبین خاص کو دی دیکہ چکہایا پہر قاب ملک العلما کی طرف
بڑہا دی کہ آپ کہائین کیفیت لذت بیان فرمائین جس مصاحب نے کہایا زبان
پر تعریف لایا مگر ملک العلما نے اوسکی طرف رغبت نہ کی نواب نے وجہ پوچھی
ملک العلما نے کچہ جواب نہ دیا نواب نے اصرار کیا تو ملک العلما نے فرمایا
بعض کتاب احادیث مین میری نظر سے گزرا ہے کہ حضرت رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وسلم نے جذامی کا پس خوردہ کہانے سے منع کیا ہے اور حال
یہ ہی کہ نواب کو خفیف سا عارضہ جذام تہا یہ جواب سنتے ہی نواب کا
یہ حال ہو گیا کہ فوراً چہرہ لال ہو گیا کہانا موقوف کیا دستر خوان بڑہا
حاضرین کو یقین ہوا کہ حسن اخلاق ہر طرف دیکہی ملک العلما کا آج کیا
حال ہوئیں تہوڑی دیر نواب کو سکوت اور ملال رہا پہر بے اختیار
ہو کر ملک العلما سے کہا کہ جناب شریعت کی پابندی آپ پر ختم
ہی اور وقت رخصت بہت کچہ نقد و جنس نذر کیا اسی طرح نواب
اکثر خدمت گزاری کرتے خصوصاً ہر سال ماہ رمضان المبارک مین ختم
قران شریف کی شیرنی اور ماہ مبارک ربیع الاول اور ماہ محرم الحرام
مین فاتحہ حضرت سرور انبیا علیہ افضل صلوۃ والثنا اور نیاز جناب

سید الشہدا علیہ السلام کی مٹھائی جب ملک العلما نواب کے یہان تبرک ارسال فرماتے تو نواب بھی ملک العلما کی خدمت بابرکت مین نقد وجنس نذر بھجواتی سبحان اللہ و بحمدہ مصرعہ آنرا کہ بداند بداند بداند بدانند حسن صورت حسن سیرت
جاہ وثروت اولاد کی کثرت علم و فضیلت مرجعیت مقبولیت ارشاد امامت للہیت کشف کرامت یہ سب و لیکن منعم حقیقی جل جلالہ و عم نوالہ نے ملک العلما کی ذات جامع الکمالات مین جمعی فرمائین کرامت کی دو قسمین ہین ایک پر خاص نظر کرتے ہین ایک پر عوام پابندی شریعت اور ذوق وشوق عبادت یہ کرامت خاص منظور خواص ہے اور کسی بزرگ مسلمان کی دعا وغیرہ کے سبب خلاف عادت کسی امر کا وقوع مین آنا کرامت عام ہے عوام کی نظر ایسی کرامتون پر اکثر رہتی ہے اس قسم کی کرامت اولیا اللہ مثل نجاست سب فضیحت جانتے ہین ملک العلما سے دونون قسمون کی کرامتین ظاہر ہوئین چنانچہ شرع کو کام فرمانا نواب معتمد ولہ کا پس خوردہ کھانا جواب صاف دینا اور نواب کا تحمل کرنا از قبیل کرامت خاص ہے علی ہذا القیاس ایسی اور باتین اپنے محل پر مذکور ہونگی باقی رہین عام کرامتین از انجملہ مولوی عبد الواحد کانکوروی کا بیان ہے کہ میرے والد بنارس گئے تھے اور کئی مہینے تک وہنون نے خط نہ بھیجا مجھے سخت تردد تھا اس اثنا مین ایک شخص بنارس سے آیا میری مان نے کسی عورت کو بھیجکر اوس سے حال استفسار فرمایا اوس عورت نے آکر جواب دیا کہ وہ کہتا ہے کہ مینے اونہین

بہت پیار چھوڑا تھا یہ سنکر اور تردد بڑہا گھر مین رونا پیٹنا پڑ گیا مجھے یہ خبر
ہوئی روتا ہوا ملک العلما کی خدمت مین حاضر ہوا کیفیت بیان کی بمقتضاے
اخلاق و محبت ملک العلما بھی بہلو آبدیدہ ہوے تھوڑی دیر کے بعد آنسو
پونچھکر فرمایا کہ میان عبدالواحد نہ تم رنج کرو اور نہ ہمین رنج دو پرسون
تمہارے والد بخیریت یہان پہونچین گے یہ بات سنکر مجھے حیرت ہوئی کہ حضرت
نے یہ کیا فرمایا مگر مین چپ ہوا اور کچھ زبان پر نہ لایا تیسرے دن کیا دیکھتا ہون
کہ میرے والد ٹٹو پر سوار چلے آتے ہین مینے یقین کیا کہ ملک العلما کو کشف و الہام
ہوا تھا فقط اسکے سوا وقت قیام حیدرآباد ملک العلما سے بہت کرامتین ظاہر
ہوئین کہ اپنے موقع پر بعض کا ذکر آئیگا غرض کہ ملک العلما ظاہر امیر کبیر تھے
اور باطن مین کامل فقیر تھے نواب معتمد الدولہ وغیرہ امرا لکھنؤ سے جو نذر و فتوح
پہونچتی بقدر حاجت اپنے صرف مین لاتے باقی ذوی القربی والیتمی والمساکین
پر تقسیم فرماتے خرچ سے دست مبارک کبھی باز نہ تھا زر نقد ہرگز لیس انداز
نہ تھا حتی کہ جب نواب معتمد الدولہ سے گفتگو مذہبی ہوئی اور ملک العلما کو بے لطفی
ہوئی بمقتضاے ذوق و شوق دلی عزم حج اور ہجرت کا قصد کیا زاد راہ
کچھ پاس نہ تھا فیل سواری باغ مع مکان عالیشان فروخت کرکے
ماہ ربیع الثانی سنہ ۱۲۴۹ ہجری کی گیارہوین تاریخ پنجشنبہ کے دن قصبہ
کاکوری مین پاتراب کیا وہان حضرت شاہ کاظم علیہ الرحمۃ کی بعضی اولاد
مرید ہوے اور اونہین فیضیاب کیا منجملہ اونکی شاہ رحیم باسط صاحب حضرت
شاہ کاظم رحمۃ اللہ علیہ کے حقیقی پوتے آپکے مرید ہین لکھنؤ سے اکثر صاحبزادے

اور معتقدین گئی اور مدینہ نبوی غرض کہ قصبہ کاکوری سی ملک العلما کی ساتہ
بعض اہل قرابت اور ایک فرزند مولوی محمد غضنفر نام مع قافلہ رفقا و
معتقدین روانہ ہوی کانپور پہونچکر کشتی کی ادہر کلکتہ کی راہ لی روانگی جہاز کا
موسم آخیر سب جہاز روانہ ہو چکی تہی آخیر جہاز پر ملک العلما سوار ہوی سب
ہمراہی ہمراہ تہی اثناء راہ مین باد مخالف نے زور کیا جہاز کو مسقط مین پہونچا دیا
وہان ملک العلما نے چار مہینی قیام کیا جب پہر روانگی جہاز کا موسم آیا
تو جہاز پر سوار ہوکر جدہ کی راہ لی پانچ دن مین جدہ پہونچی وہان سے
روانہ ہوکر جمادی الاول ۱۲۰۰ھ؁ ہجری کی پہلی تاریخ مکہ معظمہ مین داخل ہوی
ڈیرہ مہینہ قیام کیا اور جناب سید یوسف یمنی اور شیخ ملا عمر مکی سی علم حدیث
تحصیل کرکے سند حاصل کی پہر قبل حج مدینہ منورہ مین حاضر ہوی باب الرحمۃ
کے قریب مکان کرایہ کا لیکر ایک مہینہ ستائیس روز حاضر آستانہ نبوی
صلی اللہ علیہ وسلم رہی اور وہان بہی علم حدیث حاصل کیا اعتکاف مکانہ
نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مین اعتکاف بیٹہی اعتکاف کے بعد دن اور رات
روضہ منورہ درود اور مسجد نبوی مین مصروف رکوع وسجود رہتی
ایک مرتبہ حق تعالی نے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مین ملک العلما کو
جماعت اولی کی امامت کا شرف عطا فرمایا آج تک امام مسجد نبوی کی سوا
اور کسی کے واسطی یہ مرتبہ سننے مین نہین آیا پہر مدینہ منورہ سی مکہ معظمہ کی
طرف بچشم گریان ودل بریان روانہ ہوی اہل مدینہ ملک العلما کی گریہ زاری
دیکہکر حیران ہوی مسجد شجرہ جہان سی سلطان الانبیا احرام باندہتی تہی

ملک العلما کی وہان احرام باندہا اور ماہ مبارک رمضان سنہ ۱۲۴۰ ہجری
کی دسوین تاریخ پہر مکہ معظمہ مین داخل ہوے عمرۂ رمضان کہ حج کے برابر
اوسط عشرہ بجا لائے اخیر عشرہ مین مسجد الحرام کے اندر اعتکاف کیا اور
قرآن شریف راہ مین حفظ کر لیا تہا کعبہ شریف مین پہلے سنایا پہر موسم
حج تک وہین قیام کیا حج ادا کر کے شکر الہی بجا لا کر جدہ کا رستہ لیا
محرم سنہ ۱۲۴۱ ہجری کی پہلی تاریخ جدہ سے جہاز پر سوار ہوے پانچ چہہ کوس
جہاز چلا تہا کہ پہاڑ سے ٹکرا کر ٹکڑے ہو گیا جتنے آدمی جہاز پر سوار تہے سمندر
مین غوطے کہانے لگے جنکی موت آئی تہی غریق دریاے رحمت ہوے چنانچہ
ملک العلما کے ہمراہیون مین سے بتیس آدمی سے زیادہ ڈوبے مگر خود ملک العلما
اور مولوی محمد غضنفر اور بعضے ساتھیون کو موج نے ایک جزیرہ پر پہینک دیا
جان سلامت بچی مال اسباب غرق ہو گیا اور ملک العلما کے دل توکل منزل
کو کچہ صدمہ نہین پہونچا چنانچہ وظایف حیدری مین جہان بسم اللہ الذی
لا یضر مع اسمہ شی فی الارض ولا فی السماء کی تاثیر اور برکت تحریر کی
ہے وہان یہ بات لکہی ہے کہ فقیر کے تجربہ مین یہ وظیفہ اسم اعظم کی خاصیت
رکہتا ہے یہ فقیر اسے پڑہ کر جہاز پر سوار ہوا تہا جہاز پہٹنے کے بعد جب سمندر مین
گرا اسکی برکت سے کچہ ضرر و رنج مجہے نہین پہونچا وہان بہی راحت مین تہا
غرض جہاز کی تباہی سے نکل کر جدہ سے کشتیان آئین ملک العلما اپنے ہمراہیون سمیت
جدے کو پہر گئے تو بالکل تہی دست تہے مسجد مین نماز کو گئے تو ایک مسلمان
باشندہ جدہ نے واجب الخدمت سمجہکر تین سو روپیہ پیش کئے ملک العلما

نہ ہوی اونسے سبب استفسار کیا ملک العلما نے جواب دیا کہ مینی جناب الہی مین دعا
کی تھی کہ یا اللہ اس سفر مین مجہی زاد راہ اور حج کی بابت کسی کا احسان مند
نہ کرنا اور میری یہ دعا قبول ہو گئی اللہ جل شانہ مجہی کسی کا احسان مند
نکریگا مرد مسلمان یہ بات سنکر نہایت متعجب ہوی تہوڑی دیر گذری تہی
کہ ایک خلاصی حاضر ہوا اور ملک العلما سی عرض کی کہ جہاز غرق ہوتے وقت
مینی چاہا کہ کچہ اسباب کشتی پر رکہ لون اور کچہ ہاتہ نہ آیا مگر مینی ایک صندوقچہ
پایا ناخدا کو پاس لیگیا اوسنے پہچانا کہ آپکا ہی آپ لیجیے اوسمین ملک العلما
کی تحویل رہتی تہی ملک العلما نے لیا اور شکر الہی ادا کیا اور مرد مسلمان
سی فرمایا کہ دیکہو مجہی جو اپنے خدا سی یقین تہی اوسکا ظہور ہوا میراز اد راہ
بچ رہا پہر لباس وغیرہ اسباب ضروری مہیا کر کے ملک العلما مع مولوی
غضنفر مرحوم و بقیہ ہمراہیان جہاز چہوٹے پر سوار ہو کر بمبئی مین داخل
ہوی اہل بمبئی نے کمال مرتبہ اعزاز و اکرام کیا اور بیماری کی وجہ سے
ملک العلما نے دو تین کئی روز وہان قیام کیا بعدہ وہان سی حکمت الہی
اور رحمت نامتناہی نے بلدہ فرخندہ بنیاد حیدر آباد مین پہونچایا پہونچنے
کے قبل حیدر آباد مین خبر آمد مشہور ہو گئی تہی جب ملک العلما نے قریب
شہر خیمہ با جاہ و جلال کیا عمائد شہر نے استقبال کیا بڑی اعزاز و اکرام تزک
و احتشام سی داخل شہر ہوی مکہ مسجد اور چار مینار کے قریب جناب سید نور الاصفیا
مرحوم کے بنگلی مین ٹہری نواب منیر الملک بہادر اور امیر کبیر نواب شمس الدولہ
بہادر اور مہاراج چندر لال خبر تشریف آوری سنکر پہلی سی مشتاق

زیارت تھی ہر ایک نے بڑی اعزاز واکرام کے ساتھ ملاقات کی مہاراجہ نے
عہدہای جلیلہ مثل قضا وغیرہ پیش کیے ملک العلما نے رغبت نہ کی حکومت
دنیوی سی دل زہد منزل کو تقویت تھی مہاراج نے نواب منیر الملک کے
دیہات سے بارہ ہزار روپیہ مالگزاری کے دیہات مدد معاش کے واسطے
بطور جاگیر معاف کر کے پروانہ معافی لکھدیا اور امیر کبیر نواب شمس الامرا
بہادر کے سرکار سی متعدیہ مشاہرہ مقرر ہوا اور امرا ہی اپنی اپنی استطاعت
کے موافق خدمت گذاری کیا کرتے اپنی سعادت سمجھکر بہت کچھ نذر
دیا کرتی غرض کہ دو ہزار روپیہ ماہانہ کے قریب ملک العلما کو حیدرآباد میں
معمولی فتوحیں تھیں اور غیر معمولی علاوہ برین اور کیونکر نہ ہوتیں سو اسطے
کہ حضرت مجاب الدعوات مظہر صفات جناب سرور کائنات مولانا
شاہ نجات اللہ علیہ الرحمۃ نے بیعت لینے کے وقت عمر بھر امیر کبیر
رہنے کی بشارت دی تھی بے وہم وگمان معاش کی طرف سے ایسا
اطمینان حضرت مولانا کے ارشاد کی برکت اور اونکی کرامت تصور
کرنا چاہیے جب نواب معتمد والہ نے لکھنؤ میں سنا کہ ملک العلما نے حیدرآباد
میں قیام کیا اور اب لکھنؤ کا ارادہ نہیں تو خطوط بھیجے کہ گذشتہ گفتگو
مذہبی کا آپ خیال نفرمائیں بے تکلف یہاں تشریف لائیں ملک العلما نے
تحریر فرمایا کہ میں جب لکھنؤ سے سفر کی عزمیت کی تھی تو ہجرت کی نیت
کی تھی اب وہاں آکر رہنا محال ہے آپ کو عبث یہ خیال ہے پھر ملک العلما
نے سید عالی نسبت والا حسب مقبول حضرت کبریا سید نور الاصفیا مرحوم

صاحبزادی سے نکاح کیا اور حیدرآباد ہی وطن مالوف ٹھہرا تدریس
وعظ ارشاد میں مشغول و مصروف شام و سحر رہے اہل حیدرآباد ملک العلما
کے مسخر تھے اور کیونکر نہوتے اسواسطے ملک العلما کی ذات جامع الکمالات مظہر ضلال (؟)
حضرت سید الکائنات علیہ التحیات تھی جب یہ بات للہیت ہو تو اہل اسلام کو
کیونکر نہ حسن عقیدت ہو ایک حال للہیت اشتمال ہم رقم کرتے ہیں کہ ناظرین
اوسکے معاینہ سے نصیحت پکڑیں ملک العلما کے اتباع سنت کو ملاحظہ کریں
حال یہ ہی کہ ابتدای سن بلوغ سے ملک العلما کو نماز میں قید جماعت
اولی تھی کبھی بغیر عذر شدید بے جماعت نماز نہیں پڑھی ایکدن جماعت
اولی میں شریک ہونیکی نوبت نہ آئی نہایت قلق ہوا نالان گریان
پیادہ پا شہر حیدرآباد کی اکثر مسجدون میں جاکر جماعت اولی کی تلاش
کی آخر یعقوب پورہ کے دروازہ کے باہر ایک مسجد میں جماعت ملی اور
یہ مسجد دولتخانہ سے بہت فاصلہ پر ہے حالانکہ رفقا ملک العلما نے ملک العلما
کی سواری میں موافق عادت لکھنؤ کے حیدرآباد میں یہ اہتمام کیا تھا
کہ ملک العلما جب ہاتھی پر سوار ہوتے جلو میں سپاہی خدمتگار برچھی بردار
خاص بردار ہوتے اب ملک العلما کی للہیت اور اتباع سنت قابل غور
ہے کہ ہرگز یہ خیال نفرمایا کہ اس شہر میں اس جلوس سے ہماری سواری
نکلتی ہے پیادہ پا گلیون میں نہ پھرینگے بے جماعت نماز پڑھ لیں سبحان اللہ
کیا شوق عبادت تھا اور کسقدر انکسار نفس اور اتباع شریعت تھا اور
اسمیں کچھ شبہہ نہیں کہ اتباع سنت ہی کی بدولت مسلمان صاحب

کرامت ہوتا ہی مرتبہ ولایت کو پہونچتا ہی جب اس قدر اتباع شریعت ہو تو کیونکر
نہ اظہار کرامت ہو۔ اب ملک العلما کی چند کرامتین تحریر ہوتی ہین کرامت ا
میر محبوب علیخان جو صمصام الملک بہادر کے داماد رئیس کے رشتہ دار تہی حیدراباد
کے امرا مین صاحب وقار تہی اونکا بیان ہی کہ مینے ملک العلما سی بیعت کرنیکا
ارادہ کیا پہر یہ خیال آیا کہ جب تک کوئی کرامت نہ دیکہ لون گا مرید ہونگا
اوسی شب مینے خواب دیکہا کہ ملک العلما نے صلواۃ بہیجنا مجہی تعلیم کیا ایک
ہی بار مین یاد ہو گیا قبل نماز فجر جب آنکہ کہلی تو دو ایک لفظ مین شبہ ہوا
مینے نماز فجر ملک العلما کے ساتہ پڑہی کہ رفع شبہ ہی کر لون ملک العلما کی عادت
تہی کہ قبل نماز اشراق کلام نہ کرتے تہی نماز فجر کے بعد مین مسجد مین ٹہرا کہ بعد نماز
اشراق ملک العلما سی خواب بیان کرونگا رفع شبہ کر لون گا ہنوز کچہ کہنے نپایا
تہا کہ ملک العلما نے اپنی وظیفہ کی کتاب مین سی ایک کاغذ نکال کر مجہی دیا
اور اشارہ سی رخصت کیا دیکہتا ہون تو اوس کاغذ مین وہی صلواۃ بہیجنا
لکہا ہی جب کہلی ہوئی کرامت مینے دیکہی کمال حسن عقیدت کے ساتہ بیعت
کی کرامت ۲۔ نواب تہور الدولہ بہادر کا بیان ہی کہ میرے گہر بہر رات
باقی رہی بیٹا پیدا ہوا اوسی وقت ملک العلما کی خدمت مین میرے والد
ماجد سید نور الاصفیا صاحب نے اوسی طرح مجہی بہیجا کہ وضو ملک العلما کے پاس
تبرکاً لے آؤ مینے جا کر دیوان خانہ کا دروازہ کہلوایا اور محل سرا کا دروازہ
کہٹکایا فوراً ملک العلما وضو لیے ہوئی دروازہ پر تشریف لائی اپنی ہاتہ
سی دروازہ کہولکر مجہی عنایت فرمایا اور مبارکباد دیکر ارشاد کیا کہ تمہاری

خواہش کے موافق وجود میں لایا اور اس وقت زیادہ بات کرنے کی
فرصت نہیں حالانکہ ملک العلما کو ظاہر میں نہ ولادت فرزند کی خبر ہوئی
نہ زبان سے بہنے دو فرزندوں کی درخواست کی کرامت ۲۳ سیف الدولہ
بن علی مرحوم ملک العلما سے عقیدت راسخہ رکھتے تھے اونکا بیان ہے کہ ملک العلما
کو میں نے دیکھا کہ سادات کی خدمت حد سے زیادہ کرتے ہیں اور بمقتضاے
حسن عقیدت اونکی غلامی کا دم بھرتے ہیں تو میں نے کئی بار عرض کیا
کہ اگر اس حسن خدمت اور رسوخ عقیدت کا کوئی نتیجہ نیک آپ نے دیکھا ہو
تو بیان فرمائیے آپ نے ہر بار مسکرا کر سکوت کیا آخر کو ایک دن فرمایا کہ مرنے کے
بعد ہم اسکا جواب تمہیں دینگے یہ بات سنکر میں متعجب ہوا اور چپ ہو رہا
جب ملک العلما نے انتقال فرمایا تو سوم کے روز میں نے خواب میں دیکھا کہ جامع مسجد
حیدرآباد میں سر منبر ملک العلما وعظ فرماتے ہیں اور ہزارہا آدمی کا ہجوم ہے
اور آسمان سے ملک العلما پر بارش نور ہوتی ہے منبر سے آسمان تک ایک ستون
نور بلند ہے پس خواب میں ملک العلما نے مجھے اپنے قریب اشارہ سے بلایا میں بہت
مشکل سے قریب پہنچا تو فرمایا کہ ہمنے زندگی میں تم سے وعدہ کیا تھا کہ مرنے کے
بعد تمکو جواب دینگے دیکھو یہ نورانیت اور عظمت خدمت سادات کی بدولت
ہے یہ کرامت بھی وجہ حالت حیات سے علاقہ رکھتی ہے کہ زندگی میں وعدہ
کیا تھا اور جانتے تھے کہ بعد وفات ہم جواب دے سکیں گے اور یہی وجہ بعد
وفات سے متعلق ہے اسواسطے کہ بعد وفات اوس وعدہ کو وفا کیا حق ہے
اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا یَمُوْتُوْنَ بَلْ یَنْتَقِلُوْنَ مِنْ دَارٍ اِلٰی دَارٍ شعر حافظ علیہ الرحمہ
اولیا اللہ نہیں مرتے بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر میں چلے جاتے ہیں

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق ثبت است بر جریدہ عالم دوام ما ۔

کرامت ۴ ۔ ملک العلما حیدر آباد مین تشریف رکھتے تھے اور لکھنؤ مین اونکی چھوٹی بیٹے حافظ مولوی احمد حسین صاحب مغفور سن طفولیت مین اس شدت سے علیل ہوے کہ سب عزیز و اقارب کو اونکی زیست سے یاس ہوی ملک العلما کی خلف اکبر ممتاز العلما مولوی ظہور علی مرحوم نے اونکی علالت کا حال مفصل لکھا کہ زیست ساقط ہے آپ دعا کرین ملک العلما نے جواب لکھا کہ تم ہرگز یہ گمان نکرنا کہ یہ لڑکا مرجائیگا اول تو میرے مرشد خلیفہ رسول اللہ حضرت مولانا شاہ نجات اللہ علیہ الرحمتہ نے مجھے بموجب میری درخواست کے بشارت دی ہے کہ تمہارا کوئی بیٹا تمہارے سامنے انتقال نہ کریگا اور دوسرے مینے اپنے خدا سے بھی دعا کی ہے کہ فرزند نرینہ کے داغ سے مجھے محفوظ رکھ اور میری وہ دعا قبول ہو گئی میرے خدا نے مجھ سے وعدہ فرمایا کہ اولاد نرینہ کا داغ تو نہ دیکھیگا پس یقینی یہ لڑکا صحت پائیگا اور میرا کوئی فرزند میرے سامنے نہ مریگا چنانچہ صاحبزادے نے صحت پائی کرامت ۵ وقت روانگی کعبہ شریف ملک العلما نے دعا کی تھی کہ خدایا جہان مین ٹھہرون اس قدر اولاد مجھے عطا فرمانا جتنے مین یہان چھوڑے جاتا ہون اور بعد ختم دعا فرمایا تھا کہ میری یہ دعا قبول ہوئی اوس زمانہ مین چار صاحبزادے اور دو صاحبزادیان موجود تھین اور ایک فرزند حمل مین تھے بعد روانگی پیدا ہوے اس دعا کا ظہور حیدرآباد مین ہوا کہ چار فرزند دو بیٹیان چھوڑکر ملک العلما نے وفات پائی غرض کہ اہل حیدرآباد

ایسی جامع الکمالات مستجاب الدعوات صاحب کرامات کے معتقد اور مسخر کیونکر نہوتے ملک العلما کی جو عزت و توقیر سرکار حیدرآباد مین ہوئی تھی آج تک کسی عالم کے نہین ہوئی لفظ ملک العلما نام نامی کے ساتھ درج دفتر ہوا وہین سے یہ خطاب ملا دیوان ریاست اور امیر کبیر نواب شمس الامرا بہادر والی ملک کے سوا اور کسی کے مکان پر نہین جاتے تھے ملک العلما کے دولتخانہ پر اب تک آتے تھے مہاراج چندو لال وہ نواب منیر الملک بہادر کو ملک العلما سے اصرار رہا کہ آپ عدالتون کی حکومت قبول فرمائین مگر ملک العلما نے نہ مانا آخر یہ امر قرار پایا کہ جو مقدمہ سنگین پیچدار عدالتون مین پیش ہوا کرے اور ناظمان عدالت کو اوسکے فیصلے پر دقت پڑا کرے وہ آپ کے دولتخانہ پر بھیجا کرین آپ فیصلہ کر دیا کرین ملک العلما نے یہ بات اونکی خاطر سے قبول فرمائی اور گاہ گاہ اپنے مکان پر مقدمات فیصلہ کر دیتے ایک مرتبہ دو انگریزون کا مقدمہ عدالت مین دائر ہوا اور کئی مہینے تک ناتمام پڑا رہا انگریز حاکم اعلےٰ نے مہاراج چندو لال کو اس بات کی شکایت لکھی نواب منیر الملک بہادر اور مہاراج نے ملک العلما سے تحریک کی کہ آپ تھوڑی دیر کے واسطے عدالت مین تشریف لائین اور ان انگریزون کا مقدمہ فیصل فرمائین ورنہ ہماری سرکار کی بڑی بدنامی متصور ہے اور سرکار کو تعلق آپ پر ہے ملک العلما کو بھی اپنے مکان پر انگریزون کا بلانا منظور نہوا مجبور ہو کے عدالت مین جانا قبول کیا اور تشریف لے گئے دیکھا کہ قاضی صاحب مسند پر نیچے بیٹھے ہین اور دونون انگریز کرسی کے اوپر حکم فرمایا کہ اور اہل مقدمہ کی طرح یہ انگریز بھی کھڑے ہو کر رو بکاری

کہین یہ دار القضاہی یہان اونکی اعلے رعایا بادشاہ سبکا مرتبہ ایک سا
ہی دونون انگریز فوراً کرسیون پر سے اوٹھا دی گئے اور کھڑے ہوکر
روبکاری کی ملک العلمانی تہوڑی دیر مین اونکا فیصلہ کردیا دونون
انگریز ظاہر مین خوش ہوی مگر اونکی دلون مین اپنی اس ہتک کا داغ رہا
اپنی دوست انگریزون سی اس بات کا رنج ظاہر کیا چنانچہ ملک العلما کی
وفات اور شہادت مین ان انگریزون کی عداوت باطنی کو بظاہر
بڑا دخل تہا کہ اوسکی کیفیت آگی بیان ہوگی غرض کہ ملک العلما کے اس
فیصلہ کی خبر گورنر تک کو ہولی وہان سی مہاراج کے نام تحریر آئی کہ اگر
ملک العلما مولانا محمد حیدر کو عدالت کا حاکم آپ مقرر فرمائین تو ہم بہت
خوش ہون نواب منیر الملک بہادر اور مہاراج نے ملک العلما کو اس تحریر
سی مطلع کیا اور صاف کہدیا کہ اب آپ کو یہ عہدہ ضرور قبول ہی کرنا
ہوگا اسوسطے کہ والی ملک کو تو یہ بات پہلی سی منظور تہی اور اب گورنر
صاحب نے بہی لکہہ بہیجا ہی اونکی تحریر کی تعمیل نہ کرنے مین ظاہر ہمارے
واسطے قباحت ہی اور آپ سے ہمین یہ امید نہین کہ آپ ہمارے واسطے
کسی طرح کی قباحت روا رکہین گے ملک العلما نے انکار کیا مگر نواب
منیر الملک بہادر اور مہاراج نے حد سی زیادہ اصرار کیا آخر کو ملک العلما
نے فرمایا کہ اچہا اسکا جواب مین کل دونگا اوس شب رات بہر ملک العلما
کو بیقراری رہی جناب الٰہی مین دعا بہ کمال آہ وزاری کی کہ یا اللہ
حکومت دنیوی سی مجہی بچا اور یہ بلا میری ساتہ نہ لگا دعا فیم سہی مقرون

اجابت ہوئی بطور الہام ایک جواب باصواب دل مین آیا ملک العلما کو
کمال مسرت ہوئی دوسرے دن نواب منیر الملک بہادر اور مہاراج سے عند الملاقات
فرمایا کہ اگر آپ بیا گورنر جیے یہ عہدہ دین گے تو ہمیشہ کے واسطے گورنر کو
ایسے عہدون پر گنجایش مداخلت ہو جاویگی پھر ارکان ریاست کو کوئی
گفتگو بن نہ آویگی نواب منیر الملک بہادر اور مہاراج کا دل اس جواب باصواب
سے بہت مسرور ہوا اور ملک العلما کو یہ عہدہ دینا خود نامنظور ہوا غرضکہ
ملک العلما سے حیدر اباد مین بہت کار خیر ظہور مین آئے مسجد نبوی کی مشاہرہ
مقرر کرکے مدینہ منورہ مین سبیل جاری فرمائی سادات اور اہل حرمین
شریفین جو وہان آئے بتدریج تین لاکھ روپیہ کے قریب اونہین دلوائے
جو اہل وطن گیا اوسکے حوصلہ سے زیادہ اوسے نقد وجنس یا مرید اور
صاحبزادون کی تعلیم کے واسطے وظایف حیدریہ عن احادیث النبویہ
تصنیف فرماکر بھیجے اور علی العموم اون وظایف کی اجازت دے سولہ
برس تک اس جاہ و دولت فیض برکت کے ساتھ ملک العلما حیدر اباد مین
رونق افروز رہے پھر دفعتہ مبتلا عارضہ فتق ہوئے مرض نے شدت
پکڑی نواب اور مہاراج اور امیر کبیر کی طرف سے اطبا شہر کو علاج کے
باب مین تاکید ہوئی بمقتضاے حسن عقیدت امیر کبیر ملک العلما کی عیادت
کو روز تشریف لاتے اور اپنے ہاتھ سے دوا بنا کر پلاتے مگر اطبا کے علاج
سے کچھ فائدہ نہوا آخر محرم کی ستر ہوین تاریخ مہاراج نے انگریز ڈاکٹر
کو بھیجا یہ ڈاکٹر اون انگریزون کا بڑا دوست تھا جنکو عدالت مین

ملک العلما کی کرسی بچھا ادٹھوا دیا تھا اون انگریزون نے اس ڈاکٹر انگریز سے
اپنی اوس شک کا گلہ کیا تھا ڈاکٹر ایک پیالا چھڑ ماکر باہر نکلا دروازہ میں
ملک العلما کی ایک عزیز قریب نے حال پوچھا تو حق بزبان جاری بے اختیار
اوسنے کہا کہ مولوی صاحب زندہ نہ بچین گے ہمسے دوا مین بڑی غلطی ہوئی
اس سے صاف ظاہر ہے کہ اوس ظالم نے دیدہ و دانستہ دشمنی کی او دیر اوسکا
جانا ادہر ملک العلما کا کلمہ گویان انتقال فرمانا انا للہ وانا الیہ راجعون یہ آخری
مقبولیت ہے کہ موت بھی بمنزلہ شہادت ہے اہل حیدرآباد کو اس حادثہ عظیم
سے بڑا غم ہوا ایسی نیک وقت کے اوٹھ جانیکا نہایت الم ہوا ملک العلما کے
پانچ صاحبزادے ہوئے اور دو صاحبزادیان لکھنؤ میں تھین پہلی محل سے چار صاحبزادے
سب سے بڑے ممتاز العلما مولوی حافظ ظہور علی مرحوم اون سے چھوٹے مولوی
محمد غضنفر مغفور اونسے چھوٹے مولوی خادم احمد مرحوم اون سے چھوٹے
مولوی محمد علی مغفور دوسرے محل سے ایک فرزند مولوی حافظ احمد حسین
مرحوم اور دو صاحبزادیان بڑی صاحبزادی اہلیہ مولوی ظفر احمد مغفور
چھوٹی صاحبزادی اہلیہ مولانا شاہ عبدالرزاق صاحب سوم قبضہ ممتاز العلما
مولوی ظہور علی اور مولوی محمد غضنفر اور مولوی خادم احمد مرحوم اور
ملک العلما کے چھوٹے بھائی پیشواے مجتہدین ملا محمد معین نے ملک العلما سے بیعت
کی تھی چنانچہ سوم کے روز ممتاز العلما کے سر پر دستار خلافت بندھی
پھر مہاراج چندو لال وغیرہ ارکان ریاست حیدرآباد نے ممتاز العلما کے
نام خطوط تعزیت بھیجے اور اوس سرکار میں انکی طلبی ہوئی ممتاز العلما

لکھنؤ کو سی تشریف لیگئے اور حیدرآباد مین منصب آبائی پر قائم ہوئی اور بیگم صاحبہ
سی حیدرآباد مین ملک العلما کے چار فرزند اور دو صاحبزادیان ہتین فرزند
اکبر مولوی نور المرتضی مرحوم دوسرے مولوی نور الحسنین صاحب سلمہ
تیسری مولوی نور الصدیق صاحب سلمہ چوتھی نور المبین نام انہوں نے بعد
وفات ملک العلما زمانہ طفولیت مین انتقال کیا اب مولوی نور الحسنین صاحب
حیدرآباد مین ملک العلما کی یادگار ہین علمای حیدرآباد مین سب سے زیادہ
صاحب وقار ہین تدریس و وعظ و ہدایت کے علاوہ سلسلہ رزاقیہ بہی اونکی
ذات سی جاری ہے الحمد للہ علی ذلک اور ممتاز العلما جو بعد وفات ملک العلما
لکھنؤ سی تشریف لیگئی اونکی دو فرزند ایک نجم العلما مولوی حاجی ظہور الحسن
دوسرے افضل العلما مولوی حاجی افضل حسن بہتی حیدرآباد مین ہین اور
لکھنؤ مین صاحبزادگان اوعلم نے الجنان کا یادگار کوئی فرزند نہین مگر
بڑی صاحبزادی کے ایک فرزند مولوی حافظ فخر الدین احمد اور چہوٹے
صاحبزادی کے دو فرزند ایک مولوی حافظ محمد عبد الباسط دوسرے
مولوی حافظ عبد الوہاب سلمہما خدا انہین زندہ رکہی کہ انکی ذات سے
اہل اسلام کو فیض عام ہے اور لکھنؤ مین اب انہین سی ملک العلما کا بہی
نام ہے فقط مولوی صاحب ممدوح کی عبارت ختم ہوئی ذکر خلیفہ دوم
زبدۃ العلما قدوۃ الفضلا برگزیدہ بارگاہ حضرت خداوند کریم مولانا
ابو البقا محمد عبد الحکیم علم و فضل مین کامل اکمل رونق افروز فرنگی محل برادرم
واجب التعظیم افضل العلما مولوی محمد نعیم صاحب کا بیان ہے کہ جب ملک العلما

مولانا محمد حیدر حصول بیعت و خلافت سے مشرف ہوکر لکہنؤ گئی اور جابجا
اشتہار دیا بڑی دہوم دہام سے اپنی خلافت کا اظہار کیا یہ سنکر مولوی
ابو الفیض محمد عبد الواحد فاضل صاحب جناب مولانا محمد عبد الرب صاحب کے
بہتیجے تہی اونہوں نے اپنی برادر ابن العم مولانا ابو البقا محمد عبد الحکیم
صاحب سے کہا کہ تم بہی کرسی جاؤ اور بیعت و خلافت سے مشرف ہوآؤ
مولانا صاحب نے فرمایا کہ مین فرمان بردار اپنی والد ماجد کا ہون آپ
اون سے عرض کیجیے چنانچہ اونہوں نے اپنی عم مکرم حضرت سلطان العلما
مولانا ابو العیش محمد عبد الرب صاحب سے عرض کیا اونہون اپنی فرزند
مولانا کو بلا کر یہ حکم دیا کہ مولوی عبد الواحد صاحب کی یہ رائی ہمارے
بہت پسند آئی اب تم کرسی حضرت کے پاس جاؤ بیعت و خلافت سے
مشرف ہو آؤ یہ فرما کر آخر ماہ ربیع الاول سنہ ۱۳۲۲ ہجری کو مولوی
محمد حیدر صاحب کے ساتھ حضرت کی خدمت فیضدرجت مین روانہ کیا
مولوی صاحب نے اونکو اپنی ہمراہ لیکر آستانہ شریف پر حاضر کیا اور مشرف
کرانے کے بعد سب حال حضرت سے عرض کردیا بعد اسکے صاحبزادگان
والاشان کی بہی ملازمت کرائی اور ساری کیفیت کہسنائی صاحبزادوں
نے آپکا بڑا اعزاز و اکرام کیا اور آپنے چند روز حضرت کی دولتسرا پر
قیام کیا اور مولانا محمد حیدر صاحب انکو چہوڑکر آپ رخصت ہوا اور
انسے کہا کہ تمکو جو کچھ عرض و معروض کرنا ہو وہ حضرت کے صاحبزادے
قبلہ و کعبہ دو بہائی مولوی محمد ربانی صاحب اور صاحبزادے حضرت

حضور مین کرنا اور سب کے سہولی سے کچھ پیش و بیش کو اپنی دل مین راہ نہ دیا
مولوی صاحب کے تشریف لیجانے کے بعد آپ حضرت کو دولت سرای قدیم
کے دروازہ پر مقیم ہوے اور حضرت صاحب وقت تناول طعام ہر روز
صبح و شام نہایت شفقت سے انکو اپنی حضور مین کوٹھے پر بلاتے اور اپنی ساتھ
کہانا کہلاتے اس عرصہ مین مولوی صاحب نے جناب صاحبزادے والا تبار کرامت شعار
سے نہایت دوستی و بے تکلفی بہم پہونچائی اور اپنی حال پر آپ کی نہایت
شفقت پائی تب ایک روز صاحبزادے صاحب کی وساطت سے حضرت کے
حضور مین عرض کیا کہ اول مجھے کچھ تلقین کیجیے بعد ازان اپنی شاخ مین
لیجیے تب آپ نے ایک رات نماز عشاء کے بعد مولوی صاحب کو اپنی حضور مین
بلایا اور اپنی قریب بٹھایا اوس وقت چند لوگ اور بھی آپ کے پاس حاضر تھے
آپ نے مولوی کی خاندانی صفت حاضرین کے سامنے کرنا شروع کی کہ
یہ مولانا عبد الرب صاحب کے بیٹے اور مولانا عبد العلی صاحب بحر العلوم
کے پوتے اور مولانا نظام الدین صاحب جو حضرت مخدوم آفاق سید
شاہ عبد الرزاق صاحب بانسوی کے خلیفہ تھے اونکے پرپوتے ہین یہ لوگ
بڑے ذی مرتبہ ذی عزت ذی شان تھے حقیقت مین باعث فخر
ہندوستان تھے علم و فضل مین انکا ثانی کوئی ہندوستانی کم ہوا ظاہر مین
یہ صفت کیجاتی تھے اور باطن مین جذب قلبی سے کشش فرماتے تھے
کہ مولوی صاحب کے دل پر کشش باطنی سے ایسی حالت طاری ہوئی کہ جس سے
انکو نہایت بیقراری ہوئی اور اوسی حالت بیقراری مین گریہ و زاری

شروع کی یہان تک نوبت پہونچی کہ بیجابی بندہ گئی تب حضرت نے خافرین کو رخصت کیا اور انکو تنہا اپنے پاس رہنے دیا اور اندر سے ایک کابی مین کچہ شیرینی منگائی اور اپنے دست مبارک سے انکو کہلا ہی اوسکی کہانی سے اونکو ایسا نفع ہوا کہ دل بیقرار نے بخوبی اطمینان پایا اسکے بعد حضرت نے فرمایا کہ اس شیرینی کو بچاؤ مگر اسے آپ ہی کہانا اور کسی کو نہ دینا پہر اوس وقت سے یہ کیفیت تہی کہ مولوی اپنے قلب کو نور باطنی سے مالامال پاتی تہی اور حضرت صاحب ظاہر مین بہی انکو کچہ تلقین فرماتی تہی ایک روز مولوی صاحب نے اپنی کسی ہمراہی کو لکہنو بہیجکر نہایت عمدہ مٹہائی بہ بیعت منگا کر حضرت کے حضور مین پہونچائی حضرت نے غرہ ماہ رجب ۱۲۳۴ ہجری مین بعد نماز مغرب انکو شرف بیعت سے مشرف فرمایا اور اوسی وقت اپنا کل ملبوس شریف اوتار کر انکو پہنایا اور خلیفہ بنایا اور شجرہ طیب بہی دستخط کرکے عنایت فرمایا اسکے بعد مولوی صاحب رخصت ہوکر لکہنو گئی اور سارا حال اپنے برادر مکرم ابن العم مولوی عبدالواحد صاحب سے عرض کیا اونہون نے کمال خوشی کی اور اپنے سلاسل کی بہی اجازت دی اور اپنی بی بی صاحبہ اور شیخ عبداللہ اپنے بہتیجی کو انسے بیعت کرنے کا حکم دیا مگر مولوی صاحب نے مرید نہین کیا اور فرمایا کہ ابہی کسی قدر کتب درسیہ باقی ہین جب تحصیل علوم سے فراغت حاصل کرونگا تب یہ کام بہی بجا لاؤنگا ابہی حضرت صاحب موجود ہین آپ بی بی صاحبہ کو حکم فرمائین کہ کرسی شریف جاکر مشرف ہوائین چنانچہ

ایسا ہی ہوا باقی اس حکایت کی مفصل کیفیت باب سوم مین مذکور ہے
دوبارہ لکھنا کیا ضرور ہے پھر جب مولوی صاحب نے تحصیل علوم سے کیا حقہ
فراغ پایا تب مرید کرنیکا سلسلہ جاری فرمایا پھر تو بکثرت لوگ مرید ہوے
اور آپ نے کئی خلیفہ کئی ازانجملہ آپکے خلیفۂ اول مولوی شاہ محمد مظہر کریم
صاحب دریابادی ابن مولوی مخدوم بخش قدوائی نواسہ حضرت سید
شاہ غلام علی صاحب ولد حضرت سید شاہ غلام دوست محمد صاحب ابن
حضرت شیخ الشیوخ مخدوم آفاق حضرت سید شاہ عبدالرزاق بانسوی
اور خلیفۂ دوم سید حافظ شاہ غلام جیلانی صاحب ابن سید ظہور احمد ابن
جناب سید سیادت علی پوتے حضرت سید شاہ عبدالرزاق صاحب بانسوی
کے خلیفۂ سوم و چہارم سید شاہ غنی احمد صاحب سید شاہ خورشید احمد صاحب
برادر عم حافظ شاہ غلام جیلانی صاحب ممدوح فرزندان سید شاہ رؤف احمد
صاحب خلف و خلیفہ جناب سید سیادت علی جو حضرت قطب الاقطاب شاہ
عبدالرزاق صاحب کے پوتے ہین خلیفۂ پنجم مولوی شاہ رمضان علی صاحب
نقشبندی خلیفۂ ششم صاحبزادے والاتبار حقیقت و معرفت شعار کریم النفس الکریم
مولوی حافظ ابو الحیا محمد عبد الحلیم مولانا صاحب کے خلفا کبر ہین انہون نے
سلسلہ قادریہ رزاقیہ کو خوب رونق دی ہے صدہا آدمیون نے انسے
بیعت کی ہے اور خدا کی عنایت سے روز بروز شہرت ہے مریدون اور
معتقدون کی نہایت کثرت ہے خلیفۂ ہفتم مولوی صاحب کے چھوٹے صاحبزادے
افضل العلما واجب التعظیم مولوی حافظ ابو الاحیا محمد نعیم یہ علم و فضل میں

بڑے ممتاز ہیں اپنے سلسلۂ آبائی کے مرتبہ سے سرافراز ہیں فرنگی محل کے علما
ہیں انکی علم و فضل کی بڑی شہرت ہے انکی ذات والا صفات باعث
فیض و ہدایت ہے ہمیشہ درس و تدریس و وعظ و تصنیف فتوے و دستخط کے
کام سے شغل صبح و شام ہے مولوی صاحب کے بھی دو نون فرزند نیک نہاد
ہیں خدا کے فضل سے دونون صاحب اولاد ہیں خدا ان سب کی عمر مین برکت
کرے اور تا قیامت انکی نسل سلامت رہے آمین یا رب العالمین بحق طٰہٰ و یٰسین

ذکر خلیفۂ سوم حقیقت و معرفت آگاہ عاشق جناب رسول اللہ رہنمائے
دنیا و دین حضرت حافظ سعد الدین خوشنویس ابن حافظ محمد ابراہیم خوشنویس
ابن حافظ نور اللہ نور اللہ مرقدہما مرید ہونیکے بعد حضرت کے یہ خلیفہ بڑے
نامی گرامی ہوے خداوند تعالیٰ نے آپکو درویش کامل اور اہل دل کیا اور
اچھے اچھے لوگ عالم و فاضل حافظ و قاری درویش کامل آپکے مرید ہوے
منجملہ آپکے مریدون سے مولوی حافظ قاری شاہ رضا علی صاحب
بنارسی اور حافظ معصوم علی صاحب لکھنوی ہین سبحان اللہ ایسے شیخ کامل
کہین ہاتھ آتے ہین لوگ سالہا سال جستجو کرتے ہین تب بھی نہین پاتے
ہین سچ ہے حافظ صاحب ایسے صاحب نسبت تھے انکی کیفیت تھی کہ صدہا بزرگ
راقم آثم کی نگاہ سے گذرے لیکن جو مذاق و استغراق حافظ صاحب مین پایا
وہ کہین دیکھنے مین نہین آیا آپ پر عجب ایک حالت و کیفیت طاری تھی
مئے وحدت اور معرفت کے نشہ سے ہر وقت بیہوشی و بیقراری تھی حضرت
رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم کے نام پر فدا جان و مال سے

عقیقہ و فریضہ آپکا معمول تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کر دیا ہوتے
مہینے میں کیا کرتے تھے تیس روپیہ کا مشاہرہ سرکار شاہی سے پاتے تھے اور مرید
و شاگرد بہت کچھ خدمت بجا لاتے تھے مگر آپکا یہ حال تھا کہ گھر میں کبھی ایک
تانبے کا لوٹا پانی پینے کو نہ رکھا جس وقت حال میں آتے تو ایسے بیخود و بیحال ہو جاتے
کہ کسی چیز کو پاس نہ سمجھتے تھے جو پاتے اہل سماع کو دے ڈالتے تھے چنانچہ جو مشاہرہ
سرکار شاہی سے پاتے تھے وہ غدر کے بعد سرکار انگریزی نے موقوف کیا مدت تک
نہ دیا پھر یکایک ایسی عنایت باری ہوئی کہ سرکار مذکور سے تنخواہ جاری ہوئی
چنانچہ حکام نے آپ کو طلب کیا اور کئی مہینے کی تنخواہ کا حساب کر کے
پانسو روپیہ دیا آپ ایک رومال میں باندھ کر خدمتگار کے ہاتھ میں
دیکر چلے اتفاق سے ایک محفل سماع میں پہونچے اور بیخود ہو کر کھڑے ہو گئے
رنگ تماشا یہ تھا کہ جب اہل سماع آپ کی طرف آتے تھے آپ رومال میں ہاتھ
ڈالکر بے حساب روپیہ نکال کر دیتے تھے اسی طرح سے چار پانچ مرتبہ میں روپیہ
حوالہ کیا رومال جھاڑ کر خالی ہاتھ گھر کا رستہ لیا جب یہ کیفیت تھی تب تو
ایسے مرشد صاحب شریعت سے راگ سننے کی اجازت تھی اور یہ بات تو بخوبی
ظاہر ہے یہ شغل اس سے پایا ہے کہ خوشنویسی آپ ہی کی جد امجد حافظ نور اللہ
صاحب اور والد ماجد حافظ محمد ابراہیم صاحب کے ہاتھ سے حسب البشارت حضرت
علی کرم اللہ وجہہ اس ہندوستان میں آئی تھی خصوصاً جناب حافظ سعد الدین
صاحب کی ذات سے زیادہ تر رونق پائی ہے جس قدر خوشنویس اہل اسلام
کے ملازم میں وہ سب آپ ہی کے شاگرد و خادم ہیں مگر افسوس یہ ہے کہ الحال

آپ کی اولاد مین کوئی باقی نہین رہا آپکے صاحبزادے میان حافظ خلیفہ صاحب
نے ایام جوانی مین اور لڑکی بیٹے میان کمال الدین صاحب نے صغر سن مین انتقال
فرمایا مگر آپکے بھتیجے شیخ نواب علی صاحب جو آپکے خویش بھی ہین اونہون نے
خوش نویسی کی مشق خوب بہم پہونچائی ہے یہ دولت خاندانی اونہین کے
ہاتھ آئی ہے طریق آبائی پر اصلاح دیتے ہین لوگ آتے ہین فیض پاتے ہین
اب کچھ احوال حافظ صاحب کے تصرفات اور خوارق عادات کے لکھے جاتے
ہین **کرامت** ایک پنڈت اپنے مذہب کا بڑا محقق جناب حافظ صاحب کا
معتقد تھا اکثر آپکے پاس آتا جس بات کو دریافت کرنا ہوتا آپسے
تحقیقات کر جاتا ایک روز اوسنے آپسے پوچھا کہ یا حضرت ہمارے مذہب
مین کنھیا کا مرتبہ بڑا ہے یا رام کا آپنے فرمایا کہ تیرے مذہب کی مجھے کیا خبر
مین کیا جانوں کہ ان دونون مین کون بہتر ہے جسکو تو اپنے نزدیک افضل
جان اوسی کو زیادہ مان اوسنے کہا حضرت آپ ہی مجھے بتائیے میری
سمجھ مین نہین آتا ہے سمجھائیے جب اوسنے بہت حجت کی اور پوچھا لیا تب
آپنے یہ ارشاد کیا کہ کنھیا بڑے ہین اوسنے عرض کیا کہ اسکی کوئی دلیل
ہے یا یونہین یہ قال و قیل ہے فرمایا کہ تمہارے یہان جسکا لقب کنھا
سے قائم ہے ہمارے یہان اونہین کا حضرت بلال نام ہے اور وجہ اسکی
یہ ہے کہ جب عالم ازل مین کل انسان کی ارواح پاک نے ہمارے حضرت پیغمبر خدا
محبوب کبریا محمد مصطفے صلے اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ کی شان و عزت رتبے
اور وجاہت سے اطلاع پائی تو ہر ایک کے دل مین کمال اشتیاق سے آپ کی غلامی

کی رغبت آئی چنانچہ اوس وقت مین جس شخص کی دعا نے قبولیت کا حصہ
پایا وہی اس وقت بہی آپ کی خادمی اور غلامی مین آیا کنہیا کی بہی
یہی التجا کی تھی اوسی کا یہ انجام ہوا کہ حضرت کی غلامی مین ہو نیکے حضرت
بلال نام ہوا پنڈت نے یہ سنکر عرض کیا کہ یا حضرت یہ تو آپ کی زبانی
تقریر ہے بہلا فرمائیے کہین کسی کتاب مین یہ تحریر ہے فرمایا کہ آپ
چپکے اوٹھکر اپنے گھر چلے جاؤ رات بہت آئی ہے زیادہ باتین مجہ سے
نہ بناؤ عرض کیا یا حضرت جب تک اپنے سوال کا جواب شافی نہ پاؤنگا ہرگز
نہ جاؤن گا غرض کیا اسی گفتگو مین دو پہر رات کی نوبت آئی تب آپ نے
غصہ ہوکر یہ بات فرمائی کہ جب تو اپنے مکان پر جائیگا اسکا جواب تجہی
خاطر خواہ ملجاویگا وہ یہ سمجہا کہ حافظ صاحب مجہے ٹالتے ہین اپنا پیچھا مجہ
چہوڑاتے ہین اور یہ نہین جانتا تہا کہ یہ کیا بات ہے کیسی ہدایت کی یہ
راہ ہے کہان کنہیا اور کہان حضرت بلال ہین خداوند ذوالجلال کی
رحمتین شامل حال ہین غرض سحر کو پنڈت اپنے مکان پر آیا اور آتے ہی
نیند کا غلبہ پایا جیسے ہی سویا تو کیا دیکہتا ہے کہ کنہیا جی ایک ہاتہ مین سونٹا
لئے ہوے چارپائی کے برابر کہڑے ہین اور یہ کہتے ہین کہ کہہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
نہین تو ایک سونٹا مارتا ہون ابہی تیرے قالب سے روح نکالتا ہون اور
اس ڈر سے یہ کلمہ اپنی زبان پر لاتا قریب تہا کہ پنڈت کی روح قالب سے
نکل جاوے اسنے گہبرا کر کہا کہ کہتا ہون فرمایا کہ اگر صدق دل سے
کلمہ طیبہ اپنی زبان پر نہ لائیگا تو سزا اپنی واقعی پائیگا اور تو نہین جانتا

کر میں وہی کنھیا لال ہوں یہ کہکر غائب ہو گئی جب پنڈت خواب سے بیدار ہوا
تو نہایت حیرت و انتشار میں گرفتار رہا جب تھوڑی دیر کے بعد کچھ ہوش درست
ہوئے اوسی وقت کہ ہنوز کچھ رات باقی تھی حافظ صاحب کے پاس دوڑا آیا
اور سارا ماجرا کہہ سنایا آپ نے فرمایا کہ اب تیرے مسلمان ہونے میں کیا دیر ہے
اگر اب بھی کچھ تامل کرے تو تیری مقدر کا پھیر ہے اوس نے عرض کیا کہ یا حضرت
اب کچھ تامل نہیں مگر ایک التجا رکھتا ہوں اگر وہ مراد پاؤں تو صدق دل سے
ایمان لاؤں فرمایا وہ کیا ہے بیان کر عرض کیا کہ میری ایک بیٹی ہے اوسے
تپ دق کا عارضہ ہے اور اپنی حد کو پہونچ چکا ہے اگر حضور کی توجہ سے اچھی ہو جائے
تو یہ غلام مع اوس لڑکی کے ایمان لاوے آپ یہ سنکر بلا تامل اوس کے ساتھ ہو لئے اثنائے راہ
میں ایک آبخورہ مٹی کا لے لیا اوس کے گھر پہونچکر تھوڑا پانی اوسی آبخورہ میں
لیکر دم کیا اور تھوڑا سا آپ پیا اور باقی پنڈت کو دیکر ارشاد کیا کہ یہ پانی
اسے پلا دو انشاء اللہ تعالی ابھی صحت ہو جائیگی پھر کوئی بیماری اسکے نزدیک
نہ آئیگی پنڈت صاحب نے بڑے اعتقاد سے وہ پانی لیا اور بیٹی کو دیا کہ اسے پی لے
اوس نے اوس کے پینے سے انکار کیا اور کہا کہ جیوں یا مروں مسلمان کا جھوٹا پانی
کیونکر پیوں پنڈت کو اپنی بیٹی کی اس کلام سے بڑا غصہ آیا اور بزور اوسے
وہ پانی پلایا پانی کا حلق سے نیچے اترنا تھا کہ صحت کا ہونا تھا جب لڑکی نے
آپ کے تصرف سے صحت پائی تو نہایت صدق دل سے ایمان لائی اللہ اکبر
تصرف اسکا نام ہے بڑے مقربان بارگاہ الہی کا یہ کام ہے پنڈت تو
پہلے سے راغب یا بیان ہو چکا تھا جب حافظ صاحب کا یہ دوسرا تصرف عالی پایا

تو فوراً کلمہ طیب بان پر لایا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
واصحابہ وسلم **کرامت** ایک مرتبہ آپکے صاحبزادی کی صغر سنی مین پسلی کا
ایسا عارضہ لاحق حال ہوا کہ ظاہرہ صحت کا ہونا محال ہوا آپ مکان کے
اندر جو پردہ میں ڈالی ہوئی مولوی رضا علی صاحب بنارسی سے جو آپکے مرید تھے
باتیں کرتی تھی بی بی صاحبہ نے صاحبزادی کو میت کی حال دیکھکر آپکے
آگے لا کر ڈالدیا اور عرض کیا کہ آپ تو نہیں سنتے باتین فرماتی ہین ہم لوگ
اسکی علالت کا صدمہ دیکھکر مری جاتی ہین فرمایا کہ تم ناحق گھبراتی ہو
کچھ بھی عارضہ نہین ہے بس اُسی وقت آپنے یہ کلمہ ارشاد کیا شفا مطلق نے
ایسا آرام بخشا بخدا اسکو یا کبھی کوئی عارضہ نہ تھا **کرامت** ایک مرتبہ ایک
سید صاحب آپکے پاس تشریف لائے اور کہا کہ یا حضرت مجھے تین روز سے
ہچکیاں بشدت آتی ہین ہر چند تدبیر کرتا ہون نہین جاتی ہین فرمایا کہ
کسی حکیم کے پاس جائیے جو دوا تجویز ہو اوسے عمل مین لائیے وہ وقت
کہ جس مین اصلاح کا تھا اکثر شاگرد آپکے حاضر تھے اونمین سے کوئی صاحب
بولے کہ یا حضرت یہ بیچارے تین روز سے بالکل بے آب و نان ہین اس
عارضہ سخت سے نہایت پریشان ہین آپنے یہ سنکر چند ساعت سکوت
کیا بعد ازان سید صاحب کی طرف مخاطب ہوکر یہ حکم دیا کہ ابکی مرتبہ
اگر پھر نہ آنا بخدا ایک ہی مرتبہ آکر پھر نہ آئی سید صاحب نے صحت کامل
پائی سبحان اللہ کیا حکومت کیا کرامت تھی سراسر خداوند تعالی کی رحمت
وعنایت تھی **کرامت** شیخ مفتی نواب علی صاحب جناب حافظ صاحب کے بھیجے

آپکے خویشون سے ایک شخص نقل کرتے ہین کہ واجد علی شاہ بادشاہ کے شروع زمانہ
مین ربیع الاول کے مہینہ مین میرا ایک بیٹا یعنی جناب حافظ صاحب کا نواسہ پیدا
ہوا آپنے فرمایا کہ اسی مہینے کی بارہوین کو روز میلاد حضرت خیر العباد کا ہے
اسکی چھٹی کرنا اور اوسی روز اسکا نام بھی رکھنا چنانچہ ہمنے تاریخ مذکورہ
کو بڑی دہوم سے چھٹی کی اور دو روز تک محفل جشن کی مرتب رکھی اور حضرت
نے بھی اوس محفل مین قدم رنجہ فرمائے اور تیسرے روز دولت خانہ پر واپس تشریف
لائے اور مین بھی قلعہ جلال اباد کو چلا گیا تین چار روز کے بعد لڑکا دفعتہً علیل ہوگیا
یہانتک نوبت آئی کہ گہر والون نے سب عزیزون کو اطلاع دیکر بلایا
اور مین بھی حسب الطلب مکان پر آیا لڑکے کا حال نہایت ابتر نظر آیا
اوسے دیکھکر مین بہت گہبرایا اور پوچھا کہ حافظ صاحب تشریف نہین لائے
معلوم ہوا کہ نہین آئے ہین آپکو اس کیفیت سے اطلاع دی آپ یہ خبر پاکر
پنجشنبہ کے روز صبح کے وقت اپنے خادم شیر علی ساکن کرسی کو ہمراہ لیکر میرے
مکان کی طرف تشریف فرما ہوئے جب مقبول گنج مین مولوی صاحب کے
باغ کی دیوار کے نیچے پہونچے تو ایک شخص گسیارے کی صورت بنائے کمبل کاندہے
پر دیئے نظر آئے اور حافظ صاحب سے کہا کہ مین آپکے نواسے کو لینے جاتا ہون
آپنے فرمایا کہ مین خوب جانتا ہون وہ یہ جواب سنکر چند قدم چلے تھوڑی
دور جاکر واپس آئے اور کہا کہ دوبارہ آپسے کہے دیتا ہون کہ آپکے نواسے
کو لینے جاتا ہون فرمایا کہ جاؤ مجھے خوب معلوم ہے چند قدم جاکر پھر واپس
آئے اور کہا کہ سہ بارہ آپسے اطلاع کرتا ہون کہ آپکے نواسے کو لینے جاتا ہون

اس مرتبہ آپنے بہت غصہ سے فرمایا کہ بار بار مجھے کیوں چھیڑتے ہو جاکر اپنا کام
کیوں نہیں کرتے ہو غرض کہ آپ جب مکان پر تشریف لائے تو ہر ایک سے
یہ کیفیت ارشاد فرمائی اور فرمایا کہ یہ لڑکا اچھا ہے آپکے ارشاد سے سب
لوگوں کو کچھ تسکین ہوئی مگر مجھے یقین کامل ہوگیا کہ اب اس لڑکے کا وقت
اخیر ہے اسی وجہ سے یہ تقریر ہے بعد اسکے آپ لڑکے کے پاس تشریف لیگئے
اور اوسے اپنی گود میں اوٹھا لیا اور اوسکے سر سے پاؤں تک اپنا دست مبارک
پھیر دیا اوسنے آنکھ کھول کر بغور آپ کی طرف دیکھا آپنے اوسکی ماں سے فرمایا
کہ دودہ پلاؤ آپکے تصرف سے خداوند تعالی نے ایسا کیا کہ لڑکے نے بخوبی
دودہ پیا تین روز سے گھر میں کسی کو کھانے کی نوبت نہ آئی تھی اوسکی علالت
سے سب لوگوں نے سخت مصیبت اوٹھائی تھی آپنے فرمایا کہ جلد کھانا طیار کراؤ ہم
بھی کھائینگے اور ہم سب کو اپنے ساتھ کھلائینگے آخرکار جب کھانا طیار ہوا آپنے
کھایا اور سب لوگوں کو کھلایا بعد اسکے فرمایا کہ آج جمعہ ہے ہم جاتے ہیں
ہم تماشیر کی سرا کی مسجد میں نماز پڑھاتا ہے پھر وہان سے گھر جاتا ہو راوی موصوف
بیان کرتے ہیں کہ جناب چچی صاحبہ بھی وہیں تشریف رکھتی تھیں آپنے اون سے
فرمایا کہ ہم جاتے ہیں اگر ہمارے جانے کے بعد اس لڑکے کی طبیعت کا رنگ
بدل جائے تو اطلاع کو کوئی آدمی ہمارے پاس نہ آئے یہ فرماکر تشریف لیگئے
قبل دوپہر کے آپ تشریف لیگئے اور بعد زوال لڑکے نے انتقال کیا انا للہ
وانا الیہ راجعون سبحان اللہ کیا عنایت پروردگار ہے اگر بغور دیکھیے تو
اس حکایت میں تین کرامتوں کا اظہار ہے اول تو آپ کو اتنا ارادہ ہین

ملک الموت کا آکر خبر دینا دوسرے گھر والون کی تسکین کے واسطے یہ اون لوگون نے
تین روز سے کچھ نہ کھایا تھا تاکہ کچھ کھالیں یہ فرماکر کہ یہ لڑکا اچھا ہو گیا اور
فوراً اثر صحت کا ظاہر ہونا تیسرے وقت رخصت کے یہ ارشاد کرنا کہ اگر
اس لڑکے کی طبیعت کا رنگ بدل جاوے تو کوئی آدمی اطلاع کو ہمارے پاس
نہ آوے یہ بھی اوسکے نہ بچنے کی دلیل صاف تھی پھر بھلا تین کرامتون کے یکجا
ہونے مین کیا اختلاف ہے کرامت منشی نواب علیصاحب کا یہ بھی بیان ہے
کہ محمد علی شاہ بادشاہ کے وقت مین وارد عاشق علیصاحب کی والدہ جب
میان محمد عظیم صاحب اور جناب حافظ صاحب سے کمال اتحاد تھا اونہین ایام مین
ایک مرتبہ میان محمد عظیم صاحب بیمار ہوے عارضہ مہلک مین گرفتار ہوے ظاہرہ
صورت زیست نظر نہ آتی تھی فقط ایک سانس آتی جاتی تھی زوال طاقت کی
یہ کیفیت تھی کہ سکرات تحالتی کی نہایت دقت تھی ایک ذرہ کچھ قلیل دم
باقی تھا کہ ایک آدمی جناب حافظ صاحب کے پاس آیا اور عرض کیا آپ کو
میان محمد عظیم صاحب بلاتے ہین آپ فوراً تشریف لیگئے جب صاحب مرض نے
آپ کو دیکھا تو اشارہ سے کہا کہ میرے واسطے دعا کیجیے آپنے ازراہ اپنی
عاجزی و انکساری کے فرمایا کہ مین کس لائق ہون جو دعا کرون صاحب
مرض کے پاس ایک فقیر گیرو البانس پہنے بیٹھے تھے بولے کہ سب فقیر دعا باز
ہین آپنے فرمایا کہ تم خود فقیر صورت ہو ایسا کہتے تمکو ایسا کلمہ کہنا زیبا نہین
اگر تم کہین تو معنائقہ نہین تین مرتبہ آپسے صاحب مرض نے اشارہ سے
دعا کرنے کو کہا اور آپنے ہر بار یہی عذر کیا کہ مین اس لائق نہین جو دعا

کرون اور وہ فقیر صاحب پھر بار یہی کہتے تھے کہ سب فقیر تہا بازمین دو بار
آپ نے ضبط فرمایا تیسری مرتبہ آپ کو نہایت غصہ آیا اور حالت غضب
کی پیدا ہوئی پھر اوسی حالت مین کئی مرتبہ لفظ فرمایا کہ اتبک کوئی فقیر
تیرے دیکھنے مین نہین آیا باربار یہی فرماتے تھے اور کثرت غصہ سے تہراتے
تھے اور اوسی حالت مین غیض مین فقیر سے فرمایا کہ کہ مین اس وقت کا
شاہ ہون اس وقت کا شاہ ہون مگر اس لفظ کو فرمایا فقیر سے کچھ نہ بن آیا
آپ نے تین مرتبہ یہ لفظ اوس سے کہلایا اور مریض کے دونون بازو پکڑکر خوب
زور سے جھٹکی دی اور چارپائی پر دے مارا اور سیدہا اپنے گھر کا رستہ لیا مریض
صاحب نیم جان تو پہلے ہی رہے تھے حافظ صاحب کی اس حرکت سے لوگ سمجھے کہ
کہ جو دم باقی تہا وہ بہی نکل گیا کسی نے نبض دیکھی اور کسی نے سینہ پر ہاتھ
رکھا معلوم ہوا کہ زندہ ہین جب حافظ صاحب اپنے گھر آئے تو پھر ایک سے فرمایا کہ
ہم میان محمد عظیم صاحب کی بلا ہی جھاڑ آئے اب سنئے کہ جب آپ مریض کے
مکان سے واپس تشریف لائے تو شام ہوچکی تھی مغرب کی نماز پڑہ کر آپ نے
اپنے خادم میان امداد حسین سے فرمایا کہ جاکر دیکھ آؤ کہ محمد عظیم صاحب کیا کر رہے
مگر علحدہ سے دیکھکر چلے آنا اونکے پاس نہ جانا یہ جاکر خبر لائے کہ چارپائی پر تندرست
وتوانا لیٹے ہین اور حقہ پیتے ہین آپ نے عشا کی نماز پڑہ کر پھر امداد حسین کو
دریافت حال کے واسطے بھیجا تو اونہون نے جاکر دیکھا کہ چارپائی پر تکیون کی
سہارے بیٹھے ہین اور حقہ پیتے ہین اس مرتبہ محمد عظیم صاحب نے امداد حسین کو
دیکھ لیا اور الحاح وحشت سے عرض کیا کہ آپ جائیے اور حافظ صاحب کو

ایک لیجانے واسطے یہاں لائیے امداد حسین نے آکر آپسے عرض کیا آپ سنکر
چپ ہو رہے اور کچھ جواب نہ دیا جب حافظ صاحب کے یہاں سے کچھ جواب
نہ آیا تو انہوں نے نہایت اشتیاق سے اپنا آدمی آپکے لانیکے واسطے
دوڑایا جب آدمی نے آکر آپکے دروازے پر آواز دی تو آپنے اپنے گھر والوں
سے ممانعت کی کہ ہرگز جواب نہ دینا خبردار منہ سے نہ بولنا آخر وہ آدمی مجبور
ہوکر واپس گیا اور جواب کے نہ پانے سے حکیم صاحب کو مطلع کیا مختصر یہ ہے
کہ صبح کو میاں محمد عظیم صاحب ہوادار پر سوار ہوکر خود آئے آپنے ملاقات
نہ کی وہ سمجھے ہونگے کہیں باغ میں کہ کربلا بنی تھی اوسکے دیکھنے کو چلے گئے
ہونگے پھر آئے آپنے پھر بھی ملاقات نہ کی یونہیں واپس گئے تیسرے پہر کو
جب وقت اصلاح کا آیا اور سمجھے کہ اس وقت حافظ صاحب ضرور باہر تشریف
رکھتے ہونگے یہی خیال کرکے محمد عظیم صاحب پھر تشریف لائے اور چاہا کہ قدمبوس
ہوکر اپنا حال کہیں اور آپکا شکریہ ادا کریں آپنے فرمایا کہ جبتک میں
اصلاح دیتا ہوں آپ بھی عیش باغ ہو آئیے پھر جو کچھ کہنا ہو ارشاد
فرمائیے غرض کہ جب دوبارہ ملاقات ہوئی تو آپنے وہ تذکرہ ہونے دیا
ہرگز اور نہیں کچھ کہنے نہ دیا اسی طرح سے اکثر حالات آپکے کشف و کرامات
کی ظاہر ہیں کہ دیکھنے سننے والے ماہر ہیں ذکر خلیفہ چہارم مولوی محمد بخش
صاحب ساکن قصبہ کرسی خاص یہ حضرت کے مرید بڑے مقرب خلیفہ درویش صاحب
دل اور عامل بھی کامل تھے انہوں نے عبادت اور ریاضت کو ایسا کام فرمایا
کہ جسکی برکت سے مرتبہ کشف و کرامات کا ہاتھ آیا شہر لکھنؤ کے پرانی چھدرگنج

کی مسجد چار مینار ہی مین ہمیشہ قیام رہا شب و روز عبادت و ریاضت سے کام رہا یہان آپ کے کچھ حالات قلمبند ہوتی ہین کہ جس سی آپ کے عامل کامل ہونی کی کیفیت اور درویشی اہل ہونی کی حقیقت ناظرین پر صاف کھل جائیگی جو حقیقت واقعی ہی اوسکی تصدیق کامل ہو جائیگی احمد خانصاحب نقل کرتی ہین کہ ایک مرتبہ جناب مولوی منعم بخش صاحب کے پاس شہر لکھنؤ کی محلہ لکڑ منڈی سی ایک شخص آیا اور عرض کیا کہ یا حضرت میرے ایک عزیز پر کئی روز سی ایک آسیب آتا ہی ہر چند تدبیر کرتی ہین نہین جاتا ہی آپ ایسی توجہ فرمائین کہ ہم اوس بلا سی نجات پائین ایک شخص محبوب بیگ نامی آپ کے سامنے حاضر تھی آپ نے اونکو کوئی طریقہ دفع آسیب کا بتا کر ارشاد فرمایا کہ تم انکی ساتھ جاؤ اور اوس آسیب کو دفع کراؤ چنانچہ جس وقت یہ پہونچی اور اوس ترکیب کو کیا اوسی وقت وہ آسیب دفع ہو گیا اب سنیے کہ چند عرصہ کی بات ایک لگریز کو کسی آسیب نے دبایا وہ دوڑا ہوا میان محبوب بیگ کے پاس آیا یہ بدون مولوی صاحب کے اجازت کے اوسی ترکیب کے اعتماد پہ اوسکے دفع کرنی کو گئی وہ آسیب انکی صورت دیکھتی ہی ایک بڑا لنگڑا اوٹھا کر انکی پیچھی دوڑا یہ بھاگے یہانتک نوبت آئی کہ بھاگتی بھاگتے مولوی صاحب کے پاس پہونچی اور مسجد کی اندر گھس کر جان بچائی اور وہ آسیب بھی انکی پیچھی برابر پہونچا مولوی صاحب اوس وقت وضو کرتی تھی آپ کو دیکھکر مسجد کے باہر ٹھہر گیا مولوی صاحب کے لحاظ سی مسجد کے اندر نہین گیا مگر یہ پکار پکار کر کہتا تھا کہ محبوب بیگ کو نہ چھوڑونگا بیٹیک مار ڈالونگا جب

مولوی صاحب نے وضو سے فراغت پائی تو پہلی نماز چاشت ادا فرمائی بعد
اسکے حجرے کے دروازہ پر تخت کے اوپر بیٹھے اور اوس آسیب سے فرمایا کہ یہ کھنگر
جہان سے لایا ہے وہین لیجا کر ڈال دے اور سیدہا اپنے گہر کا رستہ لے اوسنے
جواب دیا کہ مجھ بیگ کو جب اوٹہا لاون گا تب یہان سے جاونگا آپنے کئی مرتبہ
اوس سے فرمایا مگر اوسکے خیال مین کچھ نہ آیا آخر کو مولویصاحب نے ایک
لکڑی اپنے ہاتہ مین لیکر ایک لکیر زمین پر کھینچی اور اوس آسیب سے پوچھا کہ
کہ تیری نظر سے کوئی شی آڑ ہے اوسنے کہا کہ ہان ایک دیوار ہے آپنے فرمایا
کہ اب بھی بہتر ہے مع کھنگر اپنے گہر چلا جا اوسنے نہ مانا تب آپنے دوسری
لکیر کھینچی وہ بھی اوسکو دیوار نظر آئی اسی طرح سے چار لکیرین
زمین پر چارون طرف کھینچائین اور بیچ مین جگہ دروازہ کی برابر چہوڑ دی
اور پوچھا کہ اب کیا نظر آتا ہے اوسنے کہا کہ ایک مکان مع دروازہ ہے
آپنے فرمایا کہ اب بھی تیری حق مین بہتر ہے کہ مع کھنگر اپنے گہر کی
راہ لے اوسنے نہ مانا تب اپنے جس قدر زمین کو لکیر کھینچنے کو باقی تہی وہ بھی
پوری کردی وہ آسیب اوسی مکان محجوب کے اندر قید ہوگیا اور وہ
زنگریز اپنے ہوش مین آیا مولوی صاحب نے اوس سے پوچھا کہ یہ کھنگر تو لایا
تہا اسے لیجا اوسنے عرض کیا کہ نہ مین لایا تہا اور نہ مجھ سے جاےگا بہلا یہ
ضعیف اسکے اوٹہانے کی طاقت کہان پائیگا آخر کو تین چار آدمی بمشکل
اوس کھنگر کو اوٹہا کر پہینک آئے مولوی صاحب کا عمل دیکھنے والے حیرت مین
آئے اب واضح ہو کہ یہ فعل بھی قبیل از کرامت ہے مگر چونکہ عمل مین بھی طاقت

ہی لہذا اسکو کوئی کرامت نکہی گا ہر شخص عقل ہی جانیگا کرامت احمد خانصاحب
نقل کرتے ہین کہ مولوی صاحب کا معمول تہا کہ ہر ہفتی مین ایک مرتبہ دریای
گومتی جو شہر لکہنو کے کنارے بہتی ہے اوسکی گہاٹ پر تشریف لیجاتی تہے اور
وہان اپنا کچہ شغل اشتغال کرکے واپس آتی تہی ایک مرتبہ آپ وہان سے پلٹ کر
حضرت شاہ پیر محمد صاحب لکہنوی قدس سرہ اور حضرت شاہ مینا صاحب
رحمۃ اللہ علیہ کی مزار پر ہوتی ہوی اپنی مسجد مین تشریف لای اور مجہ سے
فرمایا کہ آج ہمنے حضرت شاہ مینا صاحب کے حجرے کے کنڈی کہڑکہڑائی اور
عرض کیا معلوم ہوتا ہے کہ شاید آپ یہان سے کہین تشریف لے گئے جو اس
شہر کے لوگ بیچارے چپای پڑے جاتی ہین دیکہنا چاہیے کہ اسکا نتیجہ کیا ہوتا ہے
خانصاحب کہتے ہین کہ مین یہ سنکر خاموش ہو رہا اور آپکے لحاظ سے کچہ استفسار
نہ کرسکا کہ یہ آپنے کیا کہا اسکے تیسرے روز پہر آپنے ارشاد کیا کہ آج حضرت
محبوب سبحانی غوث الثقلین شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ الاصفی نے
جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ مین فریاد کی کہ یا حضرت اہو
شہر لکہنو مین ظلم بشدت ہوتا ہے اور کوئی کسی کو نہین پوچہتا ہے اوس وقت
ایک درویش آپکی خدمت بابرکت مین حاضر تہی اونہون نے عرض کیا کہ یا
حضرت جیسا حضرت محبوب سبحانی فرماتی ہین ایسا ظلم تو ہم نہین پاتے ہین
آپنے فرمایا کہ یہ نوز عین غوث الثقلین ہمارا ہے ازہی تمہین اسمین دخل
دینے کا کیا مجاز ہے اور حضرت محبوب سبحانی کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ تم یہ
کام کرو کہ بہت جلد اس شہر کا انتظام کرو خانصاحب کہتے ہین کہ مولوی صاحب

نے فرمایا کہ ارشاد کیا کہ دیکھیے جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا کیا انجام ہوتا شہر لکھنؤ کا کیونکہ انتظام ہوتا ہے پھر اسکے تیسرے روز حضرت نور محمد صاحب نے جو معین و مددگار نصیر الدین حیدر بادشاہ کے تھے دفعتاً اس جہان فانی سے رحلت فرمائی اوسکے آٹھویں روز بادشاہ کی بھی انتقال کی نوبت آئی جب بادشاہ نے قضا کی اور تخت سلطنت منا جان کے قبضہ میں آیا میں خبر پاکر مسجد میں مولوی صاحب سے اطلاع کرنے گیا وہاں مولوی صاحب کی عجب کیفیت دیکھی کہ بار بار حجرے سے مسجد میں اور مسجد سے حجرے میں جاتے ہیں اور نہایت جلال سے اپنی دہن مبارک سے کف بہاتے ہیں میں اپنی حماقت سے اوسی حالت میں عرض کیا کہ یا حضرت منا جان تخت نشین ہوئے آپ نے نہایت غصہ سے جواب دیا کہ تمہارے گھر میں تخت نشین ہوئے ہونگے جاؤ اپنے گھر بیٹھو اس وقت میرے سامنے نہ ٹھہرو میں چپکے اپنے گھر چلا آیا اتنے میں توپ کی آواز آئی معلوم ہوا منا جان مع بیگم گرفتار ہوئے اور نصیر الدولہ تخت پر بیٹھے ہیں جب میں نماز کے واسطے مسجد میں آیا مولوی صاحب نے میری صورت دیکھتے ہی مسکرا کر فرمایا کیوں صاحب منا جان کو گدی پہ کیوں نہ بٹھایا میں نے عرض کیا کہ خدا کے کارخانے کون جانے جسے وہ بٹھاوے وہی بیٹھے اب یہاں جاننا چاہیے کہ یہ کرامت خاص ہے اسمیں عقل کو ہرگز دخل نہیں اگر کوئی شخص آنے والی بات کو کہ جسکا نشان وگمان بھی نہ ہو بتانا چاہے تو ہرگز نہیں بتا سکتا ہے اور نہ عقل کے زور سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل طیبہ میں جا سکتا ہے یہ قوت خداوند تعالیٰ نے خاص اہل ولایت کو عطا فرمائی ہے دوسرے کی حقیقت

ہرگز یہ طاقت نہین آئی ہی کرامت خانصاحب ممدوح یہہ بھی نقل کرتی تھے
کہ مجھی ایک شخص نے ہمزاد کا عمل بتایا مینی اوسی پڑہنا شروع کیا دو چار
روز کے بعد مجھی یہ معلوم ہونی لگا کہ کوئی شخص ہر وقت پڑہنی کے میرے
پاس آتا ہی اور میرے سر پہ ہاتھ رکھتا ہے اور کبھی شکل تصویر کے مجھے
نظر آتا ہی جب مین پڑہ چکتا تہا تب غائب ہو جاتا تہا ہنوز ختم کی نوبت
نہ آئی تھی کہ ایک روز مین مسجد مین کچھ پڑہتا اور مولوی صاحب قران شریف
کی تلاوت کرتی تھی جب تلاوت سی آپنے فراغت پائی تو مجھی یہ نصیحت
فرمائی کہ یہ طریقہ شیطانی تمنی کہان سی سیکھا ہی جو کوئی ہمزاد کا عمل
پڑہتا ہی مرتے وقت اوسکے منہ سی کلمہ نہین نکلتا ہی مین سنکر نہایت
نادم ہوا اور اوسی وقت توبہ کی **ذکر خلیفہ پنجم** مولوی حاجی امام بخش
صاحب آپکے یہ مرید وخلیفہ آپکے بڑی راز دار تھی ابتدا سی انتہا تک
جو حالات آپکے گزری اون سی خوب واقف کار تھی انکی واقفیت اور
رازداری اور قرب منزلت کا سبب یہ تہا کہ یہ آپکی ہم عمر و ہم سن تھی
صاحبزادی والاتبار کرامت شعار فرماتی تھی کہ جب ہم جوان تھی تب یہ
سن تھی حاضر باشی مین آپ کو سب پر فوقیت تھی اسی وجہ سی آپکے
حضور مین سبسے زیادہ انکی رسوخیت تھی حضرت کی عنایت اور فیضان
صحبت سے یہ بڑی کامل ہوی درجۂ عاشقون مین پہونچکر مقربان بارگاہ
حق سی واصل ہوی بہت لوگون نے مرید ہوکر آپ کی ذات فائز البرکات
سی راہ سلوک اور ہدایت کی پائی جو جسکی مراد دلی تھی وہ آپکے تصرف سے

بتاتی قرآن شریف کے معنی مع شان نزول خوب پڑھاتی تھی بہت لوگ
اسکا بھی فیض پاتی تھی دو مرتبہ خانہ کعبہ جاکر حج کر آئی غرض کہ سب
ظاہر و باطن کے مرتبے پایے مگر مولوی صاحب کے بعد کوئی خلیفہ اور
جانشین نہیں ہوا اسی وجہ سے سلسلہ پیری مریدی کا کم ہو گیا مولوی صاحب
کے صاحبزادی سراپا تمیز حاجی عبدالعزیز لکھنؤ کی سرکار شاہی کے جواہر خانہ
کے داروغہ اور مولوی صاحب کی والدہ ماجدہ برگزیدہ خصائل میاں
محمد جمال یہ سب آپ کے مرید بڑے راسخ الاعتقاد اور نیک نہاد تھی عجب نہیں
کہ حضرت صاحب کے خلیفہ اول آپ ہی ہوں لیکن بہ سبب اسکی کہ آپکے
بڑے صاحبزادے حاجی صاحب ایام غدر میں شہید ہوئے اور چھوٹے صاحبزادے
مولوی محمد اسمعیل صاحب کہیں ٹاکہ کی طرف سفر میں ہیں لہذا مجبوری
سے آخر میں آپکا نام داخل کتاب کیا جس قدر احوال معلوم تھا لکھدیا
اب واضح ہو کہ علاوہ مریدوں اور خلفاؤں کے کوئی عالم و فاضل اور
درویش کامل اور صاحب اہل ریاست و اہل مذہب و غیر مذہب ایسا نہ تھا
کہ آپسے ارادت و عقیدت نہ رکھتا یا آپ کی زیارت و ملازمت کی تمنا
نرکھتا چنانچہ حضرت سید احمد صاحب شہید کا مع مولانا محمد اسمعیل و مولانا
اسحق و مولانا عبدالحی و مرزا حسن علی صاحب محدث وغیرہم کے آپ کی
تمنائے زیارت میں تشریف لانا اور پانچ روپیے آپ کو نذر دینا اور یہ فرمانا
کہ ہم بہت سیر کر آئے مگر آج ایک درویش کامل صاحب شریعت و اہل دل
دیکھنے میں آئے باتفاق جمہور ثابت ہے اور حضرت شاہ کاظم صاحب کا کوروی

ہمیشہ آپکے اشتیاق ملاقات مین آتے تھے اور ہفتہ عشرہ برابر آپ کی صحبت
بابرکت مین رہتے تھے قاضی عبدالکریم صاحب پلوہی کہ اولیاے وقت سے
تھے وہ بھی باشتیاق تمام آپ کی ملاقات کو تشریف لاے اور آپ کی صحبت
بابرکت سے بہت کچھ حظ اوٹھاے اور برہنہ مجذوب شاہ صاحب جو
لکھنو کے محلہ پیر جلیل مین تشریف رکھتے تھے اور ہمیشہ برہنہ رہتے تھے بڑے
درویش کامل اور اولیاے وقت سے تھے فرماتی تھے کہ ہم حضرت صاحب سے
ڈرتے ہین اس وجہ سے کہ برہنہ رہتے ہین پھر جب آپنے کہلا بھیجا کہ شریعت
پر قدم ماریے تہبند باندہیے تو شاہ صاحب نے فوراً حکم کی تعمیل کی اور تہبند
باندہا انکی بھی مفصل کیفیت تیسرے باب مین مذکور ہے دوبارہ لکھنا کیا
ضرور ہے اسی طرح سے امیرون مین بھی بڑے بڑے صاحب ریاست و
اہل حکومت کہ اکثر اونمین خلاف مذہب تھے آپسے نہایت ارادت
و عقیدت رکھتے تھے چنانچہ نواب سعادت علیخان اور نواب عنایت علیخان
دونون بھائیون کا بالتجا آپکے حضور مین آنا اور کنارے جانماز کے
نہایت ادب سے مودب ہوکر بیٹھنا یہ بھی باب سوم مین بیان ہوچکا ہے
راقم آثم اسکی کیفیت بھی مفصل لکھ چکا ہے اور نواب آغا میر معتمد الدولہ کا
معتقد ہونا اور نواب کی التجا سے آپکا دعا کرنا اور پھر رہا ہوکر دوبارہ
خلعت کا پانا بخوبی ظاہر ہے ہر شخص اسکی کیفیت سے ماہر ہے اور نائب
تفضل حسین خان باوجودیکہ دہریہ مذہب تھے مگر آپکے کسی قدر معتقد
تھے حکیم فرزند علیخان مشہور ماتو ہی کہ یہ بھی خلاف مذہب تھے مگر انکے

معتقد ہونی کی کیفیت معلوم ہے باب سوم کی ایک حکایت سے بخوبی مفہوم
ہے اور یہ بھی باتفاق ثابت ہے کہ ایک روز نواب آصف الدولہ بہادر
یہان کرسی شریف مین خاص آپ ہی کے ملازمت کے واسطے آئے اور آپنے
اونکی آنی کی خبر پاکر اپنی مکان کے کواڑے بند کرائے اور یہ حکم دیا کہ نواب
میرے سامنے نہ آئے خبردار کوئی کواڑے کھولنے نہ جائے سو مولوی فضل عظیم
خانصاحب وغیرہ رئیس صفی پور کہ نواب کے مصاحب بھی تھے باوجودیکہ
حضرت صاحب کے مرید نہ تھے مگر اس قدر ارادت و عقیدت رکھتے تھے
کہ اپنے مرشد سے کم نہ سمجھتے تھے انہون نے کسی تدبیر سے عرض کرا بھیجا کہ مین
قدمبوسی کا نہایت مشتاق ہون آپ کواڑے کھلوا دیجیے نواب بدون
مرضی حضور کے ہرگز اندر نہ آئینگے اگر حضور کی اجازت پائینگے
تو قدمبوسی کر جائینگے پھر آپنے کواڑے کھلوا دیے نواب وسی طرح
مع نواب حسن رضا خان اور نواب حیدر بیگ خان وغیرہ کے اوسی جگہ
دروازے پر کھڑے رہے اور نواب نے یہ حکم دیا کہ اگر کوئی بدون اجازت
حضرت کے ایک قدم اندر کی جانب بڑھاوے گا تو بڑی سزا پاوے گا
جب مع نوابصاحب آپ کے حضور مین حاضر ہوئے تو آپنے اون سے فرمایا
کہ نواب سے کہدو کہ خداوند تعالے نے تمہین صاحب ریاست و اہل حکومت
بنایا ہے فقیر کی ملاقات سے کیا فائدہ تمہارے ذہن مین آیا ہے اگر آپ
مجھسے ملاقات کرینگے تو اہل غرض مجھے گھیرینگے کوئی کہیگا کہ نواب سے
ہماری سفارش کیجیے کوئی کہیگا کہ ہمین کچھ دلا دیجیے اگر آپنے وظیفہ کی

لہنی پر عمل کیا تو آپکا نقصان ہوا اور اگر نہ کیا تو ضرر کا گمان ہوا اس
بہت سے کہ آپ میری ملاقات نہ کیجیے مجھے معاف رکہیے نواب نے بہی آپ کی
مرضی نہ پاکر زیادہ مبالغہ نہ کیا اور لکہنو کا رستہ لیا مگر اپنی اہلکارون
سے یہ حکم دیا کہ لکہنو مین آپ کی تشریف آوری کی خبر لیتے رہنا جس وقت
آپ تشریف لائین فوراً ہمکو اطلاع کرنا پہر حسب اتفاق آپ لکہنو مین
تشریف لیگئے اور قلندر بخش جی کے مکان پر رونق افروز ہوے
اہلکارون نے نواب کو آپکے تشریف آوری کی خبر دی نواب یہہ
خبر پاکر فوراً سوار ہوے اور آپ کی قدمبوسی کے واسطے چلے اوس وقت
آپ نے اپنی کشف سے دریافت کرکے لوگون سے فرمایا کہ نواب ہماری ملاقات
کو آتے ہین ہم اسی وقت اپنے گہر جاتے ہین یہ فرماکر آپ اپنے میانہ پر سوار
ہوے اور تشریف لیچلے اہلکارون نے یہ خبر بہی نواب کو پہونچائی کہ آپ
جاتے ہین میانہ پر سوار تشریف لیجاتے ہین نواب نے نہایت اضطراب سے سوار
ہوکر اثناے راہ مین کہ پکے پل پر تک آپکا میانہ پہونچا تہا ملاقات کی اور عرض
کیا امیدوار ہون کہ میرے گہر قدم رنجہ فرمایئے میری خاطر سے ایک شب
رہجایئے آپ کی مروت واخلاق کا حال تو ظاہر ہے لہذا آپ سے کچہہ نہ بنا
مگر یہ ارشاد فرمایا کہ اچہا تمہاری خاطر سے ہم چلتے ہین اور ایک شب کے
رہنے کا بہی اقرار کرتے ہین مگر ہمین قید نہ کرنا یعنی جو شخص ہماری ملاقات
کو آوے اوسے بلا قید ہمارے پاس آنے کی اجازت دینا نواب نے عرض کیا
بہت اچہا پہر آپ کو لعل بارہ دری والے مکان مین اوتارا آپ نہان

تشریف فرما ہوئی تو ایک یہ حال تھا کہ آپکے سامنے دست بستہ بیٹھے رہتے تھے اور غریب و غربا
آپکے پاس آتی جاتے تھے پھر رخصت ہوکر اپنے مکان پر تشریف لائے جناب مولوی صاحب
قبلہ و کعبہ دو جہانی حضرت مولوی شاہ محمد نورانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ
فرماتے تھے کہ جب نواب سعادت علیخان تخت سلطنت پر بیٹھے تو اونہین ایام مین
ایک مرتبہ حضرت صاحب لکھنؤ مین تشریف رکھتے تھے نواب نے آپ کی تشریف آوری
کی خبر پاکر اپنے مصاحب مولوی سید حسن صاحب شاہجہان پوری سے کہا کہ کل ہم حضرت
کی ملاقات کو چلینگے تم جاکر حضرت سے اطلاع کردو مولوی صاحب حضرت سے نہایت عقیدت
رکھتے تھے اکثر آپکے پاس حاضر رہتے تھے نواب سے یہ خبر پاکر نہایت خوشی سے آپکے پاس
حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ نواب نے کل آپ کی ملازمت کے واسطے حاضر ہونیکا وعدہ
کیا ہے مجھے اطلاع کے واسطے بھیجا ہے آپ یہ سنکر نہایت برہم ہوئے اور مولوی امام بخش
صاحب سے کسی داروغہ کا نام لیکر فرمایا کہ تم ان سے جاکر کہو کہ آٹھ کہار اور
ایک میانا جلدی ہمکو دینا ہم اسی وقت اپنے مکان کو جاینگے اب ایک لمحہ یہان نہ ٹھہرینگے
اور مولوی صاحب سے فرمایا کہ نواب سے کہدینا کہ فقیرون کی دعا سے ہوئی سلطنت
تمھین ملی ہے مگر معلوم ہوتا ہے کہ پھر فقیرون کی بددعا سے کھونا چاہتا ہے مولوی صاحب
بہت کچھ فائدہ اسمین چاہتے تھے مگر آپکے یہ ارشاد سنکر ہوش اوڑگئی اور آپ
اوسی وقت سوار ہوکر اپنے مکان کو چلے آئے اسی طرح سے ہزارہا لوگ آپ سے ارادت
و عقیدت رکھتے تھے اپنا پیشوا و مقتدا سمجھتے تھے ذکر اولاد امجاد و ایضاً منجملہ
کہ ہمارے حضرت صاحب نے ازروے حد شرع شریف کے چار نکاح کیے پہلی بی بی صاحبہ
سے دو بیٹے اور دو بیٹیان خداوند تعالی نے دیے بڑے صاحبزادہ کا نام نامی مولوی

حقانی عرف عبدالحق تہا یہ بزرگ بڑی نیک صفات نہایت خوش اوقات تہی انہون نے
طریقہ پیری مریدی کا جاری نہین کیا تین صاحبزادی اور ایک صاحبزادی چہوڑکر
ملک بقا کا رستہ کیا آپکے بڑی صاحبزادی مولوی شاہ عزیز اللہ صاحب
انہون نے طریقہ فقیری کے خوب حاصل کئے اور نہایت خوش اوقات او منصف
بصفات ہوی دوسرے مولوی خیر اللہ صاحب بہی نہایت وضعدار فارسی
کے بڑی ہنار تہی تیسرے مولوی ذکر اللہ صاحب یہ بہی بزرگ باوقات ہین نہایت نیک صفات
ہین مگر افسوس ہی کہ آپ کو مدت سے کرسی پین آنے سے انکار ہی کیا کہین کچہ بس نہین
چلتا اپنا کیا اختیار ہی صاحبزادی موصوف کی آل و اولاد مین بہی ایک باقی ہین
اگر یہان بود و باش فرماتے تو ہم سب لوگ ملاقات سے حظ اوٹہاتے مولوی حاجی شاہ
زمانی صاحب جو صاحبزادی منجہلے تہی انہون نے حضرت صاحب کی
انتقال کے بعد بیت اللہ شریف جاکر حج کیا جب وہان سے لوٹ کر آئی تو طریقہ پیری
مریدی کا جاری کیا اور بہت لوگ آپکے مرید ہوی اور آپ کی ذات فایض البرکات
سے راہ سلوک و ہدایت کی پائی پہر آپنے بہی ایک فرزند دلبند اور تین دختر بلند اختر
چہوڑکر اس جہان فانی سے رحلت فرمائی آپکے انتقال کے بعد پہلی آپکے فرزند
ارجمند لا ولد انتقال کیا الحال آپکے ایک صاحبزادی بقید حیات موجود ہین اور دو
بیٹیون نے اولاد چہوڑکر انتقال فرمایا اور حضرت کی بیٹی و صاحبزادیان جو بی بی صاحبہ
موصوفہ سے تہین او نین سے بڑی صاحبزادی کے فرزند دلبند جناب بہائی مولوی
عبدالجلیل صاحب اب تک بقید حیات صاحب اولاد موجود ہین اور چہوٹی صاحبزادی کے
ایک بیٹی اور دو بیٹی تہی مگر دونون فرزند نوجوانی اپنی والدہ ماجدہ کی سامنے انتقال

کیا ہرچند کہ دختر نیک اختر سے اولاد موجود ہے مگر شجرۂ بنیاد پسری کا مفقود ہے
اور دوسری بی بی صاحبہ سے چار صاحبزادہ والا تبار اور دو صاحبزادیاں عصمت
شعار خداوند تعالیٰ نے عطا فرمائی بڑے صاحبزادۂ والا تبار کرامت شعار حضرت کے
جانشین برگزیدہ بارگاہ ربانی حضرت مولانا شاہ محمد حمدانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ
خداوند تعالیٰ نے آپ کو ولی مادرزاد پیدا کیا اور صغر سن سے ہر کمال ظاہری و باطنی
میں مرتبہ عالی عطا کیا بچپن سے نہ کبھی کسی کھیل کی طرف اپنی طبیعت خود بخود راغب
پائی اور نہ کسی چیز دنیاوی کی خواہش فی نفسہ دل میں آئی راقم آثم سے خود ارشاد
فرماتے تھے کہ ہم لڑکپن میں کبھی کوئی کھیل دنیا کا نہ جانتے تھے جب کسی روز تفریح کو
جی چاہتا تو عصر کی نماز کے بعد غلیل لیکر اپنے باغ کی طرف چلے جاتے تھے وہاں جاکر
تھوڑی دیر جی بہلا کر واپس آتے تھے اور باغ بھی مکان سے ملا تھا چند قدم ہی کا فاصلہ
تھا صغر سن سے جوانی تک درس و تدریس سے ہمیشہ کام تھا اسی فکر میں نہ دن کو
چین اور نہ رات کو آرام تھا جب تحصیل علوم شرعیہ یعنی احادیث و تفسیر فقہ وغیرہ سے
کما حقہ فراغت پائی تو آپ کی طبیعت فقر کی طرف جھک آئی حضرت صاحب کے
صاحبزادے سبھی معزز و مکرم تھے مگر آپ خاص حضرت کے قدم بقدم تھے آپ کے سب
بھائیوں نے نوکری چاکری کی طرف اپنے دل میں رغبت پائی مگر آپ نے کبھی اسکی خواہش
نہ فرمائی ایک روز حضرت صاحب نے آپ سے امتحاناً پوچھا کہ نوکری کروگے عرض
کیا کہ نہیں فرمایا کہ پھر کیا کروگے عرض کیا جو آپ کرتے ہیں وہی کرونگا نوکری
چاکری کے قریب ہرگز نہ جاؤنگا مگر شرط یہ ہے کہ جو امتحان آپ نے خلفے فرمائے
آپ متحمل ہو کر اونہیں پورے آئے مگر میں اتنی طاقت اپنے نفس میں نہیں پاتا ہوں

اسی وجہ سے امتحان کے نام سے گہبراتا ہون آپ یہ سنکر بہت خوش ہوے اور فرمایا
فی الحقیقت جب بہنی نہایت مشقت اوٹہائی تب ہی بعد امتحان کے یہ دولت
ونعمت پائی ہے مگر انشاء اللہ تعالی تمسے امتحان کی نوبت نہ آویگی خدا کی عنایت
سے تمکو بے مشقت نعمت ملجاویگی چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ خداوند تعالی نے آپ کو
جیسا کمالات باطنی سے مثل حضرت کے مالامال کیا تہا ویسا ہی نعمات ظاہری سے
بہی نہایت خوش حال کیا تہا آپنے بہی بعد انتقال حضرت کے ایک عمارت عالی
نہایت وسیع نہایت خود بنائی اور اپنی دروازہ پر درگاہ شریف سے ملی ہوی
ایک مسجد بہی نہایت عمدہ طیار کرائی اور علاوہ اسکے بہت لوگ آپ کی ذات سے
سب طرح کے عیش اوٹہاتی تہی مگر آپکا فی نفسہ یہ حال تہا کہ دو چپاتیان صبح کو اور
دو شام کو تناول فرماتی تہے اور اکثر اوقات صبح کا کہانا پکا ہوا شام کو اور شام کا
کہانا پکا ہوا صبح کو کہاتی تہے سو آخر یہ بہی ترک کردیا گیارہ مہینے برابر یہ حال رہا
کہ دو چپاتیان شب کو دودہ مین بہگوئی جاتی تہین اوسمین سے کچہ آپ کہاتی
تہی اور کچہ لڑکون کو کہلاتے تہے اور صبحکو روزہ رکہتی تہے اور کپڑے ویسی سونے کے
نہین پہنتے تہے اور پیوند اس قدر لگاتی تہی کہ پیوندون کی اصلی کپڑے کا
نام نہ رہتا تہا آخر عمر مین اس درجہ نفس کشی اختیار فرمائی کہ اوسی مین انتقال
فرمانے کی نوبت آئی شدت سرما مین دو لنگیان ملاکر اوڑہتی تہی اور کوئی کپڑا
سرمائی پہنتی تہی اور آپنے اپنے کمال کو اس قدر پوشیدہ کیا کہ کبہی کسی بات
کو ظاہر ہونے دیا مگر معمول ہے کہ جب مشک اپنی جوش پر آتی ہے کیسی ہی بند ہو
اوسکی خوشبو پہیل جاتی ہے ہر چند کہ آپ اپنا کوئی کمال ظاہر نفرماتے تہی مگر

خود بخود اکثر خوارق عادات وقوع مین آجاتی ہین انشاء اللہ تعالے اپنی موقع پر
آپ کی کچھ حالات کشف وکرامات کی لکھی جائینگی جنکو دیکھکر ناظرین بہت حظ
اوٹھائینگی اب یہان سی آپ کی مراتب عالیہ اور درجات کاملہ کو دریافت کرنا
چاہیی کہ خداوند تعالے نے آپ کو ایسا بزرگ بنایا کہ آپ کی جانشینی کے واسطے
حضرت صاحب سے جناب سرور عالم صلے اللہ وسلم نے خود ارشاد فرمایا چنانچہ
جناب بہائی امام المتقین صاحب فرماتی ہین کہ مولوی محمد رضا صاحب کرسی خاص کے
رہنی والے جو علم فارسی مین بے نظیر عرصہ دراز سی شہر لکھنؤ کے کشمیری محلہ مین
قیام پذیر ہین شہر مذکور کی بیاطیون والی مسجد مین مجھ سی فرماتے تھے
کہ مین ایک مرتبہ کرسی مین اپنی مکان پر تہا ایک روز مولوی محمد کامل صاحب
کی ملاقات کو چلا حضرت صاحب کے مکان کی قریب پہونچا دیکھا کہ آپ سامنی
دروازہ پر کھڑے ہین مینی چاہا کہ اس وقت آپ کی آنکھ بچاکر نکل جاؤن آپکے
سامنی نجاؤن مگر آپنے مجھی دیکھکر آواز دی کہ ادہر آؤ مین حاضر ہوکر آداب
بجالایا آپنے نہایت اخلاق اور شفقت سی فرمایا کہ تم بڑی بے مروت ہو
علحدہ علحدہ چلی جاتے ہو ہماری پاس نہین آتے ہو مین بہت نادم ہوا اور
اپنی غیر حاضری کا عذر کیا پہر دوسرے روز جمعہ کی نماز پڑہنی آپ کی مسجد
مین گیا جماعت کثیر تہی بڑی بڑی معزز ممتاز لوگ مثل مولوی محمد حمید صاحب
فرنگی محلی اور مولوی مفتی غلام حضرت صاحب رکہ پوری وغیرہم کے
جمع تہی جب آپ نماز پڑہ چکی تو اوسی مجمع مین کچھ ارشاد فرمانے لگے اور اوسی
ارشاد کو دفعۃً جذب آگیا اور چہرہ مبارک پر جلال پیدا ہوا اور اپنی ڈاڑہی

مبارک ہاتھ سے پکڑی اور ارشاد فرمایا کہ عجب طرح کی بات ہے کوئی کہتا ہے
کہ آپ اپنے صاحبزادہ عبدالحق کو اپنا خلیفہ وجانشین کیجیے اور کوئی کہتا ہے
کہ میاں ربانی کو یہ عہدہ دیجیے اور مجھ سے جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں
کہ تم اپنا جانشین میر صداق کو کرو بہر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا بجالاؤں یا اور لوگوں کا
کہنا کروں یہ سنکر سب کے ہوش اڑ گئے اور سب نجود رہ گئے دوسری حکایت آپ کے فضل وکمال کی اس سے
بڑھ کر یہ ہے کہ جناب مولوی نوازش علی صاحب گورکھپوری مدظلہ فرماتے ہیں
کہ میں ایک مرتبہ کرسی شریف میں حضرت کی خدمت بابرکت میں حاضر تھا
آپ ایک روز بعد فراغ نماز اشراق پرانی حویلی سے نئی حویلی کو چلے میں آپ کے
ہمراہ ہوا جیسے ہی آپ ڈیوڑھی میں پہونچے اندر سے صاحبزادہ محبوب سبحانی حضرت
مولانا شاہ محمد صداق صاحب اپنے فرزند دلبند مولوی علم الیقین صاحب کو گود میں
لیے ہوئے اندر سے آئے تھے آپ سے دوچار ہوئے آپ نے صورت دیکھتے ہوئے
تین مرتبہ فرمایا کہ میاں صداق مبارک مبارک مبارک آپ نے یہ سنکر اپنا سر
نیچا کر لیا کچھ جواب نہ دیا مجھے نہایت حیرت آئی کہ یہ کیا بات آپ نے فرمائی
حضرت صاحب یہ فرماکر اندر تشریف لے گئے میں نے صاحبزادہ صاحب سے
پوچھا کہ حضرت یہ کیسی مبارکباد دی ہے کس بات کی خوشی کیسی شادی ہے
ہر چند کہ ہم آپ کی نظر عنایت میں سب سے غالب ہیں محبت میں گویا ایک جان
دو قالب تھے یا انہیں میں نے ہر چند استفسار کیا مگر آپ نے کچھ جواب نہ دیا مجھے اس
امر کے انکشاف کا بڑا خیال ہوا آپ کے پوشیدہ کرنے سے نہایت ملال ہوا مگر
آپ کو نہ بتانا تھا نہ بتایا کسی طرح کچھ ارشاد نہ فرمایا یہاں تک کہ آٹھ روز کا

عرصہ گذر گیا ہر روز ہم آپسے پوچھتے تھے مگر آپ کچھ جواب نہ دیتے تھے نوین روز
ہم عصر کی نماز کے بعد حضرتؒ کے پاس حاضر تھے کہ صاحبزادہ صاحب اندر سے
علیل لیکر باہر آئے اور مجھے اشارہ سے بلا کر فرمایا کہ چلو باغ کی طرف چلیں
مینے کہا کہ آپکے ساتھ نجاؤنگا آپ باوجودیکہ مجھ سے اس قدر محبت فرماتے ہین
مگر تعجب ہے کہ ایک ذرسی بات کو چھپاتے ہین فرمایا کہ خیر چلو تمہارے خاطر
سے آج وہین باغ مین علحدہ تم سے کہدینگے مگر شرط یہ ہے کہ اوسکے اخفا کرنے کا
وعدہ تم سے لینگے مینے کہا کہ بہت اچھا پھر جب باغ مین پہونچے آپنے مجھ سے پہلے یہ عہد
لیا کہ تمہارے خاطر سے مین اپنا یہ راز کہتا ہون مگر اوسکی یہ شرط کرتا ہون کہ اگر میری
زندگی بھر اس راز کا ایک حرف زبان پہ لاؤگے تو تمام عمر ترک ملاقات کا مستعد ہو جاوگے
مینے بھی عہد مستحکم کیا کہ جو آپ فرماتے ہین وہی کرونگا ہرگز کسی سے نہ کہونگا تب
آپنے ارشاد کیا کہ جس روز تمہارے سامنے حضرت صاحب نے مجھے مبارکباد سنائی
اوس شب کو یہ کیفیت پیش آئی کہ مین گھر مین سوتا تھا اور اندر سے سب دروازون کی
کنڈیان بند تھین نصف شب کے قریب حضرت صاحب اپنے تصرف سے بدون
کواڑ کھلائے مکان کے اندر تشریف لائے اور مجھے جگایا اور ارشاد فرمایا کہ اوٹھو
ہمارے ساتھ چلو مینے اوٹھکر فوراً وضو کیا اور آپکے ہمراہ ہولیا اوسی طرح
بدون کواڑ کھولے مجھے ہمراہ لیے اندر سے باہر نکلے اور ایک میدان عظیم الشان
مین پہونچے وہان مینے دیکھا کہ ایک بڑا سا احاطہ ہے اور اوسمین چھوٹا سا ایک
دروازہ ہے اور بہت لوگ آپکے مریدون سے متقی و پرہیزگار بڑے بڑے
معزز باوقار اوس جگہ جمع ہین اور مولوی غلام حید رشیخپوری آپکے مریدو

مین نہایت بزرگ لحیم و جسیم تھی یہ بہی حاضر تہی حضرت صاحب نے میری طرف مخاطب
ہوکر فرمایا کہ ہم اس احاطہ کے اندر جاتے ہین ہمارے پیچھے اور سب لوگ جاوینگے
تم سب کے پیچھے اس احاطہ کے اندر آنا وہان ایک مسجد ہے اوسکے درجہ اول مین
بیدہڑک ہمارے پاس چلے آنا کچھ تامل نکرنا یہ فرماکر آپ وس احاطہ کے اندر تشریف
لے لیے آپکے پیچھے اور لوگ بہی جاتے گئے سب کے پیچھے مولوی غلام حیدر صاحب
چلے چونکہ یہ لحیم و جسیم تہی اس سبب سے اس دروازے مین پہنس گئے مینے پیچھے سے ایک
لات ماری وہ نکل گئے پہر تہوڑی دیر کے بعد مین بہی اوس احاطہ مین
داخل ہوا دیکھا تو وہ سارا احاطہ جاہی سرور ہے اور ایک مسجد نہایت عمدہ
نور علی نور ہے اور اوسمین آدمی بکثرت بیٹہے ہین نہایت تعظیم سے دست بستہ
کہڑے ہین مین بموجب ہدایت حضرت کے بیدہڑک مسجد کی درجہ اول مین حضرت
کے پاس پہونچا وہان حضرت محمد مصطفی احمد مجتبی رسول رب العالمین کو مع صحابہ
اور تابعین کے دیکھا اور نہایت ادب و تعظیم سے دست بستہ کہڑا ہوا اسمین حضرت نے
جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میرا بیٹا محمد حمدانی جسے آپنے یاد
فرمایا تہا یہی ہے آپنے مجھے اپنے قریب بلایا اور بیٹہنے کو فرمایا مین ادب سے سامنے
بیٹہہ گیا آپنے مجہ سے ارشاد فرمایا کہ ہمنے سنا ہے کہ تم ہمارے صحابہ کی تعریف
جمعہ کے خطبہ مین خوب پڑہتے ہو اوسی تعریف سننے کے واسطے ہم یہان آئے ہین
اور ان سب صحابہ کو بہی ساتھ لائے ہین اب تم ممبر پر جاکر خطبہ پڑہو اور تعریف
صحابہ کی ہمکو سناؤ پہر نماز بہی پڑہاؤ مینے عرض کیا کہ میری کیا مجال کہ حضور کے
سامنے منبر پر کہڑا ہوں آپنے فرمایا کہ تمکو اس سے کیا مطلب ہے جو ہم کہتے ہین اوسے

کچھ جواب دیتے جب آپ نے انتقال فرمایا اور راقم آثم کو مولوی حبیب اللہ صاحب صدر الصدور نے اپنی فرزند دلبند کے مکتب کی تقریب مین گورکھپور بلایا تب مولوی صاحب نے آپ کی یہ عالی مرتبت کا احوال بیان فرمایا اور ارشاد کیا کہ صاحبزادہ والا تبار کے برابر کوئی اپنی تعیین کیا چاہیا ہی گا یہ ظرف عالی کہان سے پایگا آپ واضح ہو کہ فی الحقیقت آپ تعریف صحابہ کی خطبہ جمعہ اور عیدین مین کس طرح سے اس شد و مد کے ساتھ پڑہتے تھے کہ جسکو سنکر بڑے بڑے عالم و فاضل حیرت مین رہتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ صفت صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے کہین سنے اور دیکھنے مین نہین آئی واللہ عالم آپ کے ہاتھ کہان سے آئی آپ نے جمعہ کے خطبے اس قدر جمع فرمائے تھے کہ اگر کوئی شخص مقصد کرتا تو ایک سال برابر نیا خطبہ پڑہتا مگر وہ تعریف جو آپ پڑہتے تھے کسی خطبے مین نہ تھی فقط آپ کی زبان مبارک سے تھی اکثر لوگ آپ سے فرمایش اسکے لکھنے کی کرتے تھے مگر آپ کوئی حیلہ کر کے ٹال دیتے تھے جب مولوی نوازش علی صاحب نے آپ کی یہ حکایت بیان فرمائی تب حقیقت واقعی سمجھ مین آگئی اب چند حکایات آپ کے خوارق عادات اور تصرفات وغیرہ کی لکھی جاتے ہین —

کرامت ۱ ایک مرتبہ آپ شہر لکھنؤ کے حیدر گنج کی مسجد مین تشریف رکھتے تھے راقم آثم بھی آپ کے ہمراہ تھا آپکا معمول تھا کہ چار وقت کی نماز اول وقت پڑہتے تھے اور عشا کی نماز مستحب وقت ادا کرتے تھے اور بعد نماز عشا کے حجرہ سے باہر قدم رنجہ فرماتے تھے اور نہ کسی کو اپنے پاس آنے دیتے تھے اسمین کیسی ہی ضرورت پیش آئی یا کسی طرح کا حرج ہو جائے ایک شب کو آپ

نماز عشا پڑھ کر کواڑیں بند کر چکے تھے تھوڑی دیر کے بعد مولوی علی محمد کتاب
مولانا محمد معین صاحب کے صاحبزادے تشریف لائے اور کواڑ بند پاکر پکارا
مگر آپ کی ممانعت سے راقم آثم نے بھی دم نہ مارا آخر جب مولوی صاحب
کو میں نہایت اضطراب میں پایا تو مجھی قرار نہ آیا اور بدون اجازت حضرت کے
کواڑ کھول دیے آپ میری اس حرکت سے ناخوش ہوے مولوی صاحب نہایت
مضطرب الحواس آپ کے پاس آئے اور عرض کیا کہ یا حضرت آج ہماری مسجد
پر ڈوری پڑ گئی ہے تا چوک ساری زمین نپ گئی ہے کل صبح سے لگا لگ جائیگا
وہ ضلع کا ضلع کھد جائیگا آپ نے فرمایا کہ خداوند تعالے مالک و مختار ہے مجھے
اسمیں کیا اختیار ہے مولوی صاحب نے عرض کیا کہ آپ سچ فرماتے ہیں لیکن ہم
یہ خوب جانتے ہیں کہ جو کچھ آپ کی زبان مبارک سے ارشاد ہو جائیگا وہی ظہور
میں آویگا آپ بار بار انکار کرتے تھے اور مولوی صاحب نہایت اضطراب سے
اصرار کرتے تھے آخر جب آپ نے مولوی صاحب کو بہت مضطر و بدحواس پایا
تو نہایت شفقت سے یہ کلمہ ارشاد فرمایا کہ اس وقت تمہاری خاطر سے میں
اپنی عادت کے خلاف وعدہ کرتا ہوں جناب باری میں دعا کرتا ہوں جاؤ
انشاء اللہ تعالی کل صبح کو تمہاری مسجد سے ڈوری کھل جائیگی راقم آثم کو یاد
نہیں کسی سمت کو فرمایا کہ اوس طرف کی زمین کل ہی نپ جائیگی آپ کا یہ
ارشاد سنکر مولوی صاحب خوشی سے پھولے نہ سمائے رخصت ہو کر اپنے گھر آئے
صبح کو حکم حاکم بتاکید شدید پہونچا کہ خبردار یہ ضلع کھدنے نہ پائے یہاں سے
دوڑی کھلکر فلاں سمت کو جائے کرامت م جب مولوی حبیب اللہ صاحب

اور مرید ہونیکو دوڑے آئے آپ سنکر مسکرائے اور اسکا جواب زبان مبارک پر
کچھ نہ لائے اب آپکا تصرف دیکھیے کہ شب کو جب آپ شیخ صاحب کے مکان پر
تشریف لیگئے اور لوگ جمع ہوئے ہنوز شیخ صاحب کو بیعت کرنے کی نوبت
نہ آئی تھی کہ میاں کریم بخش صاحب خود تشریف لائے اور عرض کیا کہ یا
حضرت پہلے مجھے مرید کیجیے پھر بھائی صاحب سے بیعت لیجیے آپ نے پہلے کریم بخش
کو مرید کیا پھر میاں شیخ حبیب بخش صاحب کو اپنی غلامی میں لیا دیکھنے والے
حیرت میں آئے کہ میاں صاحب ایسے منکر کو کیونکر اپنی قبضہ میں لائے

کرامت ۱۳ - مولوی محمد ضیف اللہ ابن مفتی غلام حضرت صاحب
گورکھپوری مولوی محمد حبیب اللہ صاحب صدر الصدور کے بیٹے بھائی راقم
سے فرماتے تھے کہ میری ہوش میں کئی مرتبہ آپ تشریف لائے مگر مجھے بیعت
کرنے کی نوبت نہ آئی جب آپ تشریف لیجاتے تو مجھے اپنی ناکامی پر
نہایت حسرت آتی میرے دل میں اکثر یہ خیال آتا تھا کہ خداوند تعالیٰ
نے آپ کو بیشک بہت بڑا بزرگ کیا ہے سب طرح کا کمال دیا ہے لیکن میں
اگر میاں آپ کی کوئی کرامت دیکھ لیتا تو بیعت کرتا تھی کہ جب پھر مرشد
آپ تشریف لائے اور صدہا لوگ آپ کی خدمت میں آئے اور سب کے پہلے
میرے چھوٹے بھائی مولوی محمد حبیب اللہ صاحب کو آپنے مرید کیا تو ایک
میں بھی اس نیت سے آپکے حضور میں گیا کہ اگر آج اس وقت حضرت کوئی
اپنا تصرف مجکو دکھائیں تو ہم بھی کچھ مرید ہونگے یہ خیال کر کے جیسے
ہی میں آپکے حضور میں پہونچا آپنے مجھسے ارشاد کیا کہ ضیف اللہ پہلے

نوکری تمہاری جو بنارس میں ہوئی تھی اوسکی اطلاع ہمنے تمکو پہلے ہی دیدی تھی میرے خیال میں کچھہ نہ آیا کہ یہ اس وقت بے محل کیا حضرت نے ارشاد فرمایا اور مجھی اپنا نوکر ہونا بنارس میں یاد بھی نتھا پھر جب مینے بغور خیال کیا تب یاد آیا کہ میں نہایت صغر سن میں ایک مرتبہ کرسی شریف گیا تھا اور آپنے وہین مجھہ سے یہ ارشاد کیا تھا کہ تمہاری پہلی نوکری بنارس میں ہوگی تو فی الحقیقت میں پہلے پہل بنارس میں نوکر ہوا تھا مگر چند ہی روز رہا تھا تب مجھی یقین آیا کہ آپنے اس وقت میرے امتحان کا یہ جواب فرمایا میرے ایک امتحان میں دو کرامتیں ظہور میں آئیں اول تو آپکا یہ ارشاد فرمانا کہ پہلے نوکری تمہاری بنارس میں ہوگی پھر بموجب اوسکے ظہور میں آنا دوسرے بروقت امتحان اوسکا یاد دلانا پھر میں اوسی وقت مرید ہوا اور اپنی مراد کو پہنچا۔

کرامت ۵۸ - جب جناب مولوی نوازش علیصاحب کی ہمشیرہ کی شادی داروغہ ظہور اشرف صاحب کے ساتھ قرار پائی اور تاریخ نکاح منعقد ہوئی تو مولویصاحب نے اوس تقریب میں آپ کو بھی بلایا آپنے تشریف لیجاکر مولویصاحب کے مکان پر قدم رنجہ فرمایا یہان تک کہ برات کا وقت آیا اور مولویصاحب نے کھانے وغیرہ کا سامان بہت کچھہ مہیا فرمایا لیکن برات اس کثرت سے آئی کہ مولویصاحب بیچارے نہایت گھبرائے اور دوڑے ہوئے حضرت کے پاس آئے اور سارا حال بیان کیا آپنے سنکر حکم دیا کہ آپ کچھہ نہ گھبرائیں حسب دستور کھانا نکلوائیے پھر آکر مجھی خبر کیجیے مولویصاحب نے بموجب ارشاد کے کھانے نکلوائے مگر عدد شمار میں برات کے

نصف سی زیادہ کہانے نہ پائی پہر اگر آپسے اطلاع کی آپ بروقت
تقسیم کہانون کے پاس تشریف لیگئی اور ایک کہانا اپنی ہاتہ سی اوٹہا دیا
اور ارشاد کیا کہ اب تقسیم کرو سبحان اللہ کیا تصرف کیا کرامت کیا دست
مبارک کی برکت تہی وہی کہانے جو اوسوقت موجود تہی بافراط تمام ساری
برات کو پہونچی اور بکثرت بچگئی کرامت ایک مرتبہ آپ شہر لکہنؤ مین تشریف
رکہتی تہی ایک شخص آپکے پاس آئی اور عرض کیا کہ یا حضرت میرا ایک
بیٹا کمسن عرصہ سی واللہ عالم کہان چلا گیا ہے ہر چند جستجو کرتے ہین
کہین سراغ نہین ملتا ہے آپ ایسی توجہ فرمائین کہ ہم اوسکو گہر بیٹہی
پائین یہ سنکر آپنے کئی روز تک جواب دیا آخر کو جب اون صاحبنے
بہت سمجہا لیا تب آپنے فرمایا کہ چند عرصہ کے بعد تمہارا بیٹا اس شہر
مین آئیگا مگر تمہاری کام کا نہوگا پہر پانچ چہ مہینی کے بعد وہ لڑکا شہر
مین آیا معلوم ہوا کہ ہیجڑون مین ملکر اونہین کی صحبت مین رہتا ہے
اودہرا اودہر گاتا بجاتا پہرتا ہے کرامت ۵ - آپکے مرید حافظ
محمد جان قاری یکتا ہمزبان ساکن شہر لکہنؤ محلہ کٹرہ ابو تراب خان بیان
کرتے ہین کہ ایک مرتبہ میرے ہاتہ کی کہنی کے متصل پہوڑا ایسا سخت نکلا
کہ سارا ہاتہ سوج کر مثل ران کے ہو گیا ہر چند دوا علاج ہوتا تہا مگر صحت کی
صورت نظر نہ آتی تہی اوسی دیکہکر حکیمون اور جراحون کی عقل جاتی تہی اور
کہتی تہی کہ یہ پہوڑا بہت بےطور نظر آتا ہی دیکہیں انجام کو کیا رنگ کہاتا ہی
اور حافظ صاحب کا یہ معمول تہا کہ جب آپ کی خادمی مین آئی تہی ہر سال

اپنے حضرت دادا پیر کے عرس شریف میں چوتھی شعبان کو حاضر ہوتے
کبھی ناغہ نکرتے تھے تھوڑے پھوڑے کی کیفیت بدستور تھی کہ ایام عرس شریف
کے آگئے حافظ صاحب نہایت گھبرائے جذبہ عشق سے اوسی حالت میں برہنہ
بدن انگرکھہ کندھے پر ڈالے گھر سے قدم نکالا چوتھی شعبان کو کرسی شریف
میں آئے اثناء راہ میں بہت صدمہ اوٹھایا جب حضرت سے ملاقات ہوئی
بیماری کی کیفیت عرض کی آپنے اوسی وقت تین چار پتیاں نیب کے
درخت سے توڑ کر اور پسوا کر اپنے دست مبارک سے پھوڑے پر رکھا اوسکے
رکھتے ہی درد جاتا رہا اور اوسی وقت صورت صحت کی نظر آئی دو ہی
روز کے عرصہ میں وہ سب سوجن اور سرخی پھر نظر نہ آئی بخوبی صحت
پائی کرامت ۔ حافظ صاحب موصوف بیان کرتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ
کرسی شریف میں حاضر تھا ایک روز ہمارے حضرت پیر مرشد اپنے باغ کو
تشریف لیکے چلے آپکے دروازہ پر الہ بخش نام ایک نوربافرہتے تھے
اونکو آپنے اپنے ساتھ لیا اور مجھے بھی حکم ہمراہی دیا آپنے ایک درخت
پر الہ بخش کو چڑھایا اور کسی ضرورت کے واسطے ایک موٹا ٹہنا کاٹنے کو فرمایا
الہ بخش درخت پر چڑھ کے اور شاخ مذکور کو کاٹنے لگے جب تھوڑی کسر
باقی رہی تب ایک رسی اوسکے کھینچنے کے واسطے باندھی گئی تھوڑا الہ بخش
اوس سے علحدہ ہونے نہ پائے تھے کہ ہم نے جلدی کرکے اوس رسی کو کھینچا اوسکے
ٹوٹنے کے ساتھ ہی الہ بخش بھی منہ کے بل زمین پر اس زور سے گرے
کہ چوٹ بہت لگی اور یہ معلوم ہوا کہ گویا بالکل بیجان ہوں یا اگر کچھ

جان باقی ہی تو کوئی دم کے مہمان ہین آپنے نظر اوٹھا کر میری طرف دیکھا مین
نہایت ندامت سی ڈر گیا آپنے فوراً اپنا دست مبارک اونکی سر سی پاؤن تک
پھیرا اور جو مقامات صدمہ پہونچی اور ہڈی ٹوٹنی کی تہی وہ سب اپنی ہاتھ سے
دبای دست مبارک کی برکت سی میان الہ بخش ہوش مین آئی اور اوٹھ بیٹھے
آپکے تصرف سی ہرگز یہ نہ ثابت ہوتا تہا کہ کبھی گری تہی پہر اوسی وقت
بخوبی تمام آپکے ہمراہی مین مکان پر آئی اور کبھی اوس چوٹ کی شکایت
اپنی زیادہ پر نہ لائی کرامت ۷۔ منشی عبدالکریم صاحب خوش نویس
آپکے مرید نقل کرتے ہین کہ میری جناب بہائی قاری حافظ فضل اللہ صاحب
کو کہ وہ بہی آپکے مرید تہی یہ آرزو تہی کہ وہ درود شریف کہ جس سے
زیارت با برکت حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نصیب ہوتی ہی
حضرت سی طلب کرین اور بموجب ارشاد کے اوسکو پڑہین کئی مرتبہ اسی
نیت سی گہر سی شریف مین حاضر ہوئی مگر کبھی عرض کرنے کی نوبت نہ آئی
آرزوی دلی دل ہی مین رہی آخر پہر ایک مرتبہ خاص اسی نیت سے
گہر سی شریف مین حاضر ہوئی اور مین بہی حافظ صاحب کے ہمراہ تہا ایک روز
نماز ظہر کے بعد موقع پاکر حافظ صاحب آپ کی ڈیوڑہی مین اس نیت
سی حاضر ہوئی کہ آپ کو اس وقت تکلیف دیجیی اور آرزوی دلی ظاہر
کیجیی یہ نیت کر کے بیٹہی ہی ڈیوڑہی مین آئی حضرت بہی اندر سی فوراً
تشریف لائی اور آتی ہی یہ حکایت بیان فرمائی کہ ہماری حضرت والد ماجد
پیر و مرشد عارف باللہ مولانا شاہ نجاۃ اللہ صاحب صادق قادری

قدس اللہ سرہ العزیز کے ایک مرید نے بھی اسی درود شریف کی درخواست کی
آپ نے فرمایا کہ ایسا قصد نہ کر نہیں تو پچھتایگا یعنی بہاری ندامت اوٹھاوگی
اوسنے نہ مانا اور حد سے زیادہ اصرار کیا حضرت نے بدرجہ مجبوری وہ
درود شریف اوسے بتادیا وہ شخص ایک شب کو جب وہ درود پڑھ کر سویا
تو زیارت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہوا دیکھا کہ ایک محفل
متبرک میں آپ تشریف رکھتے ہیں اور بہت سے صحابہ آپکے برابر بیٹھے ہیں
وہ شخص آپکے سامنے حاضر ہوکر نہایت تعظیم سے آداب بجالایا آپ نے
اوسکی جانب سے منہ پھیر لیا اور کچھ جواب سلام کا نہ دیا اوسنے دوسری
جانب حاضر ہوکر سلام عرض کیا پھر آپنے منہ پھیر لیا تب تو شخص نہایت
ندامت سے رونے لگا اور قدسی کی غزل مرحبا سید مکی مدنی العربی پڑھنے لگا
چونکہ یہ غزل نہایت مقبول ہے اسکی برکت سے آپ نے اوسکی طرف دیکھکر
فرمایا کہ جا اپنے مرشد کے حکم کی پیروی کر یہ حکایت آپ نے فرماکر ارشاد
کیا کہ حافظ صاحب جو کوئی بادشاہوں کے دربار میں جانیکا قصد کرتا ہے
تو پہلے لیاقت عمدہ حاصل کرتا ہے اور پوشاک نفیس سے آراستہ ہوتا ہے
جب دربار شاہی میں جانے پاتا ہے والا بحال ندامت اور خفت اوٹھاتا ہے
پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار کے واسطے لیاقت شریعت کی پہلے
درست کر پھر تب اس کوچہ میں قدم دہرے اور نہیں تو پچھتاویگا اوسی
شخص کی طرح ندامت اوٹھاویگا جب آپنے یہ قصہ سنایا تو بجز سکوت کے
حافظ صاحب سے کچھ نہ بن آیا کرامت ہر دو علیہما حسب مقام

کھیولی بیان کرتے ہین کہ ایک وز حضرت اپنی دروازہ پر تشریف رکھتے تہی
اور مین بہی آپکے حضور مین حاضر تہا ایک چرکٹا کئی اونٹ لیے ہوے
پہونچا اور آپکے دروازے پر بیٹہ چار درخت پودے نیکے لگے تہی اونکی
پتیان کہلانی لگا آپنے فرمایا کہ اسکو منع نہ کرنا یہ لوگ بڑے پاجی ہوتے ہین
کسی کے کہنے پر ہرگز عمل نہین کرتے ہین مگر مجہسے ضبط نہ ہوسکا مینے اوسکے
پاس جاکر کہا کہ درویش جو سامنے بیٹہے ہین انہین کے یہ درخت ہین انکو
نہ کہلاؤ اپنے اونٹ اور کہین لیجاؤ اوسنے نہ مانا آپنے غصہ سے فرمایا کہ
ہم تمسے منع کرتے ہین نہین مانتے ہو چپکے چلے کیون نہین آتے ہو آپ کا
تصرف دیکہو کہ جیسے ہی اون اونٹون نے درختون پر منہ ڈالا ایکبارگی
بلبلانے اور چلانے لگے اور اپنا منہ درختون کی طرف سے پہیر لیا ہرچند
اوس چرکٹے نے چاہا کہ کہائین مگر اونٹون نے رخ نہ کیا آخر مجبور ہوکر وہ
چرکٹا اونٹون کو لیکر شرمندہ ہوکر چلا گیا **تصرف باطنی** جناب بہائی صاحب
قبلہ مولوی امام المتقین صاحب فرماتی ہین کہ لکہنؤ کی سرکار مین مین زمرہ
سواران کا افسر تہا ایک مرتبہ نواب گنج بارہ بنکی مین تعینات ہمارا لشکر تہا
آپنے مجہے لکہا کہ پانچ روپیہ کی نقل اور شکر ہماری واسطے لیکے بہیجدو مینے
بموجب ارشاد کے دونون چیزین خریدکین اور مین خود اپنی ہمراہ بار برداری
پر لیکے چلا وہ ایام بارش کے تہی اوس وز چارون طرف ابر خوب گہر ا تہا
اور ترشح بہی ہورہا تہا میرے ہمراہی کے سوارون نے مجہے منع کیا کہ آج
نہ جائیے ابر بہت گہرا ہے ترشح ہورہا ہے شکر اور نقل برباد جائینگے آپ

بیفائدہ نقصان اوٹھائین گے مینی کہا کہ ہم تو آج ہی جائینگی خشکی یہ چیز ہے
اگر اوسکو اسکا بچانا منظور ہوگا تو خدا کے حکم سی آپ ہی بچائینگی پھر مین
آپ کی طرف رجوع کرکے اوسی تشیخ مین چند سوارون کو اپنے ہمراہ لیکر چلا
جب تو اس گنج سی باہر نکلا تو دیکھا کہ چارون طرف پانی برستا تھا وقتی
مکان سی نکلنی کی لائق نہ تھا اب حضرت کا تصرف دیکھیے کہ ہم اوسی تشیخ
مین برابر چلی جاتے تھی ہمارے اوپر ایک قطرہ نہ گرتا تھا چارون طرف
برابر پانی برستا تھا مین اپنی ساتھ کے سوارون سی کہتا تھا کہ خدا کی قدرت
دیکھو اور اسی ہمارے حضرت کا تصرف سمجھو اسی طرح سی جب کرسی مین
پہونچے تو دیکھا کہ یہان اس قدر پانی برسا ہے کہ گلی اور کوچون سی بہتا ہے
مین نقل اور شکر لیکر آپکے سامنے حاضر ہوا اور سارا قصہ نقل کیا آپنے
سنکر ہنس دیا امداد غیبی بھائی صاحب موصوف فرماتے ہین کہ مین ایک
مرتبہ آپکے ہمراہ لکھنؤ مین تھا اور آپ پانی نالہ پر اپنے مرید حافظ فضل اللہ
ابن مولوی عبد اللہ صاحب کی مسجد مین تشریف رکھتے تھے ایک روز قریب
پہر دن چڑھے کے مینے عرض کیا کہ اگر اجازت ہو تو ہم اور بھائی علم الیقین
صاحب حسین آباد جائین اور سیر کرکے بہت جلد پلٹ آئین آپنے فرمایا کہ
بعد نماز ظہر ہم بھی چلین گے کچھ کپڑے کی ضرورت ہے خرید کرینگی لیکن ہمارے
پاس کچھ خرچ باقی نہین ہے اگر خداوند تعالی کا حکم ہو جائیگا تو کہین سے
آ ہی جائیگا مین سنکر چپ ہو رہا اور اپنے دل مین کہا اگر آج خرچ نہ آتا تو
خوب تھا ہم تنہا جاتے اور سیر کر آتے مین اسی خیال مین تھا کہ اگر آج کوئی

آئیگا تو خرچ لاویگا جب وہ پہر آئی اور ہم سب نے نماز ظہر پڑہ کر فراغت پائی اور
کوئی نہ آیا تو مینے عرض کیا کہ یا حضرت اب میں جاتا ہون فرمایا کیا تم چلے گئے
مینے کہا کہ جس وقت آپنے فرمایا تہا اوسی وقت سے مجہے یہ خیال ہتا کہ دیکہیں
آج کون آتا ہے جو خرچ لاتا ہے مگر اب تک کوئی متنفس نہیں آیا اگر کوئی آتا
تو خرچ لاتا آپنے یہ سنکر ارشاد فرمایا کہ دینے والا ہمارے پاس کون آتا ہے
خداوند تعالے ہمیں اپنی قدرت کاملہ سے پہونچاتا ہے یہ فرماکر آپ اوٹہے
تشریف لے چلے ہم بہی آپ کے ہمراہ حسین اباد پہونچے وہان جاکر آپنے
چالیس پچاس روپیہ کے قریب کپڑا خرید فرمایا میں اوسی آپکے ہمراہ تا لی
نالی پہ آیا آپکا معمول تہا کہ ایک تہیلی سفید اپنی انگرکہی کی جیب میں رکہتی
تہی کچہ کوڑیان اور پیسے اوسمیں رہتے تہے علی الحساب وہ پیسہ اوسمین سے نکلتا
تہا جس قدر آپ کو ضرورت ہوتی تہی خداوند کریم اپنی قدرت کاملہ سے
پہونچاتا تہا آپکے خرچ کی انتہا نہ تہی خرچ خانہ داری کے علاوہ صدہا مسافر
اور مرید و معتقد آپکے یہان آتے تہے آپ بخوبی سب کی خبرگیری فرماتے تہے اور
با اسباب ظاہر کوئی آمدنی نظر نہ آتی تہی اسی وجہ سے تمام خلقت آپ کا
یہ حال دیکہکر کہتے تہے کوئی کہتا تہا کہ آپ دست غیب جانتے ہیں کوئی کہتا
تہا کہ اکسیر بناتے ہیں افسوس ہے نادانون کی عقل پہ یہ نہیں جانتے کہ انکے
خاک نعلین سے کیمیا بنتی ہے انکی نظر فیض اثر اکسیر اعظم کی خاصیت رکہتی ہے
آپ خود ارشاد فرماتے تہے کہ اسی دست غیب اور کیمیا کے دہوکہے میں اکثر لوگ
ہمارے پاس آتے ہیں بعض دبیدہ بعض صاف صاف یہی سوال زبان پہ

لائق ہین کہ یا تو ہمین اکسیر بنانا بتایئے یا دست غیب کا طریقہ سکھایئے آپ اپنے
کمال باطنی کے علاوہ قوت علمی سے ایسا جواب دندان شکن فرماتے تھے
کہ لوگ اپنا منہ لیکر رہجاتے تھے چنانچہ ایک پٹھان قلندخان نامی مرسوارون
مین نو روپیہ ماہوار کے نوکر بڑے جہاندیدہ تھے درویشون اور فقیرون کی
صحبت یافتہ تھے ایکمرتبہ بڑے حضرت صاحب قدس سرہ العزیز کی عرس شریف
مین آئے بعد فاتحہ کے جب سب لوگ رخصت ہوگئے تب انہون نے حضرت کے
پاس آکر عرض کیا کہ شاید آپ سمجھے جاتے ہون کہ یہ عرس مین آیا ہے تو مین
عرس مین نہین آیا ہون بلکہ خاص اس سبب سے آیا ہون کہ آپ دست غیب
جانتے ہین اور اکسیر بنانے ہین مجھے بتا دیجئے انکار نہ کیجئے مین خوب جانتا ہون
آپ اگر انکار کرینگے مین کب مانتا ہون آٹھ برس پہاڑ پر بیٹھکر فقیری
کی ہے اور بہت فقیرون درویشون کی صحبت مین رہا ہون اور کسی کے
اعتقاد بھی نہین رکھتا ہون آپ فرماتے ہین کہ مین اپنے دل مین یہ سمجھکر
کہ یہ مرد جاہل ہے میرے انکار سے پیچھا نہ چھوڑیگا اور کسی طرح اپنے خیال فاسد
سے ہمیشہ نہ موڑیگا اوس سے کہا کہ ہان ہم اکسیر بناتے ہین اور دست غیب بھی
جانتے ہین اچھا تم ایک کام کرو کہ نوکری چھوڑدو اور اسی وقت گھوڑا
اور ہتیار وغیرہ جتنا ہو ان کو دیدو اور تہبند باندھکر درگاہ شریف مین
بیٹھو اور بارہ برس حضرت کی مزار پر انوار پر جاروب کشی کرو اسکے بعد میرے
سامنے آؤ اوس وقت اگر تمہارا مادہ لائق ہے دیکھونگا تو بتاؤنگا
نہین تو بارہ برس اور جھاڑو دلاؤنگا یہ سنکر خانصاحب کی ہوش اوڑگئی

اور اپنا منہ ایکدم سے ڈھکی اور جیکپی اور ٹھکر اپنا گھوڑا طیار کیا اور اپنی گھر کا رستہ
لیا **کرامت ۹** پرانے حیدر گنج کے چار مینار ہی مسجد کے دروازہ پر ایک
خاکروب رہتی تھی اوسی آتشک کی بیماری تھی وہ غریب اس عارضہ سے
نہایت تنگ و عاری تھی اور ہمارے یہان بڑی حضرت صاحب کے وقت
سے آتشک کی دوا ایسی مجرب بنتی تھی کہ یہ بیماری اوس سے ہرگز نہیں رہتی
اور حال اوس دوا کی تاثیر کا یہ ہے کہ اوسکے کہانے سے یا تو برابر قی جاری
ہوتی ہے یا دست پر دست آتے ہین تین روز متواتر گیہون کہانا پڑتے ہین
اسکے علاوہ کوئی شی کہاوی تو فورا مر جاوے حسب اتفاق ہماری بہائی صاحب
مولوی علم الیقین حیدر گنج مین تشریف لے گئے وہ مریضہ آپکی تشریف آوری
کی خبر پاکر حاضر ہوی اور دوا کے واسطے عرض کیا آپنے گولیان بنا کر اوسکو
دیدین اور اوسکی ترکیب و پرہیز بخوبی بتا آے اور اپنی گہر چلے آے
اوس کمبخت نے دوا کہالی مگر پرہیز نہ کیا آخر کو مر گئی سارے شہر کے
خاکروبون نے جمع ہو کر غل مچایا کہ فلانے مولوی نے اسکو زہر آمیز دوا دیکر
مار ڈالا ہم اسکو سرکار مین لیجاینگی خون کے عوض مین خون ہوئیگا جب
چین پاینگی جو لوگ حضرت کے معتقد اوس محلہ مین رہتے تھے سب اون خاکروبون
کو سمجہاتے تھے وہ کمبخت کسی طرح نہ مانتی تھی یہ خبر آپکے خلیفہ حضرت حافظ
محمد بخش صاحب کو پہونچی وہ نہایت گہبرائے اور اس فتنہ کے دفع کرنے کی
بہت کوشش کی مگر کوئی تدبیر بن نہ پڑی اوسی روز میر ہادی حسن صاحب
وکیل ساکن قصبہ موہنہ یہان کرسی کو آتے تھے اون سے حافظ صاحب نے

فرمایا کہ تم حضرت صاحب کے پاس جانا اور میری طرف سے عرض کرنا کہ یہ حال ہے
اور بدون توجہ حضور کے اس فتنہ کا دفع ہونا محال ہے اور حافظ صاحب نے
یہ بھی کہدیا تھا کہ حضرت کا معمول ہے کہ بعد نماز عشا بر آمد نہیں ہوتے ہیں
اور تم بے وقت جاتے ہو رات گئی پہونچو گے یہ کہلا بھیجا کہ محمد بخش نے کچھ عرض
کیا ہو مجھے یقین ہی کہ آپ میری خاطر سے تشریف لائینگے تامل نفرمائینگے
مختصر یہ ہی کہ پیر صاحب موصوف بعد نماز عشا کے یہان تشریف لائے اور
راقم آثم کو بلایا اور کہا کہ آپ حضرت کے حضور مین میری طرف سے عرض کیجیے
کہ حافظ محمد بخش صاحب نے کوئی امر ضروری عرض کرنے کو کہا ہی آپ خود
تشریف لائین اور اوس سے سن جائین غرض کہ آپ خبر پا کر تشریف لائے
اور پیر صاحب نے ساری کیفیت عرض کی جناب پیر صاحب موصوف فرماتے ہین
کہ اوسی روز صبح کی نماز کے بعد مسجد مین آپ نے پکار کر مجھ سے فرمایا کہ گھر ہو کر
بہت جلد ہمارے پاس آنا دیر نہ لگانا پھر فرمایا کہ اپنا جوتہ اوٹھا لاؤ اور
اسی طرح مجھ سے ہمارے ساتھ آؤ مین بموجب ارشاد کے ساتھ ہوا مگر مجھے
نہایت تردد تھا کہ آپ نماز صبح کی بعد تا طلوع آفتاب نہ کلام کرتے ہین
اور نہ کسی کو اپنے پاس آنے دیتے ہین آپ نے اندر جا کر خاکروب کے مرنے
اور اوسکی قوم کی پرورش کرنے کا حال مجھ سے بیان فرمایا اور جیسے آپ کو
نہایت اضطراب مین پایا پھر مجھ سے ارشاد کیا کہ تم پیر صاحب کے پاس جا کر
اس امر کو خوب تحقیق کر آؤ مین بموجب ارشاد کے پیر صاحب کے پاس گیا اور
کیفیت مفصل دریافت کر آیا جب مین پلٹ کر آیا تو حضرت کو نماز کی جو

بیٹھے پایا اوس وقت چہرۂ مبارک اس قدر باہیبت وجلال تھا کہ بخدا مین لایزال
مینے کبھی آپ کا چہرہ ایسا باجلال نہین دیکھا تھا مینے سامنے حاضر ہوکر حال عرض
کیا مگر آپ نے کچھ جواب نہ دیا مین بھائی علم الیقین صاحب کے پاس چلا آیا اونہون
نے مجھ سے فرمایا کہ بھائی ہم لکھنؤ جاتے ہین اگر اون لوگون نے نالش کی اور سرکار
سے طلبی ہوئی تو بہرحال جانا پڑیگا اس سے مین خود ہی جاتا ہون عدالت مین
حاضر ہوکر پیروی کرتا ہون مینے کہا بہتر ہے چلیے مین بھی چلتا ہون پھر
مین اندر آیا اور آپ کو اوسی جگہ بیٹھے پایا مینے والدہ صاحبہ سے عرض کیا کہ
بھائی صاحب لکھنؤ جاتے ہین اور مین بھی اونکے ساتھ جاتا ہون یہ سنکر حضرت نے
والدہ صاحبہ سے فرمایا کہ انکے واسطے رستے کی روٹی پکوا دو حسب الحکم روٹی
پکنے لگی مین اوسی جگہ چولہے کے پاس بیٹھ گیا دیکھا کہ ایک مرتبہ آپ اوٹھے اور
اوسی حالت جلال مین باہر تشریف لے چلے اور باہر جاکر فوراً واپس آئے
تین چار مرتبہ اسی طرح سے باہر گئے اور آئے ایک مرتبہ باہر سے آکر فرمایا کہ بس
وہ فساد سب رفت وگذشت ہوگیا اب کچھ دغدغہ باقی نہین رہا اور
چہرۂ مبارک بھی بحالت اصلی آگیا وہ جلال سب جاتا رہا مینے عرض کیا کہ
جب آپ کی توجہ کامل ہو تو کیونکر نہ مطلب حاصل ہو یہ سنکر فرمانے لگے کہ
یہ مین اس وجہ سے کہتا ہون کہ دن بہت آیا ہے اگر وہ فساد دفع نہو جاتا
تو کوئی نہ کوئی آفت ضرور آتا ہے چنانچہ آپ نے مسکرا کر ٹال دیا گو مجھے فساد کے
رفع ہوجانے پر یقین کامل ہوگیا پھر مینے جاکر بھائی صاحب سے کہا کہ اب جانیکی
کیا ضرورت ہے اب تو فساد دفع ہوگیا انکو صاف یقین نہ تہا مگر چونکہ

بہائیصاحب طیار ہی کر چکی تہی اسی وجہ سی نہ رکی مین بہی جبراً اونکی ساتہ
چلا دو کوس کی قریب پہونچی تہی کہ برخوردار عبد اللہ لکہنؤ سی آتے تہی اون سے
ملاقات ہوئی رفع فساد کے دفع ہوجانی کی خوب تحقیقات ہوئی مین تو
اوسی جگہ سی واپس آیا پہر ایک قدم بہی آگے کو نہ بڑہایا مگر بہائیصاحب لکہنؤ
کو چلی گئے چند روز رہکر بخیر وعافیت واپس آئی اسی طرح سی باوجود اخفا کرنی
کشف وکمال کی صدہا تصرفات آپکی ذات مجمع الکمالات سی ظاہر ہوئی اکثر
لوگ آپ کی کشف وکرامات سی ماہر ہوئی **فائدہ** فی الحقیقت جو لوگ خدا پرست
اور صاحب باطن اور اہل ولایت ہوتی ہین اگر وہ اپنی تئین ہزار چہپائین
مگر کب چہپ سکتی ہین اور بناوٹی حرکات بہی نہین پوشیدہ رہتی ہین آخر کو
وہی ذلیل ورسوا کرتے ہین اب تو سراسر دغابازون اور مکارون کا صاف صاف
یہ حال ہے لوگون کے پہنسانی کی واسطی کہلا ہوا یہ حال ہے کہ کوئی مکر وفریب
کی ولایت کا اظہار کرتا ہی دو چار شعبدی دکہا کر لوگون کو اپنی دام مین گرفتار
کرتا ہی کوئی کہتا ہی کہ ہم دست غیب جانتی ہین کوئی کہتا ہے کہ ہم اکسیر خوب
بناتی ہین جو لوگ کہ ضعیف الاعتقاد اور عقل وشعور سی بے بہرہ ہین وہ
فوراً دام مین آکر گرفتار بلا ہوجاتی ہین پہر پیچہی کو جہکتی اور پچہتاتے ہین
کوئی منحرف ہوکر بیعت توڑتا ہی کوئی ارادت وعقیدت سے منہ موڑتا ہے
خداوند تعالی مسلمانون کو شیطانون کی مکر وفریب سی بچاوی حقیقت ومعرفت
کی راہ دکہاوی یہہ ایک بات اپنی برادر مشفق منشی بے نظیر محمد عبد الصمد صاحب
کی نہایت پسند آئی فرمایا کہ اس وقت پر آشوب مین جو لوگ درحقیقت

وہ پرہیزکار اور صاحب شریعت ہین وہی سچا ہو اہل ولایت ہین ہرچند کہ
اہل ولایت سے کوئی زمانہ خالی نہین رہتا ہی مگر فی زمانا باسباب ظاہر
کوئی نظر نہین آتا ہی اب واضح ہو کہ ہمارے حضرت کا ایک یہ بھی خاص تصرف
تہا کہ آخر عمر مین جب آپ نے انتہا نفس کی فرمائی اور بالکل طاقت زائل
ہونے کی نوبت آئی تو یہ حال تہا کہ آپ کی چارپائی سے ملی ہوئی نماز کی
چوکی بچہی تہی آپ اوس چوکی پر دو چار آدمیون کی استعانت سے بدشواری
جاتے تہے یہ تصرف دیکہے کہ باین کمزوری سارے نماز کہڑے ہوکر
نہایت آسانی سے ادا فرماتے تہے اور جب نماز پڑہ چکتے تو بدون استعانت
دو سہ آدمی کے جنبش نکر سکتے یہانتک کہ ۱۲ مہین شعبان شب پنجشنبہ
۱۲۹۳ہجری کو بعد ادای نماز مغرب مع فرض و نوافل تہتر برس کی عمر
مین جان بحق تسلیم فرمائی دفعتہً صدای آہ و فغان ہر خورد و کلان کے کان
مین آئی کیا کہون اوس وقت آپکے صدمہ مفارقت مین لوگون کا
جو حال تہا اللہ اکبر عجب درد و غم عجیب رنج و ملال تہا کوئی شش ماہہ تک آپ بیتاب
تہا کوئی سینہ بریان کوئی دل کباب تہا خدا ہی الغرض حیرت و غم نگاہ
اوٹہائی تہی زمین و آسمان تاریک نظر آتی تہی ہم جب آپ آفتاب عالمتاب
کے رخ انور پر حجاب آجاے تو کیونکر نہ زمین و آسمان تاریک نظر
آوے اگر مفصل احوال آپکے انتقال کا رقم ہو تو ہلا ایک دفتر کیا کم
ہو لہذا اسی قدر پر اکتفا کیا زیادہ لکہنے سے قلم کو روک لیا آپکی
وفات کی تاریخین اکثر لوگون نے کہی ہین منجملہ اونکی ایک تاریخ یہ ہی

تاریخ فخر عالم جو شاہ حمدانی ؛ کرد رحلت بحضرت ستار ؛ بہ یقین گفت مخبر صادق ؛ مظہر سال او بود غفار ــ اب واضح ہو کہ آپ کو بھی خداوند تعالے نے کثیر الاولاد صاحب آل کیا مگر اکثر آل و اولاد نے خرد سالی مین انتقال کیا اور ایک صاحبزادی نے جوان ہو کر بعد عقد نکاح کے ایک فرزند دلبند مسمی برخوردار محمد خلیل اللہ سلمہ اللہ کو چھوڑ کر آپکے سامنے قضا کی اور ایک صاحبزادی اور تین صاحبزادے جو آپنے چھوڑے وہ سب خداوند تعالی کی عنایت سے اب تک سلامت ہین خوش و خرم بآرام و راحت ہین بڑے صاحبزادہ پیشوا کاملین مقتدای باریک بین قبلہ و کعبہ دنیا و دین مولوی محمد علم الیقین صاحب مدظلہ آپ کو خداوند تعالے نے انتہا کی ذہانت عطا فرمائی ہے ہر کمال کی لیاقت آپکے حصے مین آئی ہے علم و فضل مین مشہور آفاق ہین تاریخ اور شعر گوئی مین طاق ہین خط نسخ و نستعلیق ایسا لکھتے ہین جسے دیکھکر بڑے بڑے خوش نویس حیرت مین رہتے ہین غرض کہ آپ کو ہر شی کی خوب تحقیقات ہے بہت اچھی اوقات ہے آپکی شادی ہونے کے بعد ایک ہی صاحبزادی پیدا ہوئی تھی کہ بی بی صاحبہ نے انتقال کیا پھر آپنے دوسرا نکاح تا حال نہین کیا بعد حد بلوغ کی صاحبزادی کا عقد نکاح ہوا پھر او سنے بھی بعد پیدا ہونے ایک دختر کے انتقال کیا اب وہی لڑکی یعنی آپکی نواسی موجود ہے باقی آل و اولاد کا شجرہ مفقود ہے منجھلے صاحبزادہ عالی قدر والا منزلت صاحب علم ذی لیاقت خوش طبع و خوش آئین مولوی محمد عین الیقین صاحب نے اشتقاقہ اونکی پیدا انتقال

ملا[illegible]

حضرت کے یہان سے دست بردار ہو کر مع اہل و عیال گورکھپور جالندھر
مولوی محمد حبیب اللہ خانصاحب بہادر صدر الصدور کے مکان پر قیام
فرمایا اوس زمانہ سے اب تک کبھی اس طرف کی تشریف آوری کا خیال
آپکے دل مین نہ آیا آخر کو اسی سال ۱۲۸۳ ہجری کے ماہ شعبان مین
قصد بیت اللہ شریف کے جانیکا کیا اور اپنے حصہ کی کل جائداد منقولہ
و غیر منقولہ اس عاصی کے نام لکھکر ہبہ بالعوض کر دیا اور ارباب گورکھپور
سے رخصت ہو کر جانب حرم محترم راحل ہوئے منازل طے کئی روز کے
بعد رودولی شریف مین داخل ہوئے وہان آپکے بڑے صاحبزادے
برخوردار عبد الرحیم کی طبیعت علیل ہو گئی اسی وجہ سے وہ انکی مین
توقف ہوا الحال معلوم نہین کہ تشریف لے گئے یا نہین اگر آپکو
خداوند تعالی نے حرم محترم مین پہونچا یا اور آپنے وہان قیام فرمایا
تو ہماری خاندان کے اکثر لوگون سے افضل ہو جائینگے درجہ فضیلت اور
بزرگی مین کامل و اکمل ہو جائینگے خداوند تعالی نے آپکو کثیر الاولاد
بنا دیا ہے گویا نسل کا شجرہ آپکے ہاتھ آیا ہے خداوند ذو الجلال آپکی سب
آل و اولاد کو سلامت و شاد کام رکھے دین و دنیا مین نیک نام رکھے
آمین بحرمت طہ و یسین تیسرا یہ نالائق بدترین خلائق سب مین خرسیہ
اعمال و افعال نیک سے بیخبر سراپا گرفتار خطا و نسیان بدنام کنندہ
خاندان عالیشان اپنے گناہون سے شرمسار امیدوار رحمت پروردگار
عاجز و کمترین محمد سراج الیقین غفر اللہ ذنوبہ اس عاصی کو نہ کوئی لیاقت

نہ کوئی کمال ہے فقط بزرگون کی دعا سے عنایت الٰہی شامل حال ہے
خداوند تعالے نے سب حب صلی اس عاصی کے پور ہی کئے دو بیٹیان اور دو
بیٹے دیے بڑے نور چشم کا نام محمد نور الیقین ہے اور چھوٹے لخت جگر کا
نام محمد صادق الیقین ہے خداوند تعالے اپنے حبیب کے طفیل مین ان
چارون بھائی بہنون کی عمر بڑہاوے دین و دنیا کی ہمہ نعمت انکو عطا فرماوے
مین اس بات سے زیادہ تر خوش و مسرور ہون شکر گذار عنایات
رب غفور ہون کہ ہر ایک خرد و بزرگ اعزا اقربا دوست و آشنا
سب کی میرے حال پہ نظر شفقت و عنایت ہی اور مجھی بھی ہر ایک سے
انتہا کی محبت الفت ہی اور واقعی محبت و اخلاق تو اپنا شعار ہی رشک
و حسد کینہ بغض نزاع و فساد سے نہایت ننگ و عار ہے بہر حال نعمات
دنیا سے مالا مال ہون خدا کے فضل سے بہت خوش حال ہون مگر اب
خوف آخرت نہایت دامنگیر ہے دیکھا چاہیے کہ اپنا عدو باطنی نہایت
شریر ہی خدا انجام بخیر فرماوے آخرت کا ثمرہ بھی نیک کہاوے آمین یا رب العالمین
بحق محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین اب ایک امر ضروری اس مقام پر اور لکھنا ہے
ہر چند کہ اوسکے اظہار مین اپنے منہ میان مٹھو بنتا ہی وہ یہ ہی کہ آپکے
دو صاحبزادے بڑے اور منجھلے نہایت لئیق موجود ہین لیکن لوگون نے
بسبب ارشاد حضرت کے اسی نالائق کو جانشین کیا بڑا بار اس ناتوان
کے دوش پہ دہر دیا اسکی شرم و آبرو خداوند تعالے کے اختیار ہے
وہی مالک و مختار ہی احوال میان صاحبزادہ والا تبار کرامت شعار

ہمارے حضرت سراپا برکت موصوف الصدر عالی منزلت والاقدر جس طرح
اپنے تئین چھپاتے تھے اوسی طرح مرید کرنے سے بھی پرہیز فرماتے تھے اسپر بھی
صدہا بلکہ ہزارہا لوگ بڑے بڑے عالم و فاضل حافظ و قاری درویش
کامل آپکے مرید ہوے اور رتبۂ عالی کو پہونچے منجملہ آپکے مریدان خاص اور
خادمان والا اختصاص کے جناب مولوی محمد حبیب اللہ خانصاحب بہادر
صدر الصدور ابن مفتی غلام حضرت صاحب رئیس الاعظم شہر گورکھپور ہیں
جو اوصاف حمیدہ اور صفات برگزیدہ حضرت مفتی صاحب مرحوم کے
سننے میں آتے ہیں وہ سب آپ کی ذات بابرکات میں پاتے ہیں واقعی
آپ کو خداوند تعالی نے مرتبۂ عالی دیا ہے نیز رکل اور شرافت خاندانی
کے سوا بہت بڑا لایق کیا ہے عالم متبحر صاحب رئیس ہیں نہایت عالی حوصلہ
بڑے رئیس ہیں سرکار انگریزی کی عدالت میں سالہا سال صدر الصدور رہے
ہر طرح کے الزام و بدنامی سے بری و دور رہے سارے ہندوستان میں
آپ کی نیک نامی کی شہرت ہے ہر حاکم اور رئیس کی نظروں میں انتہا کی
عظمت ہے خداپرستی اور حق شناسی کا یہ حال ہے کہ اس مارتاور
جاہ و حشمت میں اتقا اور شریعت کا ہر دم خیال ہے کیا طاقت کہ
خلاف شریعت کے کوئی امر ہونے پاوے یا کسی بدعت کا نام آپکے
گھر والوں کی زبان پہ آوے ہر چند کہ کار ہائے ضروری سے نہایت
عدیم الفرصت رہتے ہیں مگر عبادت و ریاضت کی اوقات مقررہ کا
یہ انتظام رکھتے ہیں کہ کیسا ہی نقصان یا حرج ہو جاوے مگر کیا مجال کہ

اوقات بہت فرق آئی فیاضی اور داد دہش کی یہ کیفیت رہتی ہے
اگر سائل ایک پیسہ طلب کرے تو روپیہ دینے کی نیت رہتی ہے جو غریب
محتاج آپکے پاس آتے ہیں اپنے حوصلہ سے زیادہ لیجاتے ہیں ایک مرتبہ
یہ عاصی شہر گورکھپور میں آپکے پاس حاضر تھا اور بھی بہت لوگ
بیٹھے تھے ایک صاحب اجنبی تشریف لائے اور بعد سلام علیک کے اتنا ہی لفظ
کہا کہ مجھے آپکی ملازمت کا کمال اشتیاق تھا آپ سنکر چپکے ہو رہے
تھوڑی دیر کے بعد مغرب کی نماز کا وقت آیا آپنے خدمتگار سے
اشارہ کرکے کچھ روپیہ منگایا اور اون صاحب کو اپنے پاس بلایا
اور فرمایا کہ بھائی صاحب نماز کا وقت آیا ہم مسجد کو جاتے ہیں
تم سے رخصت ہوتے ہیں پھر ہاتھ بڑھا کر مصافحہ کیا اور چپکے سے وہ زر نقد
اونکے ہاتھ میں دیا جب وہ صاحب چلے گئے تب میں نے پوچھا کہ یہ کون صاحب
تھے فرمایا کہ ہم نہیں جانتے پس معلوم ہوا کہ اکثر لوگ یونہیں آتے ہیں
اور برابر اسی طرح سے لیجاتے ہیں اور شہر گورکھپور کی اکثر عورتیں بیوہ
اور لاوارثوں کی خبر لیتے ہیں بہت کچھ نام خدا پہ دیتے ہیں غرضکہ
آپکی ذات سے فیض عام ہے نیکنامی کی شہرت ہے بڑا نام ہے انکی ذات
پاک مرشد اور مرشدزادوں کے نام پر جان و مال سے فدا ہے فنا فی الشیخ
اگر کہیے تو بجا ہے مولوی صاحب ممدوح کے اخ معظم و برادر مکرم جناب
مولوی محمد صفت اللہ صاحب آپکے مرید ہیں بہت اچھے عالم ہیں
فن حکمت میں بھی کامل ہیں مولوی صاحب موصوف کے حقیقی بھانجے

مولوی عجیب اللہ صاحب آپکے مرید یہ بھی بہت صاحب استعداد نہایت
لیق بڑے نیک نہاد ہیں داروغہ ظہور اشرف صاحب لوہیا صاحب مرحوم کے
پھوپھی زاد بھائی آپکے مرید روساے شہر گورکہپور میں یہ بڑے نامی گرامی
ہوے انکی شوکت اور امارت کے تمام شہر میں شہرت ہے ہر حاکم اور رئیس کی نگاہوں
میں انکی نہایت عظمت ہے عاصی کے حال پر بھی کمال عنایت رکھتے تھے
بہت کچھ خدمت کرتے تھے مگر افسوس ہے کہ اسی سال میں اونکا انتقال ہوا
ہم لوگوں کو کمال رنج و ملال ہوا مولوی حافظ ایزد بخش صاحب مرحوم جناب
مولوی نوازش علی صاحب کے حقیقی بھانجی آپکے مرید جوان سعادتمند بہت
اچھے حافظ عالم و فاضل تھے فرائض کی تحقیقات میں بڑے کامل تھے جو فرائض
شہر گورکھپور میں لکھے جاتے تھے وہ اونکو ملاحظہ کے واسطے ضرور آتے تھے جب
انکی نظر سے گزر جاتے تب اوسکی سند کامل ہو جاتی حضرت کے انتقال کے چند
روز کے بعد انکا بھی انتقال ہوا انکی انتقال سے ہر شخص کو بیحد انتہا صدمہ و
ملال ہوا مولوی وزیر علی صاحب آپکے مرید یہ بھی گورکہپور کے رہنے والے
بہت اچھے عالم با عمل ہیں نیک بخت اور لیاقت میں بے بدل ہیں مولوی صاحب
موصوف کے بڑے بھائی محمد جہانگیر خان صاحب آپکے مرید بڑے صاحب ذوق
و شوق با کیفیت ہیں نہایت خوش اوقات پابند شریعت ہیں شیخ حسین بخش
صاحب آپکے مرید انکی بھی گورکہپور میں بڑی شہرت ہے ہر شخص کے نزدیک
نہایت آبرو و عزت ہے شیخ کریم بخش صاحب مرحوم شیخ صاحب موصوف کے چھوٹے
بھائی یہ بھی آپکے مرید تھے شیخ خدا بخش مختار عام راجہ تملوہی آپکے مرید

یہ بھی آدمی بالیاقت ہین ارباب گورکھپور مین صاحب شہرت ہین شیخ فضل علی
مرحوم آپکے مرید یہ بھی مرد بالیاقت تھی نہایت راسخ الاعتقاد صاحب
ارادت تھی کریم داد خانصاحب ساکن گورکھپور آپکے مرید ہرچند کہ جاہے
نہایت قلیل الاوقات لیکن بڑی صاحب صلہ نیک صفات ہین انکو علاوہ
صدہا بلکہ ہزارہا آدمی خاص وعام شہر مذکور مین آپکے مرید ہین مولوی
محمد اسمعیل مولوی امام بخش صاحب بڑی حضرت صاحب کے خلیفہ کے صاحبزادہ
شہر لکھنؤ کے رہنے والے آپکے مرید ذی علم نہایت باوضع متقی جوان صالح
بڑی خلیقت ہین حافظ قاری فضل اللہ ابن مولوی عبد اللہ آپکے مرید
شہر لکھنؤ مین انکی برابر کوئی قاری نہین ہوا علم تجوید کے علاوہ انکو ہر علم
مین بہت اچھی لیاقت تھی تمام شہر مین شہرت تھی حضرت انکی حال پر
نہایت شفقت فرماتی تھی اور یہ اکثر آپ کی خدمت مین حاضر رہتی تھی مگر
حضرت کے سامنے ہی انکا انتقال ہوا آپ کو کمال رنج وملال ہوا قاری ضیا
مرحوم کے چھوٹی بھائی منشی عبد الکریم صاحب بھی حضرت کے مرید نہایت
لئیق بڑی راسخ الاعتقاد خوش نویسی کے فن مین کامل لکھنؤ کے مشہور استاد
ہین مجھی اون سے نہایت محبت ہے اور انکی بھی میرے حال پر کمال عنایت
ہے قاری صاحب مرحوم کے داماد قاری یکتائی زمان حافظ محمد میان یہ آپکے
مرید بڑی لئیق اور بڑی ذی استعداد ہین بلکہ ہر فن مین استاد ہین خدا تعالیٰ
نے انکو ایسا خوش الحان بنایا ہے کہ اس خوش آوازی کے ساتھ کم قاری شہر لکھنؤ
مین آیا ہے انکی مقابلہ مین یہان اب کوئی قاری نظر نہین آتا ہے محمد شفیع

زبان سے قرارت سنتا ہی عجب کیفیت اور حظ اوٹھاتا ہی انکی مولود شریف
پڑھنے کی بھی نہایت شہرت ہی واقعی انکی پڑھنے مین عجب لطف وکیفیت ہی خط
نسخ ونستعلیق ایسا خوب لکھتے ہین کہ بڑے بڑے خوشنویسون پر فوقیت رکھتے ہین
استعداد عربی کی بھی خوب ہے غرض کہ انکا جو کام ہی نہایت مرغوب ہے شیخ خدابخش
عطار تاجر کتب ساکن لکھنؤ آپکے مرید اللہ اکبر ایسے راسخ الاعتقاد کاہے کو ہوتے ہین
یون تو سبھی مرید اپنے پیر ومرشد کو مانتے ہین مگر اس وقت مین ایسے اعتقاد کے
لوگ کمتر ہونگے انکا یہ حال تھا کہ مرشد کے یہان کا کوئی کام کہ جسکے کرنے مین
نہایت عار ہوتا انکو اوسکی بجالانے مین ہرگز نہ انکار ہوتا مگر افسوس ہے کہ اون
بیچارے نے ایک مہینہ سے کچھ زیادہ ہوا کہ انتقال کیا انا للہ وانا الیہ راجعون
شیخ جعفر علیصاحب مالک مطبع جعفری یہ بھی آپکے بڑے نامی گرامی نہایت
وضعدار اچھے متقی وپرہیزگار تھے حافظ ولی محمد ساکن مقام الٹوہ متصل
قصبہ جہونسہ آپکے یہ مرید بڑے زہد ارہین شریعت وطریقت شعار رہین
اسی سال شعبان کے مہینے مین بیت اللہ شریف حج کو گئے ہین خداوند تعالے
اونکا حج قبول فرماے اور ساتھ مقصد قلبی کے بخیریت ہم سب لوگون سے
ملاوے شیخ قاسم علیصاحب ٹمٹم شیخ پورہ آپکے مرید نہایت لئیق بڑے وضعدار
ہین نہایت متقی اور پرہیزگار ہین چودہری مہدی حسن چودہری نبی بخش
صاحب تعلقدار قصبہ کرسی خاص کے صاحبزادہ یہ بھی آپکے مرید بڑے خوش
اوقات نہایت نیک صفات ہین میان چینے اور میان نتھا اور میان
اسد علی زمیندار موضع پڈری ہرچند کہ یہ تینون بھائی آپکے مرید بڑے

عاشق زار و جان نثار تھی مگر میان جی نے سب پر جبر ہی تھی اور حضرت کے
انتقال کے بعد بھی بہت لوگ اس سلسلۂ عالیہ قادریہ میں داخل ہوے
ہیں منجملہ اونکے ایک شاہ رحیم بخش صاحب حضرت حافظ محمد بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ
کے چھوٹے بھائی انہون نے بیعت و خلافت یہان سے پائی ہے اور جانشینی
حافظ صاحب ممدوح کی انکی حصہ مین آئی ہے منشی عوض علی صاحب ابن
مولوی عبد الاحد مولوی یہ حافظ صاحب ممدوح کے بھتیجے ہوتے ہین یہ آدمی
لیئق بہت اچھے منشی اور خوش نویس ہین حافظ صاحب انکے حال پر کمال شفقت
و عنایت رکھتے تھے اور یہ بھی حافظ صاحب کی بڑی خدمت کرتے تھے داروغہ
عبد القادر مولوی امام بخش صاحب بڑے حضرت صاحب کے خلیفہ کے پوتے
مولوی فقیر بخش صاحب بجنوری سید بہادر علی ابراہیم پوری اور شیخ فیض اللہ کرسوی
اور شیخ کرامت علی کرسوی اور شیخ منصب علی کرسوی اور علی بخش کرسوی اور شیخ نبی بخش کرسوی
اسی طرح سے صدہا بلکہ ہزارہا لوگ آپکے مرید ہین سب کے نام کہان تک لکھے جائین
اور کوئی ایسی فائدہ بھی نہین کہ جو زیادہ قلم بند کیے جائین میری دانست مین
آپ نے دو ہی شخصون کو اپنی خلافت عطا فرمائی انکے سوا اور کسی کو سنے مین
نہین آئی خلیفہ اول حقیقت و معرفت شعار مقبول بارگاہ کردگار حضرت حافظ
محمد بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ آپکے یہ مرید اور خلیفہ بڑے درویش کامل
اور ولی اہل دل ہوے ہر چند کہ یہ بھی اپنی تئین از حد چھپاتے تھے مگر خوارق
عادات خود بخود ظاہر ہو جاتی تھی چنانچہ میان فقیر بخش فیاط جو
حیدر گنج کی مسجد کے موذن نہایت دیندار اور محتاط ہین بیان کرتے ہین

کہ میں ایک خواجہ سرا کے پاس نوکر تھا اوسکا قصد کربلای معلی کے جانیکا ہوا ایک وزا سنے مجھ سی کہا کہ جب ہم کربلای معلی کی زیارت سی فراغت پاینگی پھر وہان سی بیت اللہ شریف کو بھی جاینگی اگر تم بھی ہمارے ساتھ چلتی تو تمہارا بھی حج بآسانی ہو جاتا اور تمہین زادراہ کا کچھ تردد کرنا پڑتا مین یہ سنکر خاموش ہو رہا اور اپنی دل مین کہا کہ اگر حافظ صاحب ہمین رخصت فرماینگی تو ہم بھی جا کر حج کر آینگی چنانچہ مینی حاضر ہو کر آپ سے استفسار کیا آپنے مجھی یہ حکم دیا کہ حج کے جانیکو ہم منع نہین کرتے ہین مگر بالفعل تمہارے جانے مین مصلحت نہین دیکھتی ہین آیندہ تمکو اختیار ہے چاہو جاؤ یا نہ جاؤ مینی عرض کیا کہ اگر حضور کے ارشاد پہ مین عمل نہ کرتا تو کیون پوچھتا پھر مین آپ سے رخصت ہو کر خواجہ سرا کے پاس گیا اور اپنی نہ جانیکا کچھ حیلہ کر دیا مختصر یہ ہے کہ خواجہ سرا تشریف لیگیی اثنا راہ مین اونکی نیٹون اور نوکرون نے اس قدر اونکو لوٹا کہ کچھ بھی نہ چھوڑا آخر کو خواجہ سرا تباہ و برباد و پریشان و سرگردان ہو کر لوٹ آیا مین یہ خبر پا کر حافظ صاحب کے پاس گیا اور حال عرض کیا آپنے فرمایا کہ بھلا ہم سی پوچھتی ہین کہ کوئی مسلمان کسی مسلمان کو حج کے جانے سی منع کر سکتا ہے مگر الیسی جانے سی نہ جانا بہتر ہوتا ہے میان الفو تان پ ساکن شہر لکھنو محلہ عیدہ گنج کہ وہ بھی اسی سلسلہ عالیہ قادریہ رزاقیہ مین داخل ہین بیان کرتے ہین کہ ایک مرتبہ مینی اپنی مطلب کے واسطی جناب حافظ صاحب سے عرض کیا آپنے ایک چٹھی ٹھیکری پہ لکھکر مجھے دی اور یہ حکم دیا کہ ادھی بات

کے بعد تم حضرت شاہ مینا صاحب کی مزار پر جانا وہان مزار شریف کے
سرہانی ایک بزرگ کالی لنگی خطدار اوڑہی ہوے ٹہلتے ہونگی اونکو یہ چٹہی
دیدینا چنانچہ مین حسب الارشاد بعد آدہی رات کے مزار شریف پر آیا اور
اون بزرگ کو جس ہیئت مین حافظ صاحب نے فرمایا تہا ٹہلتے پایا پہلے مین
آداب بجا لایا پہر وہ چٹہی پیش کی آپ نے اوسی پڑہ کر یہ ارشاد فرمایا کہ تم
آج جاؤ کل اسی مقام پر آنا اور جواب لیجانا چنانچہ مین اپنی مکان کو چلا آیا
اور صبح کو حافظ صاحب سے یہ سب کیفیت عرض کی پہر دوسرے روز حسب الارشاد
آدہی رات کے بعد مزار شریف پر آیا اور اون بزرگ کو اوسی جگہ پایا آپ نے
مہری صورت دیکہتے ہی ارشاد کیا کہ تمہارا کام ہوگیا مینے یہ سنکر آپ کو سلام
کیا اور ڈرتے ڈرتے عرض کیا کہ یا حضرت آپ کون اور کہان رہتے ہین
فرمایا تمہین اس سے کیا کام ہے جب مینے بہت مبالغہ کیا تو آپ نے فرمایا
کہ ہمارا مکان کرسی مین ہے یہ فرما کر آپ نظرون سے غائب ہوگئے
مین اپنی مکان کو چلا آیا خداوند تعالے نے اوسی روز میرا مطلب پورا فرمایا
مولوی علی محمد صاحب عالم بے بدل فاضل اکمل روشن چراغ دار العلوم
فرنگی محل ابن مولانا محمد معین اسکنہم اللہ تعالے فی اعلا علیین فرماتے
تہے کہ مجہی بارہا اسکا امتحان ہوا کہ جب کبہی ہم کسی امر کے کہنی کو واسطے
حافظ صاحب کے پاس جاتے تہے ہنوز کہنے کی نوبت نہین آتی تہی آپ
اوسکا جواب فرما دیتی تہی سبحان اللہ جس شخص کا کمال ایسے عالم وفاضل
کے امتحان مین آچکا ہو اوسکی ولایت مین کیا مجال کہ کوئی شک لا سکے

دوسرے خلیفہ مولوی رستم علیصاحب گورکھپوری ہیں انکو بھی آپنے خلیفہ کیا ہے
سب کے سامنے بیعت لینے کا کاغذ لکھکر دیا ہے یہ مولوی صاحب بھی بزرگ نہایت
خوش اوقات ہیں صاحب علم جامع الکمالات ہیں لیکن آپ کی مفصل
حالات سے میں بیخبر ہوں یہی سبب ہے کہ آپ کی حالات کما حقہ لکھنے سے
قاصر ہوں تمام ہوئی حالات صاحبزادہ والا تبار کرامت شعار کے دوسرے
صاحبزادہ قبلہ جسمانی و کعبہ روحانی برگزیدہ بارگاہ حقانی حضرت
مولوی شاہ محمد نور الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ الصمد اکبر آپ ایسے عابد و
زاہد پابند شریعت و طریقت صاحب تقوی صاحب باصفت
باذوق و باکیفیت تھے کہ ایسے لوگ کمتر دیکھنے اور سننے میں آتے ہیں
بلکہ سچ تو یہ ہے کہ اکثر لوگ سالہا سال بلکہ تمام عمر محنت و ریاضت
کرتے ہیں مگر یہ لطف و حلاوت ہرگز نہیں پاتے ہیں آپکے صبر و تحمل
قناعت و توکل کا یہ حال کیسی تکلیف و مصیبت یا کسی طرح کے آزار
یا علالت میں کوئی حرف شکایت کا زبان پر آئے کیا مجال بخدا میں لایزال
آپ کو انتہا کے عوارض شدیدہ میں مبتلا پایا ہے مگر کبھی کوئی حرف
اف کا بھی آپ کی زبان مبارک سے سننے میں نہیں آیا ہے بلکہ اکثر اوقات
آپ ایسے شدت سے علیل ہو جاتے تھے کہ ہم لوگ دیکھکر نہایت گھبراتے تھے
مگر یہ کیا طاقت کہ آپ کی اوقات معہودہ میں فرق آتا یا کسی طرح
کی اوراد معینہ میں حرج ہو جاتا مولوی نوازش علیصاحب گورکھپوری
فرماتے تھے کہ میں نے حضرت صاحب کے زبان مبارک سے آپ کی صفت میں سنا کہ

کہ یہاں بھی بڑی صابروشاکر ہیں و آپ مسجد میں کمال عشق و محبت کہتی تھی اور اذان بھی آپ ہی کہتی تھی اور آپکے اذان کی آواز ایک کوس کے فاصلہ تک جاتی تھی اور آپکو اذان کے وقت پہنچانی کا اس قدر ملکہ ہوگیا تھا کہ حالت غبار یا ابر میں کبھی کمی بیشی نہ ہونی پاتی تھی اور آپ کی آواز میں یہ تصرف اور برکت تھی کہ حالت ضعیفی اور پیری میں بھی وہی للکار اور ڈپٹ تھی بہرحال اسی ذوق و شوق عبادت الٰہی اور عشق و محبت نامتناہی میں جب باسٹھ چہتر برس کی عمر شریف آئی تو ۱۲۸۶ ہجری کے ماہ ذی الحجہ میں چودہویں تاریخ دوشنبہ کے روز قریب پہردن چڑہے کے آپنے جان بحق تسلیم فرمائی آپکے انتقال فرمانے کا رنج و ملال محتاج اظہار نہیں ہے ہم لوگون میں کون شخص ایسا ہے کہ جسکا دل آج تک آپکے اندوہ فراق میں بیقرار نہیں ہے بعد حضرت والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کے ہم لوگون کو آپ کی ذات بابرکات سے بڑی تقویت تھی گھر سے باہر تک سب طرح کی رونق افزا آبادی تھی اور برکت تھی اب ہردم یہی غم و رنج دامنگیر ہے کہ نہ کوئی اپنا بزرگ ہے نہ کوئی مشیر ہے بہرحال بجز صبر کے اب کیا چارہ ہے مشیت ایزدی میں کسنے دم مارا ہے آپ کو خداوند تعالیٰ نے اولاد بکثرت عطا کی مگر افسوس ہے کہ بجز ایک صاحبزادہ اور ایک صاحبزادی کے سبھون نے صغر سنی ہی میں قضا کی پھر صاحبزادی صاحبہ نے بھی بعد شادی ہونے کے ایک بیٹی اور دو بیٹے میان عبداللہ و حبیب اللہ کو چھوڑ کر آپکے سامنے ہی انتقال فرمایا

اور زیادہ تر افسوس یہ ہے کہ حضرت کے انتقال سے ایک مہینہ ستیرہ روز کے بعد اوس لڑکے نے کہ اوسکا عقد نکاح آپکے سامنے ہوگیا تھا اور حبیب اللہ کے عقد کی نوبت نہ آئی تھی دونوں بہن بھائی نوجوان نے لا ملا بتیرہ روز کے عرصہ میں انتقال کیا حق تعالے میان عبد اللہ کی عمر دراز کرے اب آپکے صاحبزادہ والاتبار شریعت و طریقت شعار قبلہ دنیا و کعبہ دین جناب بھائی مولوی محمد امام المتقین صاحب مد ظلہ آپکے یادگار ہین خدا کے فضل سے بہت لائق اور ہوشیار ہین ہم لوگون کو آپ کی ذات سے بڑی تقویت ہے بہرحال آپ کی ذات غنیمت ہے ایمان اس قدر واقف ہونا کرنا چاہیے کہ منجملی صاحبزادہ موصوف الصدر باوجود حاصل ہونے اس مرتبہ اور بزرگی کے آپ اپنی عاجزی اور انکساری کے راہ سے کسی کو مرید نکرتے تھے اس سے نہایت پرہیز رکھتے تھے مگر انتقال کے چند روز پیشتر لوگون کی نہایت عرض و معروض سے چار شخصوں کو مرید کیا ایک مولوی ذکاء اللہ صاحب مولوی محمد حبیب اللہ صاحب صدر الصدور رئیس گورکھپور کے صاحبزادہ اور تین شخص اس قصبہ کے رہنے والے خاص کے ایک شیخ علی بخش صاحب دوسرے شیخ عبد الغنی صاحب اور تیسرے میان ناظم علی صاحب تیسرے صاحبزادہ شریعت شعار طریقت آثار قبلہ و کعبہ دو جہانی حضرت مولوی محمد روحانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھا نہ آپکے صاحبزادہ نہایت بلند اقبال بڑے اولو العزم باجاہ و جلال تھے اونٹ اور گھوڑے ہیمی اور جھکڑے سبھی کچھ آپ رکھتے تھے بڑی شان و شوکت سے رہتے تھے و لاوری

اور شجاعت بہادری اور جرات میں بھی یکتای روزگار تھی بڑی کار
آزمودہ تہور شعار تھی بہت کچھ اسباب و سامان خدا نے آپ کو دیا تھا
بخوبی تہا ہزار ہا روپے آپنے کہا ہی اور اولوالعزمی کے راہ میں صرف فرمای
اور باوجود اس امارت اور تزک حشمت کے کبہی پابندی شریعت مین
فرق نہ آیا اور کبہی کوئی فعل اپنی خاندان کے خلاف اختیار نفرمایا
مگر افسوس ہی کہ آپ نے عمر کا حصہ بہی کم پایا پچاس ہی برس کی عمر مین
۱۲۹۶ ہجری کی جمادی الآخر کے پہلی تاریخ کو انتقال فرمایا ان چارون
صاحبزادون سی پہلی آپ ہی کا انتقال ہوا اس صدمہ جانکاہ سی
ہر شخص کو بڑا رنج و ملال ہوا ہر چند کہ آپ کو بہی خداوند تعالے نے
اولاد بکثرت عطا کی مگر بجز چار صاحبزادیون کے سبہون نے آپکے سامنے
ہی قضا کی یہ چار صاحبزادیان جو آپ اپنی یادگار چہوڑ گئی تہی ان میں سے
دو کا نکاح آپ اپنی سامنی کر گئی تہی اور دو کا نکاح آپکے بعد آپ کی بی بی صاحبہ
نے کیا مگر ایک صاحبزادی کو تقدیر نے لاولد بیوہ کیا اور ایک نے
تہوڑا زمانہ گذرا کہ ایک ختر نیک اختر چہوڑ کر ملک عدم کا رستہ لیا اور
دو صاحبزادیان کثیر الآل و اولاد ہین خدا کے فضل سی بخوبی خوش
و شاد ہین چوتھی صاحبزادہ حقیقت و معرفت آگاہ شریعت و طریقت
دستگاہ مقبول بارگاہ الہ حضرت مولوی محمد حزب اللہ نور اللہ مرقدہ
آپنے ایام شباب مین بڑی امارت کے ساتہ شریعت کو لئیہوی خوب
عیش فرمای آخر کو آپ کی طبیعت اپنی خاندانی طریقہ کی طرف جہک آئی

خصوصاً دعا و تعویذات اور عمل و عملیات کی تحقیقات مین آپ
یکتا ہی خاندان ہوی بڑی شہرت یافتہ ذی مرتبہ ذی شان ہوی
صدہا مریض ہر قسم کے دور دور سی آپکے پاس آتے تھی خدا کی فضل سے
بامراد جاتی تھی واقعی آپنے بڑا چشمہ فیض جاری فرمایا ہزارہا لوگون
نے آپ کی ذات سی فائدہ پایا بہرحال آپ کی ذات بھی غنیمت تھی
سب طرح کی رونق و برکت تھی ستر سال کے قریب جب آپکا سن شریف
آیا تو آپنے اسی ۱۳۸۹ھ ہجری کے ماہ ربیع الاولی کی تیسری تاریخ کو
انتقال فرمایا آپکی چار صاحبزادیان نوجوان دو نا کتخدا اور دو
منکوحہ اور ایک صاحبزادہ عالیشان مسمی محمد حبیب اللہ ایک بیٹا محمد خلیل اللہ
نام چھوڑکر آپکے سامنے ہی انتقال کر گئے اب دو صاحبزادیان آپکی
یادگار ہین خدا کے فضل سے دونون شوہردار ہین اب اتنی ہو کہ ان چارو
صاحبزادگان عالی تبار کی مزار بڑی حضرت کے روضہ شریف مین بموجب
وصیت حضرت ممدوح کے ہوی بڑی صاحبزادہ کا مزار روضہ شریف
کے اندر بائین طرف آپکے پہلو کے برابر ہے اور منجھلی اور چھوٹے صاحبزادہ
کا مزار آپکے پائین دکھن طرف صحنچی مین قرار پایا اور منجھلی صاحبزادہ
کا مزار پچھم طرف کے صحنچی مین صاحبزادہ والا تبار کرامت شعار کے بنایا
اور انہین چارون صاحبزادون کی والدہ ماجدہ کا مزار آپکے
روضہ شریف کے پورب طرف کے صحنچی مین ہے باقی سب بی بیون کے
مدفن علیحدہ ہین جو تین صاحبزادہ باقی رہے اونکی مزار بھی لکھنا پڑی پہلی بی بی صاحبہ

نقش روضہ شریف
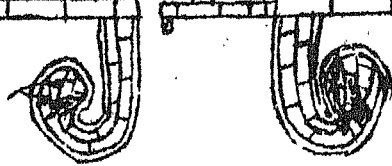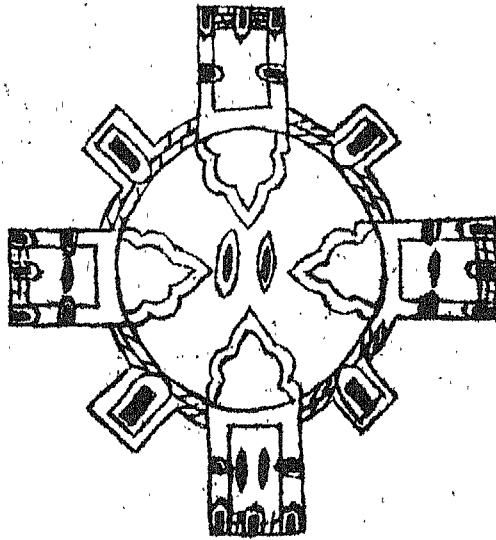
سے جو بڑی صاحبزادہ مولوی عبدالحق صاحب تھے اونکا مزار حضرت صاحب کے باغ
مین مسجد شریف قدیم کی پشت پر ہے اور مولوی ربانی صاحب جو صاحبزادہ
موصوف الصدر کے حقیقی چھوٹی برادر تھے اونکا مزار اوسی مسجد قدیم کے زینہ کے
متصل پرانی حویلی کے دروازہ کے سامنے ہے اور مولوی عبدالاحد صاحب جو تیسری
بی بی صاحبہ سے تھے وہ اوس قبرستان مین دفن ہین جو آپکے روضہ شریف کے متصل ہے
ان چارون صاحبزادون کی جو دو بہنین حقیقی تہین اونمین سے بڑی ہمشیر کا نکاح
شیخ امید علی صاحب رئیس کرونا کے ساتھ ہوا مگر تین صاحبزادیان پیدا ہونے کے بعد
شیخ صاحب کا انتقال ہوا اب وہ تینون صاحبزادیان با آل واولاد ہین خدا
کی عنایت سے سب اپنے گہرون مین خوش وشاد ہین بڑی صاحبزادی کے
دو فرزند دلبند ایک سید عباس علی دوسرے میان وارث علی دوسری صاحبزادی
کے پانچ فرزند سعادتمند بڑے صاحبزادہ کا نام سید عاشق علی ہے انکو بہت اچھی
لیاقت ہے کچہری دربار کے کام مین خوب اچھی لیاقت ہے دوسرے صاحبزادہ منشی رونق علی صاحب
یہ بڑے لایق صاحب استعداد ذی علم منشی بے بدل فن شاعری اور نثاری مین
بڑے کامل واکمل ہین منشی نولکشور صاحب کے یہان پٹیالہ اخبار کے اڈیٹر ہین
اور انکے تیسرے بہائی منشی سید محمود علی صاحب نہایت لایق بڑے کارگذار
شاعر و نثار اوسی مطبع پٹیالہ اخبار کے مہتمم اور منیجر ہین چوتہے بہائی سید
واحد علی صاحب اور پانچوین بہائی سید الطاف علی اور تیسری صاحبزادی کے
ایک فرزند دلبند نہایت سعادتمند شیخ مبارک علی نام انہون نے بڑا کام
کیا ہے نہایت محنت و مشقت کرکے نارمل اسکول مین امتحان دیا ہے اب کسی

اسکول مین عہدہ مدرسی پر مامور ہین خدا کی عنایت سی خوش و مسرور ہین اب
حضرت صاحب کی کل اولاد مین یہی ایک صاحبزادی صاحبہ مدظلہا جنکا
مذکور ہوا باقی ہین اور چھوٹی ہمشیرہ صاحبہ کا عقد نکاح مقبول بارگاہ احد
شیخ نور محمد صاحب رئیس و قاضی زادی قصبہ ستر کے ساتھ ہوا انکو لڑکیون
کی علاوہ پانچ بیٹی خداوند تعالے نے عطا کئی اور آپکے سامنی سب زندہ اور
سلامت رہی مگر آپکے بعد دو صاحبزادون نوجوان نے انتقال کیا آپکے
بڑی صاحبزادہ یعنی جناب برادر مشفقی شیخ محمد تقی صاحب انکو ایک بیٹی اور چار
بیٹے خداوند تعالی نے دی ہین بڑی بیٹی کا نام شیخ محمد مہدی اور منجھلی صاحبزادہ
کا نام منشی محمد عبد الہادی ہے یہ دونون صاحبزادہ بڑی لیئق اور نہایت
خوش وضع اور خوش طریق ہین اور دو صاحبزادہ محمد یسین و عبد الکافی
ابہی کم سن ہین خداوند تعالی ان سب کی عمر دراز فرمای اور فوائد دارین کو
پہونچای اور دو صاحبزادہ جو بہائی محمد تقی صاحب سے چھوٹے ہین اونمین سے
ایک کا نام محمد رضا ہی اور ایک کا نام محمد امیر ہے ان دونون بہائیون کی شادی
ابہی نہین ہوئی اب ہماری حضرت صاحب محبوب صادق قادری قدس اللہ سرہ الاصفی
کی دو بیبیون کا ذکر مع آل و اولاد کے ہو چکا اور دو بی بیون کا حال لکھنا
باقی رہا وہ بہی واضح کہ ایک بی بی کو آپنے چند روز کے بعد از روی سنت نبوی
کے طلاق دی اور ایک بی بی صاحبہ سی دو صاحبزادیان اور ایک صاحبزادہ
پیدا ہوی صاحبزادہ صاحب کا نام نامی مولوی عبد الواحد تہا وہ لاولد ہی
انتقال کر گئے اور ایک صاحبزادی صاحبہ نے بہی لاولد قضا کی اور ایک صاحبزادی

کی فرزند ارجمند شریعت شعار طریقت آثار عاشق جناب رسول اللہ مولوی حاجی ہدایت اللہ صاحب یہ بزرگ عالی صفات نہایت خوش اوقات متصف بجمیع صفات ہیں بڑی زاہد و عابد ہیں مگر افسوس ہے کہ تنہا بذات واحد ہیں اللہ بس باقی ہوس خدایا ہماری حضرت کی آل و اولاد کی نسل ہمیشہ سلامت رہی سب کے حال پر تیری رحمت و عنایت رہی الحمد اللہ کہ آج چھبیسویں تاریخ ماہ ذی قعدہ روز پنجشنبہ سنہ ۱۲۸۹ ہجری کو ملفوظ شریف جناب قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین مولانا مرشدنا و عارف باللہ حضرت شاہ نجات اللہ صاحب وق قادری قدس سرہ الاصفی کا تمام ہوا دو برس کئی مہینے کے عرصہ میں بکمال جستجو اور تحقیقات کے ساتھ اسکا انجام ہوا اب خداوند کریم اپنی حبیب کے طفیل میں اسکو خاص و عام میں مقبول فرماوی اور اسکی برکت سے راقم آثم کا خاتمہ بالخیر ہو جاوی آمین یارب العالمین بحق محمد آلہ و اصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین

التماس

ناظرین والا تمکین کی خدمت میں راقم آثم کی طرف سے گذارش ہے کہ جو صاحب از راہ ذوق و شوق کے اس کتاب کو ملاحظہ فرمائیں اور کسی جگہ کوئی مضمون خلاف قیاس پایا جاوی تو ہرگز اوسکی راستی پر شک نہ لائیں کیونکہ اسطرح کہ اول تو اس کتاب میں ایک بزرگ کامل اکمل کے ملفوظات طیبات ہیں یعنی کرامات اور خوارق عادات کی حکایات ہیں اور خوارق عادات اور کرامات انہیں حرکات و افعال کو کہتے ہیں کہ جو امور کسی بزرگ سے ایسے خلاف قیاس

طمورہیں آ بہن کہ جو جنکو دیکھکر لوگ حیرت میں رہ جائیں دوسرے راقم نے
اس کتاب کے مضامین کی تحقیقات اور صحت پر بڑا لحاظ رکھا ہی بخدا جس
مضمون میں ذرا بھی شبہہ گذرا ہے اوسکو نہیں لکھا بلکہ دو ایک
مضمون نہایت زور و شور کے بڑے ثقہ راوی سے پہونچے مگر عوام کے
اعتراض کے خوف سے نہیں لکھے پس مسلمانوں کو چاہیے اعتقاد سے
اس کتاب کو ملاحظہ فرمائیں اور کسی طرح کا وسوسہ اپنے دل میں
نہ لائیں فقط

تاریخ طبع از منشی بھگوان دیال صاحب عاقل تخلص سررشتہ دار جناب منشی نولکشور صاحب مالک مطبع اودھ اخبار واقع لکھنؤ

سراج الیقین حافظ حق شناس	کشادست باب طریق نجات
بو طبع اودا یا خواستگار	بجلب ثواب طریق نجات
بفرمود تالیف روشن کتاب	پے اکتساب طریق نجات
چو شد طبع آن نسخہ رہنما	برائے ذہاب طریق نجات
رقم کرد عاقل پے سال طبع	چہ نیکو کتاب طریق نجات

سنہ ۱۲۹۰ ہجری

ایضاً

گردید مرتب این ز بان نیک کتاب	تالیف ز حافظ ہست آن نیک کتاب
عاقل کردیم سال طبعش مرقوم	شد طبع چہ بہر مومنان نیک کتاب

سنہ ۱۲۹۰ ہجری

ایضاً

از حافظ حق شناس و حق بین	شد نسخہ مستطاب تالیف
گردید چو طبع گفت عاقل	کردہ این نو کتاب تالیف

سنہ ۱۲۹۰ ہجری

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ کہ کتاب نجاۃ المومنین مصنفہ حافظ محمد سراج الیقین صاحب مطبع منشی نولکشور واقع بمقام لکھنؤ ماہ اپریل سنہ [illegible] میں حسب فرمایش مصنف ممدوح باہتمام سید محمود علی مہتمم و منیجر مطبع چھپ کر طیار ہوئی فقط

صحت نامہ اغلاط نجاۃ المومنین

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳	۴	یاہرات	ماہرات	۲۰	۹	تیئیں سجھا	تقیئیں ان کا ہے	۳۵	۴	سولی نا	مولنا
〃	۵	غعلم	اعظم	۲۲	۱۱	آپ	اب	〃	۸	پھرتے	پھرانے
〃	۷	سولینا	مولنا	۲۶	۵	اوس	اس	۳۶	۱	بعد	بعدہ
〃	۱۵	ذوق	ذوق وشوق	〃	۸	کہا	کیا	۳۷	۶	اگہ	آگہ
۴	۴	نوالی	لاآلی	۲۸	۱	شع	وضع	۳۸	۱۶	پیر	پھر
〃	۵	اون سے	افشین سے	〃	۴	کرا آپ سے	کہ اللہ سے	۴۴	۲	حبیب پیہ	حبیب پینہ
〃	۶	چھوٹے چچا	جناب پھوپھی چچا	۳۰	۷	[illegible]	رکابی پیچھے	〃	۹	بلایا	بلا دیا
〃	۷	بھائی صاحب	بھائی	〃	۱۳	جس	جن	۵۱	۱	خیال	پر خیال
۷	۱۵	اس	اسے	〃	۱۶	ہوتا ہی	ہوتا ہی	۵۶	۴	صاحبزادی	صاحبزادی کی
۸	۸	اداد	اولاد	۳۱	۳	اسی طرح	اسی طرح سے	۶۲	۳	جب سے	جیسے
۱۳	۷	اذکو	آپ کے	۳۳	۶	آپ کا	اسکا	۶۵	۶	کوئی	کسی
۱۵	۴	پیر	پھر	〃	۷	پتا	پتا	〃	۱۹	سترا ہی	سراسر
۱۷	۴	انکاری	آشکاری	〃	۹	فرا	فرا دیتی تھی	۶۶	۹	عبدالواحد	عبدالواجد
۱۸	۴	جسنے	جینے	۳۴	۱۴	آوے	آتی	〃	۱۳	اوسی پایہ	اسی پایہ
〃	۱۶	آپکے	آپ ہی کے	〃	۹	عامل	عالم	۶۸	۱۷	شاہ صاحب	شاہ صاحب کا
۱۹	۸	غذیقہ	خذیفہ	۳۵	۳	انکو	آپ کو	۷۰	۹	حلقہ میں	حلقہ بیعت میں